

# تحریک ختم بُوت

ڈاکٹر محمد بن حبیب الدین

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

احیاء التراث پبلی کیشنز



## معزز قارئین توجہ فرمائیں

کتابِ مہنت کی روشنی میں لمحیٰ جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا منتظر

- **کتاب و سنت ذات کام** پرستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
  - **بیانات التحقیق الislamی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصریق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
  - **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیه

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر متمم کتب متعلقہ ناشرپن سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاؤشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

**PDF** کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com  
🌐 www.KitaboSunnat.com

انه من سليمان و انه بسم الله الرحمن الرحيم

# تحریک ختم نبوت

حصہ شخصت و دوم (۶۲)

قادیانی مشن اخبار اہل حدیث امر تسریع ۱۹۳۵ء (۲۱)

بھاء الدین محمد سلیمان

احیاء التراث پبلی کیشنر

نام کتاب	تحریک ختم نبوت حصہ ثصت دوم (۶۲)
مولف	بہاء الدین محمد سلیمان حفظہ اللہ
صفحات	۲۸۹
انٹرنسیٹ اڈیشن	جولائی ۲۰۲۰ء
زیراہتمام	احیاء التراث پبلی کیشنز

## فہرست عنوانوں

عنوان	صفحہ نمبر
فاتحۃ الکتاب	۹
مرزا صاحب قادریانی کا آخری فیصلہ	۱۰
بہائی دعویٰ نمبرا	۱۳
ہندوستان کیلئے ایک جدید ریفارم سکیم	۱۶
بہائی دعویٰ نمبر ۲	۲۰
مسٹری ثناء اللہ کی مرزا نیت سے توبہ	۲۳
لاہوری مرزا نیوں کی شرمناک شکست	۲۶
بہائی دعویٰ نمبر ۳	۳۳
آخری فیصلہ پیش گوئی تھا	۳۶
بہائی دعویٰ نمبر ۴	۳۸
جدید نبی کا اعلان: قادریانی اور لاہوری خبردار!	۴۲
ایک غلطی کا ازالہ	۴۸
لاہوریوں کا چیلنج قادریانیوں کو	۴۹
جماعت احمدیہ کے اصول	۵۱
بہائی دعویٰ نمبر ۵	۵۲

۵۳	مسلمان اور مسح قادیانی
۵۸	قادیانی اور لاہوری مرزا یوں میں اشتہار بازی
۶۰	لاہوری احمدی مصلح موعود کا نیک ارادہ
۶۱	لاہوری اور قادیانی جنگ میں ہمارا منصفانہ حصہ
۶۳	طلوع بہاء اللہ
۶۷	مسح قادیانی کا مبلغ علم اور جاہل نہ فتوی
۶۹	کھلی چھپی بنام حاجی سید عباد اللہ الدین
۷۲	اصولی بحث سے کون منہ پھیرتا ہے؟
۷۳	ظفر اللہ کی تقریر متعلق احمدیت محض ملع ہے
۷۶	شیخ چلی کی یادگار قادیانی میں
۷۹	آخری فیصلے پر میرٹھ میں مباحثہ
۸۲	پادری غلط پنڈت صحیح
۸۳	فضل کا اوپر لئر قہ راوی نہیں
۸۶	عورت کی علامت
۸۶	مرہم عیسیٰ سے ثبوت میسیحیت
۸۸	مولوی محمد علی کی شہادت میں قادیانیوں کی رعایت
۸۹	قادیانی خلیفہ باپ کی جگہ
۹۱	جلسا بخمن حمایت اسلام میں قادیانی برکت
۹۲	کیا مرزا ای عیسائی ہیں؟
۹۳	مرزا جی کا کھیت پک رہا ہے
۹۶	مولوی عطاء اللہ شاہ کے مقدمہ کا فیصلہ

۹۹	حرامزادے کی رسی دراز
۱۰۰	مولانا شاء اللہ صاحب گھبرا گئے
۱۰۲	مسح پھر زمین پر
۱۰۸	قادیانی سے کفر کا فتوی نکلا
۱۰۹	میرزا بیت
۱۱۲	مرزا نمبر: ابتداء اور انہا مرزا
۱۱۷	جھوٹا اور پیچ پرست کون؟
۱۲۳	جسٹس سر ظفر علی، خلیفہ قادیانی کی تائید میں
۱۲۵	خاتم النبیین
۱۳۵	بیانات مرزا صاحب
۱۳۹	فاروق کی تجویز منظور
۱۴۱	مسح پھر زمین پر
۱۴۵	کوئٹہ کا زرزلہ قادیانی پر گرا
۱۴۹	آنے والا زرزلہ شدید ہو گا
۱۵۲	جدید نبی کا اعلان
۱۵۳	پنجابی مشلت
۱۵۴	شیطان مرچ کا تھا مگر
۱۵۶	کیا مسح موعود و حضرت مہدی آچکے؟
۱۵۸	پنجاب کے دو تاریخی مقدمات
۱۵۹	قادیانی، کفایت اللہ ہلوی، جماعت احمدیہ لاہور
۱۶۲	مرزا اُسی سوال جماعت اہل حدیث پر

۱۶۳	مسح موعود جہاد بالسیف کرے گا
۱۶۶	قادیانی کے زنرے
۱۷۲	نئے نبی کا نیا الہام
۱۷۳	ختم نبوت اور قادیانی امت
۱۷۴	امیر جماعت لاہور و خلیفہ قادیانی سے ایک سوال
۱۷۵	ایک سوال کا جواب
۱۸۰	احراری اور قادیانی
۱۸۲	مرزا قادیانی کا انتہائی درجہ اور قرآن سے تعلق
۱۸۹	مولانا شاء اللہ صاحب کا کھیت پھل لارہا ہے
۱۹۳	مسح موعود کے آنے کا وقت ہے؟
۲۱۹۵	قادیانی مسح مسیحیوں پر غالب آیا مغلوب ہوا؟
۱۹۸	عبدالحق لاہوری پنچتہ احمدی ہے
۱۹۹	کذب قادیانی : اڈیٹر فاروق کی زبانی
۲۰۱	قادیانی سے اہل حدیث کو سیاسی اتحاد کی دعوت
۲۰۲	قادیانی علم کلام کا ایک نیاشاہ کار
۲۰۳	خاتم النبیین : بحکم قادیانی ٹریکٹ
۲۱۸	بارقتہ السیف - ۱
۲۱۹	براہین احمدیہ کیوں ناقص رہی؟
۲۲۶	عبدالحق ہے یا عبد الباطل
۲۲۷	قادیانی مدعا کو مسح موعود کہنا کم عقلی ہے
۲۳۰	انعامی رقم جمع کراڑ

۲۳۳	باقۃ السیف۔۲
۲۳۵	عبدالباطل باطل چھوڑ نہیں چاہتا
۲۳۷	چلنج بنام خلیفہ قادری
۲۳۸	مبالغہ مائین جماعت حنفیہ و مزراعیہ
۲۴۱	قادیانی مسح کی تکذیب کی آواز
۲۴۵	باقۃ السیف۔۳
۲۴۷	خاتم الخلفاء کے بعد مجروہ کا سلسلہ جاری نہیں رہ سکتا
۲۴۹	باقۃ السیف۔۴
۲۵۲	قادیانیوں اور احرار کا مبالغہ
۲۵۳	تحریف کس نے کی؟
۲۵۸	سنگاپور میں تبلیغ احمدیت کی حقیقت
۲۶۱	تم نے قادیانی مسح کو کیوں قبول کیا؟
۲۶۶	خبراءفضل سے ایک سوال
۲۶۶	قادیان میں مبالغہ کیوں نہ ہوا؟
۲۶۹	احرار اور قادریان
۲۷۰	قادیان کی مسجد احرار میں نماز جمعہ نہیں پڑھی گئی
۲۷۱	قادیان میں دھوم دھام کی برات
۲۷۳	مبالغہ نہ ہوا، برائے ہوا
۲۷۶	مولوی محمد علی لاہوری سے ایک سوال
۲۷۷	احرار کا امیر شریعت گرفتار
۲۷۷	قادیان ہمارا حرم ہے

۲۸۰	احرار کی گرفتاری اور سزا یابی
۲۸۱	مرزا نیت میں توحید؟
۲۸۵	حدوٹ مادہ وارواح
۲۸۸	کھلی چھپی بند موت مولوی محمد علی لاہوری

## فاتحة الكتاب

الحمد لله و الصلوة و السلام على سيد لا نبياء . اما بعد

سلسلہ تحریک ختم نبوت کی جلد باسٹھ (اور قادیانی مشن کی جلد اکیس) قارئین کی نذر کی جا رہی ہے جس میں ۱۹۳۵ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر کے دستیاب شماروں میں شائع ہونے والی شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تحریروں کے علاوہ مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، مولوی داؤ دارشد گوجرانوالہ، مفتی محمد عبداللہ معمار امرتسری، مولوی عبد اللہ ثانی امرتسری، مولوی محمد شفیع آف قلعہ میہاں سنگھ گوجرانوالہ، مولوی ابوسعید عبدالعزیز لدھانہ، مفتی محمد بھیل ریاست ماگرول، مولوی عبدالخالق ڈیروی، ماسٹر علم الدین موگنگ بھرات، مولوی محمد اسماعیل سہوترا سنگاپور، جناب قاسم علی اور سیپر بہاولپور، کی نگارشات نقل کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں پنڈت آتمانند، ایم طفیل مسیحی، اور قادیانی اخبارات مثل الفضل، بدر، الحلم وغیرہ کی چند تحریریں منقول ہیں۔

کمپوزنگ کے ساتھ ساتھ تصحیح، تخریج، تسلیم اور تقید و نحیرہ کا انحصار بھی چونکہ فرد واحد پر رہا ہے، اسلئے قارئین سے درخواست ہے کہ غلطیوں سے درگذرفرمائیں اور تاریخ تخطی ختم نبوت کے کارکنوں کی نگارشات سے لطف اندوز ہوتے ہوئے اس فقیر کے لئے دعاۓ خیر بھی فرماتے رہیں۔ ممنون ہوں گا۔

والسلام مع الأكرام

نقیر بارگاہ صدی بھاء الدین محمد سلیمان ۲۹ جولائی ۲۰۲۰ء

انه من سليمان و انه بسم الله الرحمن الرحيم

## مرزا صاحب قادریانی کا آخری فیصلہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا شناء اللہ امر تسری لکھتے ہیں:

آج کل مرزا غلام احمد صاحب قادریانی کے متعلق بہت کچھ اختلافات پیدا ہو رہے ہیں۔ غور کیا جائے تو یہ نزاعات سب بیکار معلوم ہوتی ہیں کیونکہ مرزا صاحب نے ان نزاعات کے تصفیہ کرنے کے لئے ایک ایسی چیز بنائی تھی جو بالکل صاف اور سیدھی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ مخالف تو الگ رہے موافق بلکہ فدائی بھی ایسے بے پرواہ ہیں کہ موصوف (مرزا قادریانی) کی تجویز پر کان نہیں لگاتے۔ حالانکہ شروع میں اس کو معقول سمجھ پکے ہیں۔ آج ہم درد بھرے دل سے نہ صرف مسلمانوں بلکہ پیلک کے فائدے کے لئے وہ تجویز یاد دلاتے ہیں جو مرزا صاحب قادریانی نے رفع نزاع کے لئے پیش کی ہوئی ہے۔ وہ ساری کی ساری انہیں کے الفاظ میں درج ذیل ہے

### مولوی شناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم الله الرحمن الرحيم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم  
یستنبئونک احق ہو۔ قل ای و ربی انه لحق۔

خدمت مولوی شناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الہدی  
مدت سے آپ کے پرچاہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود جمال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ اور دنیا میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسح موعود ہونے کا سرا افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھاٹایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور

ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے گالیوں اور تہتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی مضر نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مذہبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارenne ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے اپنے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کرو اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے رو برو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بذبانبیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین

میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بذبانبی حد سے گذرگئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکووں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلئے سخت نقصان رسائی ہوتا ہے۔

انہوں نے اپنی تھتوں اور بذریعہ بانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دو رملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھنگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہائت درجہ کا بدبادی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تھتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی شاء اللہ انہی تھتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملچھی ہوں کہ مجھ میں اور شاء اللہ میں سچا فیصلہ فرم اور جوتیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جوموت کے برابر ہو بتلا کر۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین

ثم آمین - ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خير الفاتحين - آمین -

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے ۔

الراقم عبد اللہ الصمد میرزا غلام احمد مسحی موعود عافاہ اللہ واید

مرزا غلام احمد صاحب قادریانی نے پیلک کی ہدایت کے لئے یہ ایک معیار دنیا کے سامنے رکھا تھا کہ مولوی شاء اللہ اور مرزا صاحب قادریانی میں جو عرصہ دراز سے اختلافی جنگ جاری ہے اس میں پہلے مرنے والے کی موت بہترین معیار ہے۔ اس اعلان کی عبارت میں آٹھ جملے خبریہ ہیں جن کا وقوع ضروری ہے۔

اب ایک طرف تو یہ برازور دار اشتہار ہے دوسری طرف مولوی محمد علی امیر جماعت احمد یہ لاہور کا فرمان ملاحظہ ہو کہ وہ وفات مرزا صاحب قادریانی کو کافی نہیں جانتے بلکہ فرماتے ہیں: "هم تو اس بات کو مانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی بد دعا اس (شاء اللہ) کے حق میں منظور ہوئی اور وہ اس کا نتیجہ بھی انشاء اللہ دیکھے لے گا" (محمد علی در رسالہ رویو آفریلی جنر۔ جون جولائی ۱۹۰۸ء ص ۲۹۸)

کوئی ان امیر جماعت سے پوچھئے کہ نتیجہ تو موت و حیات تھا جو دنیا نے دیکھ لیا۔ اس کے علاوہ کون سا نتیجہ ہے جس کے آپ ۱۹۰۸ء میں منتظر تھے اور آج عرصہ طویلہ گزرنے پر بھی وہ ظہور پذیر نہیں ہوا؟

خلیفہ قادریان (مرزا محمد احمد) کا خدا بھلا کرے کے انہوں نے اس معاملہ کو صاف کر دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: جب حضرت اقدس (مرزا صاحب قادریانی) نے ثناء اللہ کی بابت دعا کی اور خدا تعالیٰ نے آپ کو اس کی ہلاکت کی خبر دی تو وہ ایک عید کی پیشگوئی ہو گئی ۔ (تُحْمِيدُ الْأَذْهَانَ - بَابُتِ جُونِ جُولائی ۱۹۰۸ء ص ۷۹)

جس دعا کی قبولیت کی طرف یہاں خلیفہ قادریان نے اشارہ کیا ہے وہ اخبار بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء میں درج ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے کہا کہ ہم نے جب ثناء اللہ کے لئے دعا کی تو یہ الہام ہوا ۔ اجیب دعوة الداع (خدا نے تمہاری دعا قبول کر لی) ۔ لبّس اس دعا اور اس کی قبولیت کا اثر یہ ہوا کہ: کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا المشتہر: سکرٹری شعبہ اشاعت دفتر اخبار اہل حدیث امر تر ۲۳ دسمبر ۱۹۳۳ء

(ہفت روزہ اہل حدیث امر تر ۲۳ جنوری ۱۹۳۵ء مطابق ۲۰ رمضان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۰ - ۱۱ ص ۶ - ۷)

## بہائی دعوی نمبرا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امر تری کھتے ہیں:

نا ظرین اخبار اہل حدیث امر تر، شیخ بہاء اللہ ایرانی سے واقف ہوں گے آپ ملک ایران کے باشندے تھے ایران میں آپ کا پیدائشی نام (مرزا حسین علی) تھا۔ بعد میں آپ نے کسی مصلحت سے اپنا نام (بہاء اللہ) تجویز کر لیا۔ ہماری تحقیق یہ ہے کہ ہمارے بیجانی نی مرزا صاحب قادریانی اسی ایرانی مدعا سے مستفیض تھے جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ بہاء اللہ اور مرزا میرزا میں ثابت کر دکھایا ہے۔ ان دونوں ریفارمروں میں یہ بات بالتفاق پائی جاتی ہے جیسا کہ یہ دونوں صاحب کہتے ہیں (بلکہ ان کے اتباع بھی ان کی نسبت یہی اعتقاد رکھتے ہیں) کہ ہماری بابت سب انبیاء سا بقین نے پیش گوئی کی ہوئی ہے یعنی ہم موعود کل انبیاء ہیں چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادریانی کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں کہ

میرے خدا نے عین صدی کے سر پر مجھے مامور فرمایا اور جس قدر دلائل میرے سچا منے کے لئے ضروری تھے وہ سب دلائل تمہارے لئے مہیا کر دیئے اور آسمان سے لے کر زمین تک میرے لئے نشان ظاہر کئے اور تمام نبیوں نے ابتداء سے آج تک میرے لئے خبریں دی ہیں۔ پس اگر یہ

کار و بار انسان کا ہوتا تو اس قدر دلائل اس میں کبھی جمع نہ ہو سکتے تھے۔ (تذكرة الشہادتین - ص ۶۲)

آج ہم بہائی میگزین کے اس نمبر پر توجہ کرتے ہیں جس میں اڈیٹر صاحب میگزین مذکور نے ایک بہت طویل مضمون اس امر کی توجیح کرنے کیلئے سپر ڈفلم کیا ہے مضمون کیا ہے بہائی عقائد کی فہرست ہے۔ اس لئے ہم اسے سارے کاسار نقل کریں گے تاکہ ہمارے ناظرین کے پاس یہ ذخیرہ موجود رہے اور وہ ان جدید مدعیان کی اور ان کے اتباع کی کوشش کا اندازہ کر سکیں کہ کہاں تک ڈوبتے ہوئے تنکے کا سہارا تلاش کرتے ہیں مضمون بہائی کے ساتھ حواشی میں اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ اڈیٹر صاحب میگزین لکھتے ہیں کہ طلوع بہاء اللہ: بہاء کے معنی ہیں نور، حسن، و جمال، جلال، رونق، تازگی، یہ لفظ سنکرت میں بھی بہت آتا ہے ویدوں میں بکثرت استعمال ہوا ہے پالی زبان میں بودہ دہرم کی کتاب میں اس کا بہت ذکر کرتی ہیں بلکہ آنے والے موعود کا ذکر کرتے ہوئے بودہ کتب مقدسہ میں فرمایا کہ، اس کا نام، امت بہا، ہے اور بہا کے معنی پالی میں بھی وہی ہیں جو سنکرت اور عربی میں ہیں۔ یعنی نور جمال جلال۔

وید میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ سب سے پہلے پرمانہ کی طرف سے بہا کا ظہور ہوتا ہے پھر اور چیزیں نمودار ہوتی ہیں۔ عبرانی میں بھی عربی کی طرح لفظ بہا بکثرت مستعمل ہے۔ عربی باعیل میں بھی جہاں آنے والے موعود اعظم کا ذکر ہے وہاں یہ الفاظ موجود ہیں ہم یروں مجد الر ب بہاء الہنا۔

(کتاب یعیاہ باب ۲۵)

لوگ پروردگار کی عظمت اور ہمارے خدا کے بہاء کو دیکھیں گے، صادق اہل کتاب سچے دل سے اس ظہور پر ایمان ارہے ہیں جو بہاء اللہ کے نام سے جلوہ گر ہوا ہے جسکے معنی ہیں، نور خدا۔ اسی حقیقت اور نام کو قرآن مجید میں یوم موعود کی بشارتوں کے ساتھ یوں بتایا گیا ہے

واشرقت الارض بنور ربها (سورہ زمر)۔ اور زمین نور پروردگار سے روشن ہوگی۔ یہی بہاء اللہ کے معنی ہیں یعنی نور خدا وہی نور رب ہے اور بہاء کے بجائے نور کا لفظ تفسیر و تشریح کے

لئے اور یہ بتانے کی غرض سے رکھا گیا ہے کہ اصل چیز حقیقت و معنویت ہے یعنی تخلی الہی جو جلوہ نما ہوگی اسی کی روشنی عالم میں پھیلے گی۔ اگر حقیقت نہ ہو تو صرف لفظ سے کیا ہو سکتا ہے اسی جلوہ اے حقیقت کو کتاب مقدس بائیبل میں بہاء اللہ اور قرآن مجید میں نور رب کہا گیا ہے اور فی الحقیقت تخلی ربانی ہی ہے جو روشنی دکھاتی ہے ورنہ بغیر اس کے انسان اور دنیادونوں تارک محض ہیں (عربی بائیبل میں بہاء الہنا بیشک ہے لیکن بحیثیت مرکب اضافی نہ بحیثیت علم۔ ایرانی بہاء اللہ نے اپنانام بطور علم تجویز کر لیا تھا جیسے عبداللہ عبد الرحمن وغیرہ۔ اس کو ترکیب اضافی سے کوئی تعلق نہیں اس کی مثال بالکل یہ ہے کہ قرآن شریف میں آیا ہے لما قام عبد الله یادو ہ کا دوا یکو نون علیہ لبدا۔ اس آیت میں عبداللہ بحیثیت مرکب اضافی مستعمل ہوا ہے۔ اب اگر کوئی شخص شیخ بہاء اللہ کی طرح اپنا اصل نام چھوڑ کر بینا نام عبد اللہ رکھ لے (جیسے مولوی عبداللہ پکڑ اوی نے اپنا پیدائشی نام غلام نبی ترک کر کے عبد اللہ رکھ لیا تھا) اور کہنے لگے کہ اس آیت میں میری طرف اشارہ ہے تو کیا کوئی عقل مند ایسا دعویٰ مان لے گا؟ کیا یہ بات مانے کے لائق ہے؟ اس لئے اردو بائیبل میں یعنیا کے ذکر مقولہ کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے: وہ خداوند کا جلال اور ہمارے خدا کی حشمت دیکھیں گے۔، دیکھنے انہوں نے مرکب اضافی کو ظوڑ رکھ کر کیا صحیح ترجمہ کیا ہے۔ اس طرح کوشش کر کے پیش گوئی بنائی جائے تو ہر ایک عبد اللہ آیت ذکر (لما قام عبد الله کو اپنے حق میں چسپاں کر لے گا۔

اسی طرح قرآن شریف میں نور رب سے مراد مرکب اضافی ہے علم نہیں۔ پس معنی یہ ہیں کہ بروز قیامت خدا کی صفت نور سے زمین روشن ہو جائے گی، نہیں کہ نور سے مراد غیਆ اور رضیا سے مراد بہاء اور بہاء سے مراد بہاء اللہ۔ کیا خوب! لطیفہ: یہاں پہنچ کر ہمیں حضرت سعدی کی ہزلیات یاد آگئیں۔ آپ نے ایک شخص سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس کم پختی کے مارے نے اپنے نام کے ساتھ حاجی کا لقب لگادیا۔ شیخ سعدی نے فرمایا، حاجی وچاچی تجنیس خطی دارد۔ چاچی کمان را گوتند۔ کمان و گمان تجنیس خطی دارد۔ گمان شک را گویند۔ شک و سگ تجنیس خطی دارد۔ معلوم شد کہ تو سگ ہستی۔ بے چارے حاجی صاحب منہ تکتے رہ گئے)

اور موعود نام بہاء کی مناسبت سے یہودی عیسائی مسلمان وغیرہ اہل مذاہب جو اس ظہور حق کو شناخت کر کے فائز ہوئے۔ نئے نام سے اہل بہاء یا بہائی کہلاتے ہیں۔ چنانچہ نئے نام کی اطلاع کتاب مقدس نے پہلے دے دی تھی: تب تو میں تیری راست بازی اور سارے بادشاہ تیری شوکت دیکھیں گے اور تو ایک نئے نام سے کھلا ریگا جسے خداوند کا منہ رکھ دیگا (یسیعاہ باب ۲۳)

الحمد لله خداوند کی طرف سے جو مقرر تھا ظاہر ہو گیا پر وردگار نے اپنا وعدہ پورا کر دیا نبیوں کی صداقت آشکارا ہوئی۔ مقدس کتابوں کے نو شتے پورے ہو گئے۔ (بہائی میگزین بابت نومبر ۱۹۳۲ء میں ۱۸-۱۹)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتر ۱۸ جنوری ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۲ ص ۲۳)

## ہندوستان کیلئے ایک جدید ریفارم سکیم

### سائنمن اور نہرو رپورٹ سے بہتر

(امت مرزا یہ کے ایک جدید ملہم کی تجویز کردہ)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتریؒ لکھتے ہیں:

آج کل ہندوستانی اخباروں میں آئندہ ریفارم سکیم پر ساری توجہ مبذول ہو رہی ہے۔ اصل میں یہ بحث ۱۹۲۷ء سے چلی ہے۔ آج کل جو سودہ رپورٹ ہندوستانیوں میں زیر بحث ہے وہ ایسا ہے کہ کانگریسی لوگ اس کو بالکل غلط کہتے ہیں۔ وزیر ہند اس کو بے نظیر سکیم بتاتے ہیں۔ وزیر ہند کا قول ہے کہ اس سے بہتر سکیم کوئی بنائی نہیں سکتا۔

آج ہم جو سکیم احمدی ملہم کی پیش کرتے ہیں اسے دیکھ کر وزیر ہند بھی غالباً تسلیم کریں گے کہ واقعی اس سے اچھی کیاں جیسی سکیم بھی نہیں بن سکتی۔ بالکل صاف بالکل سیدھی نہ اتھج نہ یقین۔

آج ہم جس احمدی ملہم کی پلیٹ فل سکیم پیش کرنے کو ہیں، یہ وہی صاحب، شیخ غلام محمد سلطان القلم، امام مہدی آخر الزمان، و مصلح موعود، و قدرت ثانیہ، کلمۃ اللہ، افسرانچارج خزانہ اعلیٰ سرکار آسامی بادشاہست خلیفہ سلطان موعود ہیں جن کا ذکر اخبار اہل حدیث امرتر ۲۸ دسمبر ۱۹۳۲ء میں ہو چکا ہے۔ جنہوں نے لکھا تھا کہ گورنمنٹ میری زوجیت میں آجائے گی، جس کے ولیے کا خرچ دفتر اہل حدیث امرتر نے اپنے ذمہ لیا تھا۔

آج کی سکیم شاید اسی تزویج کی تشریح ہے۔ بہر حال جو کچھ بھی ہے مزیدار ہے۔ اور مرزا قادری متومنی کی ایک خواب کی تعبیر ہے جس کا ذکر پھر کبھی ہو گا۔ ناظرین اس سکیم کو بغور پڑھیں، چنانچہ امام مہدی فرماتے ہیں کہ:

اس وقت حکومت گورنر و وزراوں وغیرہ کے ذریعہ تمام خزانہ اور طاقت حکومت کے استعمال سے اپنی حکومتوں کا انتظام چلا رہی ہے جس میں دوسری قوم و مذاہب کے انسان اس کے عملہ سرکاری میں داخل ہیں جن کے متعلق وہ یقین سے نہیں کہہ سکتی کہ وہ سب اس کے پورے و فادار اور امین حکومت ورعایا ہیں ۔ اسی طرح وہ آسمانی خدائے واحد کی جائز اور ضرورت حق کی آرزو کو قول کرے ۔ اور صوبہ پنجاب سے اس کا کام شروع کر دے ۔ جہاں میرا تعلق ہندوستان میں صرف موجودہ گورنر پنجاب اور گورنر جزل ہند سے ہو گا ۔ اور تمام درمیانی وسائل سے میں بالاتر اور الگ چلوں گا میرے اور ان پر دو حکام اعلیٰ کے ما بین تعلق خط و کتابت و میں ملأپ اور انتظامات مکمل کی سرانجام دی کیلئے حسب ضرورت ایک عملہ اعلیٰ ایسا ہو گا جوار دو انگریزی خوان مسلمان یا انگریز ہو لیکن اس کا تقرر میری سفارش کے ساتھ مجوزہ حلف و فاداری کے ساتھ گورنر صوبہ اور گورنر جزل ہند فرمائیں گے جس تمام انتظام کی منظوری حکومت ہند کو با دشادہ سلامت سلطنت برطانیہ سے حاصل کرنی ہے جس میں میرا تقرر مکملہ اصلاحات خصوصی کے افسر اعلیٰ کی حیثیت میں بھی حکومت کے منفرد خصوصی ہاتھ میں رہے گا جس کے چارچ میں ایک مقررہ سالانہ بجٹ ہو گا اور جس کے تمام قواعد و حسابات اور عملہ ماتحت میرے اختیار کلی میں کام کرے گا اور کسی دوسرے مکملہ حکومت اور اس کے عملہ وغیرہ کا اس میں کسی قسم کا عمل دخل نہ ہو گا لیکن میرے مکملہ خصوصی اصلاحات کو تمام حکومت کے مکملوں اور ملک کی ماتحت رعایا کے اندر دخل دینے کا پورا حق اور اختیار خصوصی حاصل ہو گا جس کے لئے تمام مشترک و واحد انتظام عملہ وغیرہ میں مجوزہ حلف و فاداری ساتھ اپنے آخری فیصلہ سے تمام قوموں کے اندر سرانجام دونگا اور ہر سال اس کا نتیجہ حساب خزانہ اور دیگر کارگذاری بوساطت گورنر صوبہ پنجاب ہندوستان کے گورنر جزل کی خدمت میں بھیجا جایا کرے گی جس کی تمام کارروائی میرے اختتامی نوٹ و دستخط کے ماتحت حکومت کی منظور شدہ کارروائی بھیجا جائے گی ۔ جس کے کسی حصہ پر حکومت اعتراض کرنے کی مجاز نہ ہوں ۔ ہاں تشريح کرانے اور آئندہ کے لئے مشورہ دینے کی مجاز ہو گی ۔ اور اگر وہ دو سال ابتدائی کے بعد اس سے متفق نہ ہو یا اپنا کسی قسم کا نقصان سمجھے تو اس بات کی پوری مجاز ہو گی کہ اپنے تمام انتظام مجھ سے واپس لے لے ۔

اور اگر میری کوئی ذاتی جانبہ امنقولہ یا غیر منقولہ انتظام حکومت کے دوران موجود پائے تو اسے بحق حکومت ضبط

کر لے میرے پاس نہ اس وقت اس قسم کی کوئی جانداد ہے اور نہ موت تک کوئی ایسی جانداد کھڑی ہوگی کیونکہ میں اپنے آقائے نامدار حضرت نبی کریم صلیعہ کا کامل بروز اور حضور محمد ﷺ کا غلام ہوں مجھے یہی سابق اسلام نے پڑھایا ہوا ہے

حکومت برطانیہ کو مجھے ہر سال کے لئے کم از کم پانچ لاکھ اور زیادہ سے زیادہ دس لاکھ روپے کی آمدی و خرچ کا بجٹ اپنے مشترکہ خزانہ ہند سے دینا ہوگا جس پر ہر قسم کے خرچ کا مجھے کلی اختیار حاصل ہوگا۔ لیکن تمام اخراجات کی تقاضیں ببعد رسیدات کے مکمل حساب رکھنے اپنے حکمانہ انتظام کے اندر میں پابند ہوں گا جس حساب کا مقابلہ گورنر صوبہ پنجاب یا گورنر جنرل ہند اپنے محکمہ کے اڈیٹر سے بھی حسب ضرورت ہر سال کے بعد کرانے کے مجاز ہوں گے اور میرے تمام محکمہ کے عملہ کی تفخیم ایں اور ہر قسم کے اخراجات اسی رقم کے بجٹ سے خرچ ہوں گے جس میں میری تفخیم اور افسران اعلیٰ سرکاری کی تفخیم بھی شامل ہوگی جن سب کی تفخیم ہوں و گریڈوں کے کل فیصلہ جات اور قواعد متعلقہ کا انتظام میرے سپرد ہوگا۔ اگر دوسال کے کاروبار کے نتائج کے بعد گورنمنٹ ہند کو اس سے اتفاق نہ ہوا تو وہ حکمانہ طور پر اس محکمہ کو توڑ دینے اور آئندہ اپنے ہر قسم کے امدادی ہاتھ کو بند کر لینے کی مجاز ہوگی۔ لیکن میرے آسمانی اور خلافتی کام کا پانی حکومت کے اندر نہیں توڑ سکے گی اور میں اس صورت میں پابند ہوں گا کہ دوسال میں حکومت برطانیہ نے جس قدر بجٹ نقد میرے محکمہ میں خرچ کیا ہو اسے گورنمنٹ کا قرضی حسن شمار کروں اور اپنے اسلامی خلافتی کاروبار کی آمدی سے حسب گنجائش گورنمنٹ کو رقم باقساط واپس کرتا رہوں جس کے حکومت مجھے یہی دم تنگ نہ کر سکے گی۔ بلکہ اپنی رقم کی واپسی میری سہولت پر چھوڑ رکھے گی لیکن جو مدد اپنے مشترکہ محکمہ پویس فون وغیرہ مجھے دے گی انکے اخراجات نہ میرے بجٹ میں ڈالے جائیں گے اور نہ ہی بعد میں ان کوئی رقم میں ادا کرنے کا ذمہ دار ہوں گا۔ جس میں سے ایک پیش تھا نہ اور عدالت میرے کام کیلئے حکومت کو وقف کرنی پڑے گی یہ تمام حد بندیاں اور تشریفات صرف فہم معاملہ اور صفائی حساب کے لئے ہیں ورنہ میں یقین رکھتا ہوں کہ میں نے بہت تھوڑا ہاتھ ہی ابھی خزانہ حکومت کو لگایا ہوگا کہ میرے اپنے آسمانی وزمیں خزانوں کے انبار میرے پاس لگے ہوں گے کیونکہ میں اسلام کے اس خدائے واحد کا مظہر اور اس کے انسان کامل (مرزا) کا بروز ہوں جو علم و روح کی کامل طاقت

اور حرف کن سے آپ زمین و آسمان بناسکتے ہیں۔

اور جودوسروں کو حکومتوں اور خزانوں سے مالا مال کر کے دکھا سکتے ہیں مجھے بھی ایسا ہی کرنا ہے صرف ایک تھوڑا سا حکومت برطانیہ کا امتحان اور عملی قدم ہے جس کے اٹھنے کے بعد وہ دیکھ لے گی کہ میں اور میر انہ ہب کیا چیز ہیں اور کس علم و عمل کے کامل اتخاذ اور وحدت کا نام ہیں اور ان سے کس قدر انسانی قومی اور ملکی مذہبی اور حکومتی اصلاح سلطنت برطانیہ کے اندر ظہور میں آتی ہے جس کو ان کے کروڑوں پونڈ اور صدیوں کے علوم اور ہمتیں ہر گز ہر گز پورا کر کے نہیں دکھا سکتیں جس کیلئے مجھے تمام کام قرآن شریف کی کامل تابعداری کے اندر سرانجام دینا ہو گا کیونکہ اسی کی برتریوں، برکتوں، خوبیوں اور اعلیٰ عملی نتائج کا مجھے اظہار دکھلانا ہے جس میں حکومت وقت کے ان تمام حصوں سے مجھے اتحاد رہیگا جو اسلامی اصولوں کے مطابق کھڑے ہیں اور مختلف حصہ قوانین حکومت کی تبدیلی کی تیکیل تک میرے کام کا دائرہ خالص قرآن کی آسمانی کتاب قوانین کے اندر ہی رہے گا اور میرے تمام اصلاحی معاملات انہی کی حدود کے اندر نہایت عدل و انصاف سے طے پائیں گے۔ مجھے حکومت کو یہ خوشخبری دینی ہے

کہ میرے جدا مجدد حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کا روحانی و جسمانی اس قدر خزانہ آسمان و زمین پر موجود ہے جن کو کوئی حکومت گن نہیں سکتی۔ جن سب کا قانونی چارچ بطور ورثہ مجھے لے کر اپنے ملکہ اصلاح میں خزانہ حکومت میں شامل کرنا اور ایک بالکل تازہ اور کثیر خزانہ میرے روحانی باپ حضرت مرزا غلام احمد قادریانی مسح موعود کی چھوڑی ہوئی ہے جس کو بہت جلد میں نے اپنے قانونی ورثہ میں شامل کر کے خزانہ حکومت میں داخل کرنا ہے۔ اور یہ تمام خزانے اور جائدیں میری ہر قسم کی قرآنی احکامات و حکومت وقت کے قوانین کی محکم گرفت میں موجود ہیں، جن کا صرف فیصلہ حکومت کے بعد مجھے عدل کے ساتھ چارچ لے کر دکھلا دینا ہے کیونکہ ان تمام کثیر اموال اور جائدیوں کے منتظم خائن اور مکار و چور اور سخت ناہل واقع ہو چکے ہیں جو اس قبل نہیں رہے کہ کوئی آسمانی یا زمینی کام ان کے ہاتھ میں باقی رکھا جائے، جن سب کی اصلاح کے لئے مجھے خدائے واحد نے بھیجا ہے تاکہ ان سب کو معطل کر کے مناسب سزا نہیں دے کر کام کو بہترین ایمن ہاتھوں کے سپرد کر دیا جائے، کن کے ماتحت قویں سخت کمزور اور بے وقوف ہو چکی ہیں جن کے جھنوں کی قوت پر وہ سب

دنیا میں اصلاح اور نیکی پھیلانے کی بجائے جرم اور خیانت و جھوٹ پھیلارہے ہیں۔ اخ-

(نمبر ۷۵۲ ص ۵۶۳)

**شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسرؒ فرماتے ہیں:**

ہم تو اس سکیم کے بالکل موید ہیں مگر دیکھئے انگریزی حکومت اس پر کیا توجہ کرتی ہے۔ بہر حال سکیم اچھی ہے۔ غالباً شیخ صاحب موصوف اپنی اس رفتہ شان میں اخبار اہل حدیث کے شاف کونہ بھولیں گے۔ غور فرمائیں کہ آپ کے سکے اور سوتیلے بھائیوں (پیغامیوں اور قادیانیوں) کے کسی اخبار نے آپ کی سکیم پر ایک حرف بھی نہیں لکھا لیکن اہل حدیث نے اسکو اصل الفاظ میں شائع کیا۔ اس لئے بوقت خاص اسخدمت کا معادو ضہ ملنے کی امید ہے ورنہ کہا جائے گا

گل چینکے ہیں اوروں کی طرف بلکہ شر بھی  
اے ابر کرم بہر وفا کچھ تو ادھر بھی  
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ جنوری ۱۹۳۵ء مطابق ۱۲ اشویں ۱۳۵۳ھ جلد ۲ نمبر ۱۲ ص ۶-۷)

## بہائی دعویٰ ۲

**شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسرؒ لکھتے ہیں:**

گذشتہ پرچہ اہل حدیث امرتسر میں اس سلسلہ کے متعلق بتایا گیا ہے کہ بہاء اللہ کون ہیں اور بہائی کون ہیں اور وہ کیا کہتے ہیں۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایران میں ایک شخص مرزا حسین علی انیسویں صدی عیسوی کے شروع میں بیدا ہوا تھا جو کہ اپنے دعویٰ کے بعد شیخ بہاء اللہ کے نام سے موسوم ہوا ان کے اتباع ان کو موعود کل انبیاء بتاتے ہیں۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات ان کے حق میں پیش کرتے ہیں جس مضمون پر گذشتہ نمبر میں توجہ ہوئی تھی اس میں یہی ذکر ہے کہ کتب سابقہ اور قرآن مجید کا موعود شیخ بہاء اللہ ہے۔ آج دوسرا نمبر درج ہے:

بہائی میگرین کے الفاظ یہ ہیں:

نور موعود کے ظاہر ہونے کا مقام: معلوم ہے کہ سب سے اول اعلان امر حضرت بہاء اللہ نے بغداد میں کیا تھا بغداد کا دوسرا نام اسلامی تاریخ اور عرف میں دارالسلام ہے اسی کا ذکر قرآن مجید میں یوں آتا ہے واللہ ید عوکم الی دار السلام و یهدی من یشاء الی صراط مستقیم خدا تعالیٰ تمہیں دارالسلام کی طرف بلا تا ہے اور جسے چاہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے، حضرت بہاء اللہ کے قیام دارالسلام بغداد کے زمانہ میں خداوند عالم نے اس پیش گوئی کے ظہور کا اعلان فرمایا اور آج بھی بغداد میں اہل بہاء کا ایک نقدس مذہبی مقام بیت مبارک حضرت بہاء اللہ موجود ہے۔ جو اہل بہاء کے لئے زیارت گاہ ہے جس کا معاملہ لیگ آف نیشنز میں عرصہ سے پیش ہو رہا ہے۔ (بہائی میگزین باہت نومبر ۱۹۳۲ء ص ۱۹)

مولانا شاعر اللہ امرتسری فرماتے ہیں: کیا اچھا ترجمہ ہے اور کیا اچھی تفسیر ہے اسی طرح باقی آیات میں بھی ناظرین ملاحظہ کریں گے۔

اس کی مثال: ہمارا اٹل دعویٰ ہے کہ قادیانی رسالت، بہائی رسالت کی قبیح ہے۔ اسلئے اسکی مثالیں قادیانی تفسیرات میں بکثرت ملتی ہیں مجملہ ایک درج ذیل ہے

الى ربک یو مئذن المستقر۔ اس دن تیرے رب کے پاس، ہی ٹھکانا ہو گا یعنی سوائے خدا کی پناہ کے اور کوئی پناہ نہ ہو گی ایک یہ بھی مطلب ہے کہ نجات مسلمان ہو کر مل سکے گی یہ سب باتیں قیامت پر آنحضرت ﷺ کے زمانہ پر اور حضرت مسیح موعود (مرزا) کے زمانہ پر لگتی ہیں

الى ربک یو مئذن المستقر۔ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے زمانہ میں اس طرح کہ ۱۹۰۵ء میں جب بڑی کثرت سے طاغون چھیلی تو پے در پے لوگوں کی بیعت کے خطوط شروع ہو گئے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر مامور (مرزا قادیانی) کو مان لو بہ نجیگی ہو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ (افضل ۱۹۱۲ء)

مولانا امرتسری فرماتے ہیں: کیا اچھا ترجمہ اور کیا اچھی تفسیر ہے۔ نواب محسن الملک مرحوم ثانی سکرٹری علی گلڈھکانج نے سر سید احمد خان کی تفسیر بالارائے دیکھ کر سر سید مرحوم کو ایک خط لکھا تھا جو چھپ چکا ہے جس میں ایک فقرہ بھی ہے کہ: آپ کو قرآن کے معنی وہ سمجھتے ہیں جو خدا کو بھی معلوم نہیں میں کہتا ہوں نواب مرحوم آج زندہ ہوتے تو اسی قسم کا خط اہل بہاء اور اہل قادیان کو بھی لکھتے کہ آپ قرآن میں

وہ معنی ہونتے ہیں کہ خود خدا نے داخل نہیں کئے۔

خبر یہ تو ان دونوں خاندانوں کا اتحاد عمل ہے جو ہونا چاہیے ہمیں اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ہم نے جواب پر رسالہ بہاء اللہ اور مرزا میں ان دونوں بزرگوں میں اصل و فرع کو نسبت بتائی ہے وہ صحیح ہے ہم صرف اتنا پوچھتے ہیں کہ جموقت یہ آیت نازل ہوئی تھی کیا اس وقت اس کے یہی معنی تھے کہ اللہ تمہیں بغداد کی طرف بلا تا ہے کیا خوب حالاتکہ اس وقت بغداد کا نام دارالسلام بھی نہ تھا بلکہ بغداد ہی تھا جونغ (بت) اور داد (بادشاہ کے نام) سے مرکب ہے جیسے بعلبک۔ اسی بنا کر مرزا صاحب قادیانی لکھا ہے کہ میں نے کشف میں دیکھا کہ قرآن میں قادیان کا نام لکھا ہے تو میں نے کہا قرآن میں تین شہروں کے نام ہیں کہ مدنیہ قادیان۔ (ازال) جس پر قادیان کے ایک شاعر نے لکھا تھا

مظہر حق دیدہ ام گویا فرود آمد خدا  
در شمار مکہ چوں ناید شمار قادیان

اصل معنی آیت کے سمجھنے کیلئے قرآن کی اصطلاح کا سمجھنا ضروری ہے کہ دارالسلام جنت کا نام ہے جیسا کہ ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے: لہم دار السلام عند ربهم و هوولیهم بما كانوا يعملون (الانعام: ۱۲۷) ان نیک لوگوں کے لئے دارالسلام (جنت) ہے وہ خدا ان کا ولی ہے بسبب ان کے اعمال صالح کے حقیقت یہ ہے کہ یہ ہر دو خاندان بہائی اور قادیانی قرآن مجید کو مطلب براری کا ایک ذریعہ جان کر اس قسم کی باتیں کرتے ہیں ورنہ یہ کوئی کہنے یا سننے کی بات ہے کہ دارالسلام کی طرف خدا بلا تا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ نزول قرآن کے بارہ سو سال بعد جب بہاء اللہ بغداد میں قید ہو گا، تو اس وقت خدا لوگوں کو بغداد کی طرف بلا گئے گا بھلا جناب پیر بغدادی کا کوئی راست مریداً گراس آیت کو حضرت شیخ عبدالقادر بغدادی کے حق میں لگائے تو آپ اس کو کیا جواب دیں گے، حالانکہ بہائیوں کی نسبت بہت زیادہ لوگ پیر صاحب کے مرقد کی زیارت کو جاتے ہیں میرا خیال ہے اس وقت قرآن مجید آپ دونوں کے ہاتھوں شکایت کرتا ہوا کہے گا شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہ اور سننے بلکھا ہے

مکان قریب: قرآن مجید میں آتا ہے: واستمع يو م يناد المناد من مكان من مكان قریب۔  
 يوم يسمعون الصيحة الحق ذلك يوم الخروج (ق: ۲۲-۲۳) متوجہ ہو کر سننا جب کہ مکان قریب سے  
 پکارنے والا پکارے گا جس دن لوگ آواز حق سنیں گے وہی زمانہ ظہور ہو گا۔ مکان قریب، ایک جامع لفظ ہے عرب جہاں کلام  
 مجید نازل ہو رہا ہے وہاں سے عراق عرب (بغداد) بھی مکان قریب ہے اور ملک شام بھی قریب ہے چنانچہ  
 مفسرین نے مکان قریب سے ملک شام ہی سمجھا ہے اور شام میں حضرت بہاء اللہ کی ندائے حق سال ہاسال  
 بلدر ہی اور بالآخر وہیں مرکز بہائی بن گیا ہے۔ حضرت عبدالبهاء بھی عکھ اور حیفا (ملک شام) میں رہے  
 آج کل بھی وہیں حضرت ولی امر اللہ تشریف رکھتے ہیں انہیں مقامات پر کوہ کرمل واقع ہے جس کا ذکر ظہور  
 موعود کے سلسلہ میں بائیبل نے بے شمار بار کیا ہے خود عکھ کے متعلق صاف صاف لکھا ہے کہ عکھ دنیا کیلئے  
 امید کا دروازہ ہو گا اور خدا کے طالب یہاں آئیں گے (سیعیہ باب ۶۵) (رسالہ ندوی ص ۱۹، ۲۰)

مولانا شاء اللہ امرتسری فرماتے ہیں؛ صحیح معنی میں یہی قرآن دشمنی ہے اور یہی انکار قرآن ہے کہ  
 اس کے ایسے معنی میں لیا جائے جو معنی نہ متكلّم کے مراد ہوں نہ مخاطب کے بلکہ اس شعر کے مصداق ہوں  
 نہ پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے  
 ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

اسکی مثال: قادیانی بھلا اپنے اسلاف سے کم کیونکرہنے لگا قادیانی ترجمہ قرآن میں لکھا ہے کہ: وبالآخرة  
 ہم یوقنون متّقی وہ لوگ ہیں جو آخری دھی پر جو مرزا قادیانی پر نازل ہوئی ہے ایمان رکھتے ہیں۔  
 نتیجہ صاف ہے کہ مرزا صاحب متّوفی پر ایمان لانا... بلکہ داخل ایمان ہے اس کے بغیر انسان متّقی  
 نہیں بلکہ مومن ہی نہیں ہو سکتا۔۔۔

### زبان نہیں رکتی

مرزا غلام احمد پر اعتراض ہوا کہ حدیث نزول مسیح موعود میں مقام نزول دمشق ہے آپ قادیان میں کیسے مسیح  
 موعود بن گئے آپ نے کس انداز اور کس شان سے جواب دیا کہ

دمشق سے مراد قادیان ہے کیونکہ دمشق یزید یوں کا تخت گاہ ہے اور قادیان میں بھی یزیدی الطین لوگ رہتے ہیں۔ نیز قادیان سے خط کھنچپنیں تو سیدھا دمشق پر جاتا ہے۔ (ازالہ اواہام)

معترض بھی بلا کے پر کا لے ہوتے ہیں جواب میں کہا گیا کہ ہاں صاحب قادیان سے خط کھنچپنیں تو سیدھا جہنم تک بھی جاسکتا ہے کیونکہ حکیم اقلیس نے لکھا ہے کہ ہم ہر دو نقطوں میں خط ملا سکتے ہیں۔

بہائی صاحب! آپ نے جو آیت زیر بحث لکھی ہے وہ مکی ہے اور مدینۃ الرسول مکہ شریف سے بغداد کی نسبت اقرب ہے پھر اگر کوئی شخص یہ معنی کرے کہ عقریب مدینۃ النبی سے اسلام کی اذان جاری ہو گی اسے تم کان لگا کر سننا اور اس کی خلاف ورزی نہ کرنا اسی دن اسلام کا کمال ظہور ہو گا چنانچہ ہوا تو آپ (بہائی) کیا جواب دیں گے ہم جی ان ہیں کہ اس قسم کے استدلال کرنے والوں کے حق میں ہم کیا رائے قائم کریں بجدا سکتے کہ : پیغمبر خس است واعتقاد من لس ست

نوٹ: کتاب یسعیاہ باب ۲۵ سے جو عکس کے متعلق آپ نے عبارت نقل کی ہے ہم کوئی ملی نہ ارد و بائیبل میں نعربی میں فاضل اڈیٹر بہائی میگزین مہربانی کر کے اس حوالے کی تصحیح کریں ورنہ کہا جائے گا:  
ایں ہم اندر عاشقی بالائے غم ہاء درگ

(ہفت روزہ اہل حدیث امترس ۲۵ جنوری ۱۹۳۵ء مطابق ۱۹ شوال ۱۳۵۳ھ جلد نمبر ۱۳ ص ۳-۴)

## مسٹری شاء اللہ کی مرزا سیت سے توبہ

(مرزا ی، شاء اللہ کے نام سے تھراتے ہیں)

جناب مشی محمد عبداللہ صاحبؒ معمار امترسی لکھتے ہیں:

ہمارے ملاقاتیوں میں ایک صاحب علی محمد اہل قرآن ہیں جو گوجرانوالی اہل قرآن کے ہم مشرب ہیں۔ ان کے خرمسٹری نصیر الدین گوجرانوالی پکے احمدی ہیں جن کے صاحبزادے مستری شاء اللہ صاحب آج کل امرت سر میں تشریف فرمائیں۔ اب کی دفعہ قادیانی جلسہ پر بھی گئے تھے۔

میری ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے حسب عادت انہیں تبلغ حق کی اور مرزا صاحب کی چند تحریرات مشتمل بر تعصب و خود غرضی و مغالطات و کذب اور دکھائیں انہوں نے پچھشم خود کتب مرزا سے پیش کردہ حوالہ جات کو بغور ملاحظہ کر کے صاف اقرار کیا کہ واقعی ان تحریرات کی رو سے مرزا صاحب مسح موعود وغیرہ نہیں کہے جاسکتے۔ اسی دوران، آخری فیصلہ پر گفتگو چل پڑی، تو کہنے لگے کہ اب کی دفعہ قادیان میں مولوی سلیم نے اسی مسئلہ پر ایک لمبی تقریر کی تھی جس سے صاف عیاں ہے کہ اس امر میں مولوی شاء اللہ صاحب حق بجانب نہیں۔ خاکسار نے آخری فیصلہ کے متعلق جملہ عذر رات مرزا یئر کو گن کر سنایا پھر ہر ایک عذر کا معقول و مدلل جواب دیا اور مرزا صاحب کی متعدد تحریرات سے ثابت کر دیا کہ یہ مبالغہ نہیں محض دعا ہے جس کی منظوری بھی بقول مرزا صاحب، خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو چکی تھی۔

الحمد لله اس کا وہی اثر ہوا جس کی توقع تھی یعنی وہ اصل حقیقت کو پا گئے۔ اس کے بعد خاکسار نے چند تالیفات ثانیہ متعلقہ قادیانی مشن مثلاً الہامات مرزا وغیرہ انہیں دیں اب بفضل خدا وہ احمدیت سے پورے طور پر بے زار ہو چکے ہیں۔ آج انہوں نے ایک عجیب داستان سنائی کہ:

میرا نام چونکہ شاء اللہ ہے اس لئے احمدی دوستوں کو سخت شاق گزرتا رہا ہے۔ بارہ انہوں نے میرا نام تبدیل کرنے کوشش کی کبھی نعمت اللہ رکھتے کبھی کچھ بھی کچھ کچھ کچھ۔ اب کی دفعہ قادیان جلسہ پر کبھی اکثر احمدی اس نام کی وجہ سے میرا مضمونہ اڑاتے رہے کہ یہ، شاء اللہ امر تسری، ہے مطلب یہ کہ نام بدل دو۔ مولوی غلام رسول آف راجکی نے از را تمثیر کہا کہ کیا ہوا ان کا نام شاء اللہ ہے، لوہا ہی لوہے کو کاٹتا ہے۔

مذکورہ بالابیان سے صاف عیاں ہے کہ احمدی حضرات گو بظاہر کتنی بھی سرکشی دکھائیں مگر یہ بات اب مہر نیم روز کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ شاء اللہ کا نام جملہ مرزا یئوں کے قلب و روح پر چھاچکا ہے جس طرح گیارہویں صدی عیسوی میں یورپ کے قلب پر صلاح الدین چھاگیا تھا جس کی یاد بھی انہیں ترپائے دیتی ہے اور ان مرزا یئوں پر کیا مخصر ہے خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی مولانا شاء اللہ کے ہاتھوں تنگ آ کر باس الفاظ چیختے چلاتے چل بے کے شاء اللہ:

میں نے آپ سے بہت دکھا لھایا۔ اگر میں کذاب ہوں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤ نگا  
پھر اسی پر بس نہیں میں یقین محکم کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ گورمزا غلام احمد صاحب قادریانی کو مولانا  
شناء اللہ امرتسری کے ہاتھوں شکست کھائے ۲۶ سال کے قریب گذر چکے ہیں تاہم کشتنی آنکھ سے دیکھنے  
والے کو آج بھی یہی نظر آئے گا کہ عالم بالا میں مولانا شناء اللہ صاحب امرتسری آتشی کوڑا ہاتھوں میں لئے  
ہوئے اہل زین کے پیچھے پیچھے پھر رہے ہیں۔ ذلک فضل اللہ۔ لہ الحمد

شیخ الاسلام مولانا شناء اللہ اپنے ادارتی نوٹ میں فرماتے ہیں:

اہل منطق نے دلالت کی ایک قسم التراوی بیانی ہے جیسے حاتم کو سخاوت، شیر کو بہادری، شناء اللہ نام  
میں دلالت التراوی کذب مرزا داخل ہے جو بغیر کسی بحث و تجھیص کے ذہن میں آتی ہے کیونکہ منطق کا قاعدہ ہے  
لا هجر فی التصور خیال کرو کن نہیں۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ کسی کے عزیز کو کوئی قتل کر دے تو باوجود  
مدت دراز گزر جانے بلکہ معافی ہو جانے کے بعد بھی وہ جب اسے دیکھے گا تو اسے اپنے عزیز کا قتل یاد آنے پر  
صدمہ ہو گا۔ یہ ایک فطرتی بات۔ چونکہ مرزا صاحب نے اعلان کیا تھا کہ ہم (مرزا قادریانی و شناء اللہ) میں سے جو  
پہلے مرے گا وہ عند اللہ جھوٹا اور زندہ رہنے والا سچا ہو گا، اس فیصلہ مرزا قادریانی کا تصور امت مرزا کو خنت ستاتا  
ہے۔ اس لئے: وہ بگڑتے ہیں کہ کوئی انہیں کیوں یاد آیا

(ہفت روزہ الحدیث امرتسر ۲۵ جوری ۱۹۳۵ء عطابیق ۱۹ اشوال ۱۳۵۳ھ جلد ۳ نمبر ۱۳ ص ۵)

## لاہوری مرزا یوں کی شرمناک شکست

نشی محمد عبد اللہ صاحب<sup>ؒ</sup> معمار امرتسری لکھتے ہیں: لاہوری مرزا یوں نے اپنے سالانہ جلسہ منعقدہ  
۲۲ نومبر ۱۹۳۳ء میں مدرشاہ احمدی کی تقریری،  
حضرت مسیح موعود (مرزا) کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا افتراء ہے،  
پرسوال وجواب کے لئے وقت رکھا، مگر صرف آدھ گھنٹہ۔ حالانکہ یہ مسئلہ قریباً بیس برس سے قادریانی اور لاہوری  
احمدیوں میں بے طرح الجھر ہا ہے جس پر صد ہا صحفات کی کتابیں لکھی گئیں۔ اتنے بڑے معرکہ الاراء مسئلہ پر

سوال و جواب کے لئے اتنا قلیل وقت رکھنا طاہر کر رہا ہے کہ: کچھ تو ہے جس کی پردازی ہے۔

بہر حال انہیں اہل حدیث لاہور نے بد را بدر باید رسانید، پر عمل کرنے کے لئے اسی قلیل وقت

کو منظور کر لیا مگر مرزاں اور عہدی کی پابندی؟ اجتماع ضدین کا معاملہ ہے۔ جب ہم وقت پران کے جلسے میں گئے تو انہوں نے اپنے پیش رو کی سنت مولکہ: کیا وعدہ ہمیں کر کے مکرنا نہیں آتا؟

کی تقلید میں صاف جواب دے دیا کہ ہم آپ کو صرف پانچ منٹ دے سکتے ہیں۔

آہ! اس وقت کا سام بھی قابل دیدھا، جب کہ ایک مدی تہذیب مدی دیانت و امانت جماعت کو ان کے شائع کردہ پروگرام اور ان کی دستخطی مرسلہ چھٹی کے مندرجہ عہد، ڈھائی بجے سے تین تک تقریر پر سوال و جواب، کی رو سے انکی اس انوکھی دیانت کا خاکہ اڑا رہے تھے۔ آخر دام میں آئے ہوئے صاحب علم مریدوں کا رنگ دگر گوں دیکھ کر انہیں وقت دینے پر مجبور ہونا پڑا۔ چنانچہ موعودہ وقت کو محاسب ۵، ۵ منٹ تقسیم کر کے تین تین تقریروں کی اجازت دی گئی۔

مگر بعد میں جب کہ ابھی ہماری دو ہی تقریریں ۵-۵ منٹ کی ہوئی تھیں اور وقت موعود سے دس منٹ باقی تھے کہ صدر جلسہ مرزاں نے اپنے مناظر کی انتہائی کمزوری اور اہل حدیث مناظر کی واضح فتح اور بین و نمایاں غلبہ اور پیلک کی بدلتی ہوئی حالت کا نقشہ ملاحظہ کر کے قبل از وقت ہی مناظرہ بند کر دیا۔

ہم نے بارہ انہیں توجہ دلائی کہ آپ وعدہ ٹھنکی نہ کریں۔ آپ کا یہ فعل نہ صرف خلاف قرآن و حدیث ہی ہے، بلکہ تہذیب و دیانت علم و عقل و اخلاق سے بھی بعید ہے۔ مگر انہوں نے عملًا یہی کہا کہ، ہماری تہذیب و دیانت ہمارا مرزاں میں مجبور کر رہا ہے کہ ہم آپ سے وعدہ و فائی نہ کریں، کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے مجدد مسح موعود کی یہی سنت ہے چنانچہ ۱۹۰۲ء میں ہمارے مجدد (مرزا قادیانی) نے مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب کو قادیان میں آنے اور آکر پیش گوئیوں پر گفتگو کرنے کی دعوت دی مگر جب مولانا صاحب بلائے ناگہانی کی طرح سر پر جادھ کے تو یہ کہہ کر ٹھال دیا کہ:

ہمیں آپ لوگوں سے گفتگو کرنے سے خدا نے روک رکھا ہے۔ بس ہوچکی نہما مصلے اٹھائیے

ناظرین کرام! آپ جیران ہوں گے کہ آخر یہ لاہوری مرزاں باوجود صدقہ اڑائیگیں مارنے کہ ہم نے

یہ کیا وہ کیا، یورپ میں اسلام پھیلایا، برلن میں اڈا جمیا، قرآن میں تحریف کر کے اسے انگریزی کا جامہ پہنایا، وغیرہ ذالک، مگر نبوت مرزا پر گفتگو کرنے سے کیوں جی چراتے، پیٹھ دکھاتے، سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ جاتے ہیں؟ اس کا جواب یہی ہے کہ ان کے اکابر سب کے سب مرزا جی پر دل سے معتقد نہیں۔

اب ہم مختصر طور پر اپنے دلائل اور مرزا جی نقل کرتے ہیں۔

### تقریر معماری نمبر ا

ہم نے آیت خاتم النبیین اور فرمان نبوی

سیکون فی امتی ثلا ثون .. الحدیث ( آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت میں تیس جھوٹے اشخاص ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا)

تلاوت کر کے کہا کہ چونکہ حسب فرمان قرآن و حدیث، بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی نبی پیدا نہ ہوگا، اور مدعا نبوب دجال و کذاب ہوگا، بدیں وجہ لاہوری مرزا جی کو شاہ ہیں کہ مرزا جی کے دعویٰ نبوت کو ملیا میٹ کر کے انہیں اسلام کا سچا خادم ظاہر کر کے ان کی مریدی کی آڑ میں کام کریں۔ حالانکہ اگر ایک طرف مرزا جی نے مدعا نبوت کو ملعون، خسر الدنیا والا آخرة، مسیلمہ کذاب کا بھائی وغیرہ کہا (انجام آئھم) تو دوسری طرف انہوں نے کھلم کھلانبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ ثبوت ملاحظہ ہو

پہلی دلیل: مرزا جی کا تمسک آیت لو تقول علینا بعض الاقویل .. الآیہ (محمد ﷺ ہم پر جھوٹ باندھتے تو ہم ان کی قطع و تین کردیتے) ہر ایک جھوٹا مدعی، بہت جلد، موت کے گھاٹ اتر جاتا ہے (شهادۃ الائمهؑ میں واجم آئھم وغیرہ)۔

دوسری جگہ انہوں نے یہ شرط بڑھائی ہے کہ ایسا شخص مدعا نبوت ہونا چاہیے۔ بلکہ مدعا نبوت کے علاوہ کسی دیگر مدعی الہام کی صداقت پر اس آیت سے تمسک کرنے والے کو مرزا قادریانی نے بے ایمان وغیرہ کہا ہے۔

پھر خود مرزا جی نے اپنے دعویٰ پر اسی آیت سے تمسک کر کے کہا ہے کہ میں صادق ہوں کیونکہ میں مار انہیں گیا۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں:

میں نے اپنے رسالہ الرَّبِّین میں شائع کیا ہے کہ مجھ کو کاذب کہنے والے سوچیں کہ یہ ہر ایک پہلو سے

فضل خدا کا جو مجھ پر ہے ممکن نہیں کہ بجز نہایت درجہ کے مقرب اللہ کے کسی معمولی ملہم پر ہو سکے۔ خدا کی ساری پاک کتابیں گواہی دیتی ہیں کہ مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے اس کو وہ عمر ہرگز نہیں ملتی جو صادق کو مل سکتی ہے تمام صادقوں کا بادشاہ ہمارا نبی محمد ﷺ ہے اس کو... تینیس برس کی عمر ملی۔ یہ عمر قیامت تک صادقوں تک پہنچتا ہے۔ (ضمیر اربعین نمبر ۲)

۲۔ خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے اب اس کے مقابل پر یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا، یا روشن دین جاندھری نے دعویٰ کیا... اور وہ ہلاک نہ ہوئے۔ یہ دوسری حماقت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے۔ یہ دوسری حماقت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے بھلا اگر یہ صحیح ہے۔ تو پہلے ان لوگوں کی تحریر سے ان کا دعویٰ ثابت کرنا چاہیے اور وہ الہام پیش کرنا چاہیے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سنایا یعنی یہ کہا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پر وحی نازل ہوئی کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اصل لفظ ان کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہیں کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے۔ غرض پہلے تو یہ ثبوت دینا چاہیے کہ کون سا کلام الٰہی اس نے پیش کیا ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

جب تک ایسا ثبوت نہ ہوتا تک بے ایمانوں کی طرح قرآن شریف پر حملہ کرنا اور آیت لوقتول کو ہنسی ٹھٹھے میں اڑانا ان شریروں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں صرف زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں اور باطن میں اسلام سے بھی منکر ہیں۔ (ضمیر قادری اربعین نمبر ۳-۴ ص ۱۱)

یہ تحریر صاف شاہد ہے کہ آیت لوقتول سے استدلال صرف مدعا نبوت کے حق میں ہو سکتا ہے کسی دوسرے ملہم کے متعلق اس سے استدلال کرنا بے ایمان بلکہ دہریہ کا کام ہے۔ اور خود مرزا جی نے اس آیت سے اپنی نبوت اور نبوت بھی کوئی گھٹیا نہیں، بلکہ اسلامی اصطلاحی مذکورہ قرآن نبوت پر دلیل کپڑی ہے لہذا یا تو آج آپ لوگ تسلیم کریں کہ مرزا صاحب دعویٰ نبوت تھا یا یہ کہ مرزا صاحب بے ایمان دہریے تھے کہ انہوں نے غیر نبی ہو کر اس آیت سے تمکن کیا جو مدعیان نبوت کے متعلق ہے۔

## دوسرا دلیل:

مرزا غلام احمد صاحب کے ایک مرید سے پوچھا گیا کہ کیا مرزا مجددی رسالت ہیں اس نے جواب دیا کہ مرزا صاحب قادریانی کا یہ شعر ہے:

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب  
ہاں ملهم استم و ز خداوند منذرم

یہ واقعہ اس شخص نے مرزا غلام احمد صاحب کے گوش گذار کیا تو مرزا صاحب نے کہا:

اس کی تشریح کر دینا تھا کہ ایسا رسول ہونے سے انکار کیا ہے جو صاحب کتاب ہو۔ دیکھو جو امور سماوی ہوتے ہیں ان کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہیے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں۔ صحابہ کرام کے طرز عمل پر نظر کرو۔ بادشاہوں کے درباروں میں گئے اور جو کچھ ان کا عقیدہ تھا وہ صاف صاف کہہ دیا اور حق کہنے سے ذرا نہیں جھکے۔ جبکہ تو

لا يخافون لومة لائم کے مصدق ہوئے۔

ہمارا دعوی ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں دراصل یہ زیاد لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالہ مخاطبہ کرے جو بجا طکمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو، اور اس میں پیش گویاں بھی کثرت سے ہوں، اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں (مگر یہ نبوت تشرییعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسون کرے اور نئی کتاب لائے ایسے دعوی کو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی صرف خدا کی طرف سے پیش گویاں کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا انہصار ہو۔ وہ نبی کہلانے۔ یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔

بھلا اگر ہم نبی نہ کہلانے کیس تو اس کے لئے اور کوئی سامتیازی لفظ ہے جو دوسرا ملہموں سے متاز کرے... آپ کو سمجھانا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ کس قسم کی نبوت کے مدعی ہیں۔ ہمارا مزہب تو یہ ہے کہ

جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں عیسائیوں ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہر تے... آخر کوئی امتیاز بھی تو ہونا چاہیے... معمولی ایک دو خوابوں یا الہاموں سے کوئی معنی رسالت ہو تو وہ جھوٹا ہے ہم پر کئی سال سے وحی نازل ہو رہی ہے... اس لئے ہم نبی ہیں۔

(اخبار بدرقادیان ۵ مارچ ۱۹۰۸ء ص ۲)

مشتی معمار فرماتے ہیں کہ ہماری اس تقریر کا مرزا کی مناظر نے کوئی معقول جواب نہ دیا۔ صرف نامعقول یہ عذر کیا کہ اخبار بدروالی تحریر میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ڈائری ہے جو مستند نہیں ہو سکتی۔ مرزا کی کادعویٰ ظلیٰ بروزی مجازی وغیرہ نبوت کا تھا، چنانچہ اس قسم کی چند تحریرات مرزا قادیانی پڑھ کر سنائیں۔

## تقریر معماری نمبر ۲

جو آبا ہم نے اپنی دوسری تقریر میں عرض کیا کہ اگر مرزا غلام احمد صاحب نے دوسری تحریرات میں اپنی نبوت کو مجازی وغیرہ کہا ہے تو ہم اس کے جواب دہنیں۔ یہ مرزا صاحب قادیانی سے پوچھنے گا کہ آپ کی تحریرات میں اختلاف کیوں ہے؟ کہیں حضور دماغی مرض میں بتلاتونہ تھے؟

صاحب من! اگر مرزا جی نے اپنی نبوت کو محض مجازی بطور استعارہ وغیرہ قرار دیا ہے تو ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ بغیر کسی جدید شریعت اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے بھی انکار نہیں کیا۔ (قادیانی، اشہار ایک غلطی کا ازالہ ص ۲)

الغرض اس قسم کے میسیوں اختلافات ان کے کلام میں موجود ہیں جن کے جواب دہ بھی آپ ہیں ہمارا فرض یہ تھا کہ حسب دعویٰ خود مرزا جی کے اقوال سے ان کا دعویٰ نبوت دکھادیں جو ہم نے دکھادیا ہے۔ باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ ڈائری مستند نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ڈائری آپ کے اس کو کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی مجلس احباب میں جو وقتاً فوقاً گفتگو کیا کرتے تھے جسے ان کے راسخ مرید جو بقول مرزا صاحب، صحابہ رسول میں داخل ہیں (معاذ اللہ۔ چوبیت خاک رابعہ عالم پاک) ملاحظہ، وصفہ اے اخطبوطہ الہامیہ، اسی وقت قلم بند کر لیتے پھر اخباروں میں شائع کر دیتے۔

پس میں بلکہ جملہ اہل علم مومن آپ کے اس عذر کی علت سمجھنے سے قاصر ہیں کہ یہ ڈائری کیوں غیر مستند قرار دی گئی۔ کیا مرزا جی کے مرید کوئی منافق تھے کہ وہ عمداً غلط باتیں مرزا جی کے نام سے منسوب کر کے انہیں شائع کر دیتے تھے۔ پھر کیا کبھی مرزا جی نے اس ڈائری کے متعلق کوئی اعتراض اٹھایا ہے؟ اگر ان با توں سے کوئی نہیں تو پھر انکار کیوں؟ کیا آنحضرت ﷺ کی احادیث جن کو آپ بلکہ جملہ اہل اسلام مستند نبویہ مانتے ہیں، حضور نے خود تحریر کی ہیں۔ نہیں وہ صحابہ کی روایات سے ہی مسلم و مقبول و معمول بہاء ہیں۔

(مرزا قادیانی کا شعر ہے:

کیوں چھوڑتے ہو لوگوں بی کی حدیث کو جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو، تم اس خبیث کو)

پس کوئی وجہ نہیں کہ آپ احادیث مرزا کو (جو و ماینطبق عن الھوی.. الایہ کامدی تھا) (اربعین نمبر ۳ ص ۲۳) غیر مستند کہیں۔ یہ سب عذر ڈو بتے کوئی نبوت کا سہارا، کے مصدق ہیں۔ پھر ہم نے تو مرزا جی کی خود نوش تحریر اربعین سے بھی ان کا دعویٰ نبوت ثابت کر دیا جس کا کوئی جواب آپ نہیں دیا۔ اور ہم اس فہم کی بیسیوں تحریریں پیش کر سکتے ہیں مگر افسوس ہے کہ آپ نے وقت ہی نہیں رکھا۔

ہاں یہ جو آپ نے کہا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نبوت محض ظلیٰ تھی سواس کا جواب یہ ہے کہ مرزا جی نبوت دو طرح کی مانتے تھے۔ ایک کتاب و شریعت والی جس کا نام ان کی اصطلاح میں، حقیقی نبوت، اور، مستقل نبوت، وغیرہ تھا۔ دوسری بغیر شریعت کے نبوت جو رسول صاحب شریعت کی اتباع سے حاصل ہو۔ قادیانی مرزا جی کا دعویٰ سوائے چند تحریریات کے اسی نبوت کا تھا جسے وہ ظلیٰ کہتے تھے حاصل یہ کہ ظلیٰ نبوت باصطلاح مرزا قادیانی یہ ہے کہ جو صاحب شریعت رسول کے فیض سے حاصل ہو۔

(ملاحظہ ہو حقیقتہ الوجی - ص ۲۸)

اور یہ نبوت کوئی گھٹیا یا ناقص نہیں بلکہ بقول مرزا صاحب قادیانی یہ نبوت بعینہ ایسی ہے جیسی انہیاء بنی اسرائیل کی جن کے متعلق قرآن کریم میں لکھا ہے

انا انز لنا التوراة فيها هدى و نور يحكم بها النبيون .. الایہ  
ہم نے تورات اتاری جس میں نور اور ہدایت تھی جس پر نبی حکم کرتے رہے

چنانچہ اخبار الحکم ۲۳ نومبر ۱۹۰۲ء میں مرزا صاحب کافرمان مصروف ہے:  
 حضرت موسیٰ کی اتباع سے ان کی امت میں ہزاروں نبی ہوئے۔  
 پس یہ جواب تمہارا شخص ضد پرستی ہے۔

حاصل یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادریانی اسی قسم کی نبوت کے مدعا تھے جو بنی اسرائیل کے ہزارہا  
 انبیاء کو ملی تھی۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ کے بعد مدعا نبوت بموجب حدیث شریف دجال و کذاب ہے۔  
 حضرات! یہ ہمارے وہ مختصر دلائل جو ہم نے جلسہ مرزا یہ لا ہور میں پیش کئے جس کا کوئی تسلی  
 بخش جواب مرزا یہ مناظر نہ دے سکا اور نہ ہی دے سکتے ہیں ولو کان بعضہم بعض ظهیرا۔ چنانچہ  
 اس کمزوری کو محروس کر کے صدر جلسہ نے قبل از وقت مناظرہ بند کر دیا۔ فللہ الحمد  
 شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں؛ ہم تو اس مناظرہ کی کامیابی، پیغام صلح کے ایک فقرے سے سمجھ  
 گئے تھے کہ: ایک جاہل اہل حدیث مناظرہ کو آیا،  
 بالکل سچ ہے جو مرزا جی کونہ مانے وہ عالم کیسے ہو سکتا ہے

( ہفت روزہ الہدیت امرتسر ۲۵ جنوری ۱۹۳۵ء مطابق ۱۹ شوال ۱۹۳۵ ہجری جلد ۳۲ نمبر ۱۳ ص ۶-۸ )

## بہائی دعویٰ نمبر ۳

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

گذشتہ دو پر چوں میں یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ اس سلسلہ سے ہماری غرض یہ ہے کہ ناظرین معلوم  
 کر سکیں کہ غلط راہ چلنے والے اپنی غلطی کو صحیح ثابت کرنے کے لئے کتنی کوششیں کرتے ہیں۔ حکماء نے یہ بات  
 بالکل سچ کہی ہے کہ ایک جھوٹ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ آج کے مضمون کی قط  
 پہلی وقت ٹھوٹوں سے بھی زیادہ پر لطف ہے۔ اس میں شیخ بہاء کے ظہور کا وقت بتایا ہے پس ناظرین بغور پڑھیں۔

## وقت ظہور کی کیفیت:

وقت ظہور موعود کی کیفیت کتب مقدسہ اور قرآن مجید میں جا بجا بیان کی گئی ہے مثلاً ایک جگہ فرماتا ہے: یو م یدع الداع الی شیء نکر۔ خشعاً ابصار هم یخرجون من الا جداث کا نہم جراد منتشر۔ مهطعین الی الداع یقول الکافرو ن هذا یو م عسیر۔ (القر : ۸.۵)۔ ترجمہ: جب داعی الہی ایک انوکھی چیز کی طرف بلائے گا لوگوں کی نظریں حیرت زده ہوں گی لوگ اپنی پستی کے گڑھوں سے نکل کر ٹڈی کی طرح پھیل جائیں گے وہ داعی الہی کی طرف ہمکتے ہوں گے اہل حجاب منکر کہیں گے یہ سخت دن ہیں۔ (بہائی میگرین ص ۲۰ نومبر ۱۹۳۳ء)

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: ناظرین اسلامی طریق پر آیت مرقومہ کا ترجمہ یوں کیا جاتا ہے: (قیامت اس روز ہوگی) جس روز لوگ ایک غیر معروف چیزی طرف بلائے جائیں گے ان کی آنکھیں نیچے کی طرف جھکی ہوں گی قبروں سے نکلیں گے گویا وہ ٹڈی دل (کی طرح) پھیلے ہوں گے وہ بلانے والے کی طرف دوڑے چلے آئیں گے کافر اس روز کہیں گے کہ یہ دن بہت سخت ہے۔، اس آیت کا سیاق سابق کہہ رہا ہے کہ اس میں قیامت کا ذکر ہے مگر بہائی لوگ اس کو بہاء اللہ پر جس طرح چپا کرتے ہیں وہ سننے کے لائق ہے ناظرین غور سے سنیں:

آج داعی الہی حضرت بہاء اللہ جس چیز کی طرف بلارہے ہیں وہ نئی اور عجیب چیز ہے جسے قول کرنے میں لوگوں کو اچنبا سما معلوم ہوتا ہے۔ پرانی شریعت کا دورہ ختم ہو جانا اور نئی شریعت کا آجانا لوگوں کی سمجھیں مشکل سے آتا ہے۔ اس تبدیلی سے آسمان زمین بدل جاتے ہیں اور حقیقتہ انسان ایک نئے عالم میں پہنچ جاتا ہے۔ جبھی تو عقلمنیں حیران اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔ ایک طرف تو یہ حال ہے دوسری طرف تمام اقوام عالم میں پھیل ہے۔ ہزاروں سال کی مردہ قوموں کے قالب میں بھی حرکت پیدا ہو رہی ہے پست سے پست جماعت بھی اپنے ذلت و پستی کے قعر ہلاکت سے اٹھ رہی ہے تمدن کی رفتار زوروں پر ہے تمام ممالک میں پرے باندھ کر مزدور اور زندگی کی جدوجہد میں شامل ہونے والے نکل رہے ہیں یہ

سب کچھ ظہور جلوہ قدرت کے آثار و اثرات ہیں۔ (رسالہ مذکور ص ۲۰-۲۱)

اس ساری تقریر کا جواب خود قرآن شریف کی دوسری آیت دے رہی ہے جس میں ارشاد ہے : یومنہ  
یتبعون الداعی لا عوج له (ط: ۱۰۸) اس روز سب لوگ اس داعی کی آواز کو قبول کریں گے اس میں ذرہ بھی نہ ہوگی۔  
اگر داعی سے مراد شیخ بہاء اللہ ہیں تو بتائیے اس کی آواز کو سب لوگوں نے قبول کر لیا۔ کیا اس آواز  
کے قبول کرنے میں کسی کو غلطی نہیں گئی؟ آج دنیا کے سب لوگ بہائی آواز کے پیچھے جا رہے ہیں؟ اگر جا رہے  
ہیں تو پھر اس مضمون نگاری کی ضرورت ہی کیا ہے؟ (آہ بکیسی ہی خوش کرنے کی بات ہے)

اس کی مثال: مرتضیٰ انصاری احمد صاحب قادریانی نے دعویٰ کیا تھا کہ شیطان سب نبیوں کے زمانہ میں  
ادھر اور دھر پھد کتا پھرتا رہا، مگر میرے زمانے میں قتل ہو گیا کیونکہ میرے زمانے میں اس کا قتل ہونا مقدر تھا  
(مقولہ مرتضیٰ در الحجم ۱۲ جنوری ۱۹۳۵ء ص ۲)

کیا ہی اچھا شاعرانہ تخيّل ہے۔ اس پر پوچھا گیا کہ پھر دنیا میں گمراہی کیوں ہے؟ جواب ٹال ٹال فش  
ہم نہیں سمجھتے کہ فاضل بہائی اڈیٹر نے یہ کیا لکھ دیا ہے کہ، تمدن کی رفتار زوروں پر ہے۔، آج کل کے تمدن کو  
بغور دیکھنے والا سمجھدار طبقہ مسلمان ہو، یا ہندو، انگریز ہو، یا فرنچ، رور ہا ہے اور اس تمدن کو بتاہی اور بر بادی جانتا  
ہے۔ یہ کیا تمدن ہے کہ عورتیں اور مرد کیا ممکونہ کیا غیر ممکونہ سب کے سب سیکھا پھریں۔ مہذب طبقہ کے مردغیر  
ممکونہ عورتوں کے گلے میں ہاتھ ڈال کر منہ سے منہ ملا کر ناچ کریں۔ بیبا کانہ ایک دوسرے سے ملیں۔ ہو ٹلوں  
میں ہر قسم کے سامان عیش مہیا ہوں۔ حتیٰ کہ مسافروں کے سامنے جوان لڑکیاں برہنہ کھڑی ہو جائیں جن کو  
وہ پسند کریں (آنینہ سکندری مصنفوں باہمیانگر)۔ ربر کی مشوفات عام طور پر فروخت ہوں مجرمات کے لئے ربر کے  
آلات مہیا ہوں۔ غرض مولانا حامی مرحوم کی اس رباعی کا پورا مظاہرہ ہو

پوچھا جو کل انجام ترقی بشر۔ یاروں سے کہا پیر مغاں نے نہ کر  
باتی نہ رہیگا کوئی انساں میں عیب۔ ہو جائیں گے چھل چھلا کے سب عیب ہنر  
کیا یہ تمدن باعث شرم ہے یا موجب مسرت؟ ہاں ایک مذہبی مبلغ ہونے کی حیثیت سے آپ کا  
فرض یہ تھا کہ آپ دنیا کی مذہبی اور اخلاقی ترقی دکھاتے نہ کہ یورپ کے مغرب اخلاق تمدن اور خلاف مذہب

چال چلن کو بطور مثال پیش کرتے۔ حق تو یہ ہے کہ موجودہ تمدن اگر شیخ بہاء اللہ کی صداقت کی دلیل ہے تو ان کی تکذیب کے لئے کسی اور دلیل کی حاجت نہیں۔

فضل بہائی اڈیٹر نے حسب عادت اپنے دعویٰ پر ایک حوالہ بائیبل سے بھی دیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:  
تم اگلی چیزوں کو یاد نہ کرو اور قدیم باتوں کو سوچتے نہ رہو، دیکھ میں ایک نئی چیز پیدا کروں گا اور اب وہ نمود ہو گی (یسیعیا۔ باب ۲۳)

اس حوالے کا جواب خود اس مقام کی ساری عبارت ہے جو اس طرح مرقوم ہے:  
تم اگلی چیزوں کو یاد نہ کرو اور قدیم باتوں کو سوچتے نہ رہو۔ دیکھ میں ایک نئی چیز پیدا کروں گا اب وہ نمود ہو گی۔ کیا تم اس پر ملاحظہ نہ کرو گے۔ ہاں میں بیان میں ایک راہ اور صحراء میں ندیاں بناؤں گا۔ دشت کے بیہیے، گیدڑ اور شتر مرغ مری تعظیم کریں گے کہ میں بیان میں پانی اور صحراء میں ندیاں موجود کروں گا کہ وے میرے لوگوں کو میرے برگزیدوں کو پینے کے لئے ہو ویں میں نے ان لوگوں کو اپنے لئے بنایا وے میری ستائش کریں گے (یسیعیا۔ باب ۲۳)

ناظرین بغور دیکھئے کہ اس عبارت کو شیخ بہاء اللہ کی آمد سے کچھ دور کا تعلق بھی نہیں۔ بتائیے کہ شیخ بہاء اللہ ایرانی کی آمد سے کس بیان اور صحراء میں ندیاں جاری ہوئیں۔ وہ بے چارہ توجہاں گیا، قید و بندہ ہی میں گزار تارہا۔ یہاں تک کہ قید ہی میں انتقال کر گیا۔ ہاں ہم بتاتے ہیں کہ یہ پیش گوئی صحرائے عرب میں بزمانہ خلیفہ ہارون رشید نہر زبیدہ وغیرہ بنے سے پوری ہو گئی جس نہر سے سارا صحرائے عرب تروتازہ ہو گیا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ لہ الحمد (ہفت روزہ اہل حدیث کیم فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۲۶ شوال ۱۳۵۳ھ ۲-۳)

## آخری فیصلہ پیش گوئی تھا

(بے کوئی جو سامنے آئے)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امر تسری لکھتے ہیں:

ہمارا بہت پرانا دعویٰ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادریانی کا آخری فیصلہ پیش گوئی تھا۔ پیش گوئی کیا ہوتی ہے؟ میں ناکہ آئندہ زمانے میں فلاں کام ہوگا۔ اخبار اہل حدیث امر ترس ۲ نومبر ۱۹۳۷ء میں اس کا ذکر آیا تھا۔ جس پر قادریانی اخبار فاروق کے ایک نامہ نگارنے اعتراض کیا ہے جسکے الفاظ یہ ہیں:

” اخبار اہل حدیث ۲ نومبر ۱۹۳۷ء میرے سامنے ہے اس میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا ہے مرزا صاحب قادریانی نے اپنی وفات سے پہلے میرے منے کی پیشگوئی کی تھی۔ مگر بحکم خدا آج ۲۶ سال ان کو انتقال کئے ہوئے ہو گئے اور خادم آج تک باذنہ تعالیٰ زندہ ہے۔ (ص ۳۲۳)۔ کیا یہ صریح غلط بیانی اور جھوٹ نہیں۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب میں دم خم ہے اور واقعی انہوں نے سچ بولا ہے اور لوگوں کو دھوکہ نہیں دیا تو وہ بتائیں اور اپنی اخبار میں جملی حروف میں شائع کریں کہ وہ پیش گوئی کہاں ہے۔ اور کس کتاب یا کس اشتہار وغیرہ میں درج ہے۔ ورنہ یاد رکھیں کہ قرآن مجید میں ایک انعام ان کے لئے مقرر ہے جو لعنة الله علی الکاذبین کے الفاظ میں درج ہے۔ اور وہ یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر وہ اس (مزومہ) پیش گوئی کو تلاش کرتے کرتے مردھی جائیں تب بھی یہ پیش گوئی ان کو کسی جگہ سے نہیں مل سکتی ولوکان بعضہم بعض ظہیراً ، (فاروق قادریان ۱۳ جوری ۱۹۳۵ء ص ۵) ۔

(حضرت مولانا ثناء اللہ امر ترسیؒ کہتے ہیں) سب سے پہلے اعلان مرزا صاحب قادریانی کو دیکھنا چاہیے۔ اس میں یہ فقرہ ہے

” اگر میں کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ (مولوی ثناء اللہ) اپنے ہر ایک پرچے میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا، (اشتہار آخری فیصلہ) ۔  
 بتائیے یہ جملہ شرطیہ ہے یا نہیں؟ اور جملہ شرطیہ، جملہ خبری یہ کی قسم ہے یا نہیں؟ یقیناً ہے۔ اور یہ ہے میری ایک دلیل۔ پھر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادریان خود لکھتے ہیں:

” جب حضرت اقدس (مرزا قادریانی) نے ثناء اللہ کی نسبت دعا کی اور خدا تعالیٰ نے آپ کو اس کی ہلاکت کی خبر دی تو یہ ایک وعدی کی پیشگوئی ہو گئی ” (مقولہ محمود در رسالت تہذیب الاذہان۔ جون جولائی ۱۹۰۸ء ص ۷۹)

یہ ہے میرے اس دعوے کی دوسرا دلیل کہ اشتہار آخری فیصلہ ایک پیش گوئی تھی جو بالکل چی نکلی۔ ہمارے

خیال میں یہی ایک پیش گوئی ہے جو حرف بحر ف پوری ہوئی ورنہ دوسری پیش گوئیاں تو ایسی ہیں کہ ان پر مخالفوں کے اعتراضات کی ایسی بھرمار ہے کہ احمد یوں کو سرکھجانے کی فرصت نہیں۔  
کیا ہے کوئی جو دلیل کے ساتھ ہمارے دلائل کا جواب دے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امترسکیم فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۳ھ شوال ۲۶ جلد ۳۲ ص ۵-۸)

## بہائی دعویٰ نمبر ۲

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

گذشتہ پرچوں میں ظاہر کیا گیا ہے کہ بہائی لوگوں کا غلودربارہ شیخ بہاء اللہ بتانے کے لئے یہ جوابی سلسلہ شروع ہوا ہے۔ ہم بہائیوں یا مرزا یوں کو اس سے منع نہیں کر سکتے کہ وہ اپنے اپنے مطبوع کے کمالات اور عجائبات لوگوں کو سنا کر اپنی طرف تغییب نہ دیں، مگر جب یہ لوگ قرآن مجید کی آیات اور معانی پر ناجائز قبضہ کرتے ہیں تو مجبور ہو کر ہم بھی اس کو ناجائز تصرف جان کر مراحت کرتے ہیں۔  
گذشتہ پرچوں سے ہم بہائیوں اور مرزا یوں کے غلوکی مثالیں بتاتے آئے ہیں، آج ہم سلسلہ ہذا کا پوچھنا نمبر ہدیہ ناظرین کر کے اسے بغور پڑھنے کی سفارش کرتے ہیں۔

### روح کاظمہ ہو:

خداؤند نے فرمایا: میں اپنی روح تم میں ڈالوں گا۔ اور فرمایا: میں اپنی روح سارے بشر پر ڈالوں گا۔، انجلی میں فرمایا: جب وہ روح حق آئے گا تو وہ تمہیں سب بتائیں بتائے گا۔، ان آیات میں اسی موعد محبوب کو روح، یا روح حق، کہا گیا ہے جسے بہاء اللہ کہا گیا ہے۔، روح، کے لفظ سے قرآن مجید میں بھی ظاہر موعود کی خبر دی گئی ہے سورۃ النباء میں فرمایا یو م یقوم الرُّوحُ وَ الْمَلَائِكَةَ صَفَا لَا يَتَكَلَّمُونَ اَلَا مِنْ اذْنِ لِهِ الرَّحْمَنِ قَالَ صَوَا بَا۔ (النباء: ۳۸) جب روح کا قیام ظاہر ہو گا اور ملائکہ برپا ہوں گے ملائکہ میں سے کوئی اذن رحمٰن کے بغیر کلام نہیں کرے گا اور کلام کرے گا تو درست کرے گا۔ انجلی میں ہے: میری اور بھی بتیں ہیں مگر تم ابھی ان کی

برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ روح الحق آئے گا تو تمہیں تمام باتیں بتائے گاوہ اپنی طرف سے کچھنہ کہے گا بلکہ جو کچھ سنے گا وہ کہے گا اور تمہیں خبر دے گا۔ (یوحنابا ۱۶)۔ پس تورات انجیل قرآن میں جو روح الحق کے ظہور کی بشارت دی گئی تھی آج حضرت بہاء اللہ کے ظہور سے پوری ہوئی اور اعلان ہو چکا ہے قد جاء روح الحق لیر شدکم الی جمیع الحق (کتاب بتین)

روح الحق آگیا ہے تاکہ وہ تمام حق کی طرف تمہیں راہ دکھائے۔ اب تمام طالبان حقیقت کا فرض ہے کہ اپنے محبوب موعود کو شناخت کریں اور روح حق سے نئی زندگی حاصل کریں (بہائی میگزین۔ نومبر ۱۹۳۲ء میں ۲۲۔ ۲۳)

حضرت مولانا شناع اللہ امرتسری لکھتے ہیں: قرآن مجید کے سیاق سباق کو سامنے رکھ کر اس آیت کے معنی کے جائیں تو بقول نواب محسن الملک مرحوم یہ کہنا پڑے گا کہ جو شریح بہائی صاحب نے کی ہے وہ خدا کے علم میں بھی نہیں۔ سیاق و سباق سمجھنے کے لئے ہم آیات ذیل نقل کرتے ہیں

یو م یقو م الرّوْح و الملا ئکة صفا لا یتكلّمون الا من اذن له الرّحمن و قال  
صوا با۔ ذلك اليوم الحق فمن شاء اتّخذ الى ربّه مآبا۔ انا انذر ناكم عذا با قریباً يوم  
ينظر المرء ما قدّمت يداه ويقول الكافر يا ليتنى كنت ترابا۔ (النبا: ۳۸۔ ۴۰) جب کہ جبریل اور  
(اور) فرشتے اس کے حضور میں صفت کھڑے ہوں گے کسی کے منہ سے بات تو نکلنے ہی کی نہیں مگر جسکو (خداۓ) رحمٰن اجازت دے  
اور وہ بات بھی معقول کہے یہ (وہ) دن (ہے جس کا ہونا) بحق ہے تو جو چاہے اپنے پروردگار کے پاس اپنا ٹھکانہ بنارکھے (لوگو) ہم نے  
تم کو (قیمت کے) عذاب سے ڈرایا ہے جو عقریب آنے والا ہے کہ اس دن آدمی ان اعمال کو دیکھ گا جو اس نے اپنے ہاتھوں (گویا  
زاد آخرت بنا کر) بھیجے ہیں، اور (اس دن) کافر چلانٹھے گا کہ اے کاش میں مٹی ہوتا۔

اس سارے اقتباس میں (یو م) دو دفعہ مذکور ہے۔ کچھ شک نہیں کہ نحوی قاعدے کی رو سے دوسرا  
یو م پہلے سے بدل ہے۔ پہلا یو م اگر (ان للّمتنین مفازا) کے ربط سے متعلق ہے تو دوسرا بھی اسی سے  
ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ جس روز نیک لوگوں کو اعمال صالحہ کا بدلہ ملے گا اس روز روح اور  
فرشته سب کھڑے ہوں گے اس روز کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔  
یہ مضمون ایسا صاف ہے کہ قرآن شریف کی دوسری کئی ایک آیات اس پر شہادت دیتی ہیں اور

اگر یوم اول (لا یتكلمون) کے متعلق ہے تو دوسرا بھی چونکہ بدل ہے وہ مع اپنے مضاف الیہ کے سب اسی کے ساتھ لگ جائیں گے۔ پس معنی یہ ہوں گے کہ جس روز روح اور فرشتے کھڑے ہوں گے یعنی جس روز ہر آدمی اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال کا بدل دیکھے گا اور کافر کہے گا ہائے میں مرکر مٹی ہو گیا ہوتا اس روز فرشتے روح بغیر اذن خدا کے کلام نہ کرسکیں گے۔

دونوں صورتوں میں مضمون صاف ہے کہ یہاں یوم سے مراد یوم الحشر و النشر ہے جو کا

دوسرانام یوم القیامت ہے

پس بعد تو شیخ کے ہم پوچھتے ہیں کیا آج بلکہ آج سے بیاسی (۸۲) سال قبل بروز: یوم ظہور اللہ، دنیا کے نیک و بدلوگوں نے اپنے اپنے اعمال نیک و بد کا بدلہ پالیا تھا؟ غالباً کوئی نہ کہے گا پھر آیات قرآنیہ متعلقہ قیامت کو بہاء اللہ کے ظہور سے ملانا بالکل اس تاویل کے مشابہ ہے جو مرتضیٰ قادری نے کی ہے جس کے الفاظ درج ذیل ہیں

لہ الحمد فی الا ولی و الا خرۃ اس (اللہ) کی حمد ہے اول اور آخر اس میں اشارہ ہے دو

احمدوں کی طرف اول ان میں کا احمد مصطفیٰ ہے دوسرا

احمداً خرا الزمان ہے جو صحیح اور مہدی خدا کی طرف سے آیا ہے (یعنی مرزا) یعنی رب العالمین،

سے مستنبط ہوتا ہے۔ (اعجاز شیعہ ۱۳۵-۱۳۲)

کیا کوئی ہے کہ قرآن میں ایسی نکتہ آفرینی کر سکے جیسی یہ دونوں گروہ کر رہے ہیں۔ ایسی نکتہ آفرینی پر ہم ان دونوں گروہوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ آپ لوگ کوئی نیا قرآن بنائیں جس میں ایسے باریک نکتے درج ہوں۔ مہربانی کر کے پرانے قرآن پر ہاتھ صاف نہ کریں تو ہم آپ کے مشکور ہوں گے۔ اور اگر اس پرانے قرآن کو مان کر اس میں ایسی نکتہ آفرینی کریں گے تو ہم مجبوراً مندرجہ ذیل شعر آپ کی نذر کریں گے

کئے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آپ نے ہم پر

خدا ناخواستہ گر خشکیں ہوتے تو کیا کرتے

مدیر بھائی میگرین نے انجلیں کی جس عبارت کو پیش کیا ہے ہم وہ عبارت آگے پیچھے سے ملا کر ساری

پیش کرتے ہیں (بقول یوحنا) حضرت مسیح فرماتے ہیں:

میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میراجناہی فائدہ ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آوے گا پر اگر میں جاؤں تو میں اسے تم پاس بھیج دوں گا اور وہ آن کر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیر و اڑھہ رائے گا گناہ سے اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے راستی سے اس لئے کہ میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھرنہ دیکھو گے، عدالت سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتا دے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی لیکن جو کچھ وہ سنے گی سو کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی وہ میری بزرگی کرے گی۔ (یوحتا۔ باب ۱۶)

حضرت مولانا شناۃ اللہ امر تسریؒ لکھتے ہیں : اس ساری عبارت کی جان ایک ہی لفظ عدالت ہے جس کا مضمون صاف ہے کہ وہ موعود روح منصب عدالت پر فائز ہوگی یعنی وہ دنیا میں حکومت کرے گی۔ اس تشریع کے بعد ہمیں دیکھنا ہے کہ دو روحوں (عربی اور ایرانی) میں سے کون سی روح دنیا میں تخت حکومت پر پہنچی ہے۔ ہم اس کا جواب وہی دیں گے جس پر نہ صرف دنیا کے کل مورخین اور عقولاء بلکہ صیباں بھی متفق ہیں کہ وہی روح تخت حکومت پر پہنچی جسکے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا جاتا ہے فداہ ابی و امی اس کے مقابلے میں دوسری روح (بہاء اللہ ایرانی) نہ صرف ماتخت رہی بلکہ مقہور بلکہ ہمیشہ کیلئے جو سرہی یہاں تک کہ اس دنیا سے رخصت ہو گئی۔

نوٹ : عیسائی اس روح سے مراد وہ روح لیتے ہیں جو مسیح کے حواریوں پر اتری جس نے ان کو الہام کیا اور انہوں نے الہامی ہو کر ان اجیل لکھیں۔ بے شک وہ ایسا اعتقاد رکھیں، ہمیں اس سے کیا؟ مگر جناب مسیح کے الفاظ کو نہ بگاڑیں کہ: وہ روح عدالت سے تقصیر و اڑھہ رائے گی۔

ناظرین کرام ! شیرخوار بچے کے سامنے بھی تین عورتیں کھڑی کی جائیں ایک اس کی ماں اور دو دوسری، وہ بچہ اپنی ماں کو پہچان کر اسی کی طرف جائے گا۔ کس دلیل سے؟ وہ جانتا ہے اور صحیح جانتا ہے ٹھیک

اسی طرح ہمارے سامنے تین روحیں کھڑی ہوں۔۱۔ روح حواریان۔۲۔ روح محمدی۔۳۔ روح بہاء اللہ ایرانی  
ہم حضرت مسیح کی تعلیمی روشنی میں صاف سمجھ لیں گے کہ اس سے مراد روح محمدی ہے کیونکہ ان تینوں میں سے  
علاوہ نبوت کے عدالت کرنیوالی وہی روح ہے۔ کیا صحیح ہے

میرے محبوب کے دو ہی پتے ہیں۔ کمر پتلی صراحی دار گردن  
(ھفت روزہ اہل حدیث امر تر ۱۹۳۵ فوری ۱۹۳۵ء مطابق ۳ ذی قعڈہ ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۵ اص ۵۔۷)

## جدید نبی کا اعلان: قادیانی اور لاہوری خبردار

شیخ الاسلام حضرت مولانا شناع اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

بڑوں کی باتوں میں چھوٹوں کو دخل دینا مناسب نہیں ایک طرف حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں  
جن کا ارشاد ہے: آدم نیز احمد مختار در برم جامہ ہمه ابرار  
دوسری طرف مولوی فضل خان ساکن چنگاں نگیاں ضلع راولپنڈی (پنجاب) ہیں، جو مرزا غلام احمد صاحب کے  
مرید خاص ہونے کے علاوہ منصب نبوت پر بھی فائز ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ میں (فضل خان) اور مرزا  
صاحب دونوں یتیم ہیں۔

یہ راز ہم ادنیٰ درجے کے لوگوں کی فہم سے بہت بلند ہے۔ ناظرون حیران نہ ہوں کہ مرزا قادیانی تو  
پتوں پڑوتوں والے تھے، اور مولوی فضل خان بھی اسی (۸۰) سالہ بزرگ ہیں، یہ دونوں یتیم کیسے ہو گئے  
۔ اس حیرانی کا جواب ہم آگے چل کر دیں گے جب مولوی فضل خان صاحب کی اصل عبارت پڑھ لیں گے۔  
مولوی فضل خان (جدید نبی) نے کئی ایک انکشافت کئے ہیں جو خاص انہی کا کام ہے۔ ان کے سوا  
کسی دوسرے کا نہیں۔ مثلاً قادیان میں جو بہشتی مقبرہ بنایا ہے، اس کے نیچے ہم دونوں یتیموں (مرزا اور فضل خان) کا  
خزانہ مدفن ہے جس کا ذکر سورہ کھف میں ہے جس کا ترجمہ تیرہ سو سال سے آج تک برابر غلط ہوتا ہوتا چلا آیا  
ہے۔ بہر حال یہ چند انکشافتیں ہیں جو سب سے پہلے سننے کے لائق ہیں پھر آپ کے اعلان کا صحیح مطلب ذہن  
نشین ہو سکے گا۔

۱۔ مرزا صاحب متوفی یتیم تھے۔ ۲۔ میں (فضل خان) ان کا بھائی انہیں کی طرح یتیم ہوں۔ ۳۔ بہشتی مقبرہ قایان کے نیچے ہمارا خزانہ موجود ہے۔ ۴۔ خلیفہ محمود غاصب کشٹی بادشاہ ہے جو ہمارا خزانہ کھارہا ہے۔ ۵۔ سورہ کھف میں جس موتی اور اس کے ساتھی کا کسی بستی میں پہنچنے کا ذکر ہے ان سے مراد مثیل موتی (مرزا) اور نبی ﷺ ہیں ۶۔ بستی سے مراد قادیان ہے۔ ۷۔ ان بستی والوں کا دعوت وغیرہ سے انکار کرنا گویا قادیان والوں کا دعوت اسلام قبول نہ کرنا ہے۔ ۸۔ قادیانی علماء کو چیخنے کے میرے (فضل خان) کے مقابلہ پر آئیں۔ وغیرہ  
اب سنئے مولوی فضل خان جدید نبی کی اصل عبارت:

### تفاسیر تراجم القرآن میں تیرہ سو سال کی اغلاط کی اصلاح

میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر حلفاً اللہ یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں عرصہ ۷ سال سے قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر سکھنے میں خدا تعالیٰ کا شاگرد رشید ہوں۔ اس نے مجھے تراجم القرآن کی اصلاح کے لئے نبی کریم کے توسط میں مامور فرمایا ہے۔ مندرجہ ذیل باتیں سب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں؛ وہ فرماتا ہے

۱۔ حقیقت محمدیہ وکعبہ بول رہی ہے۔ ۲۔ تیرہ سو سال میں قرآن کے جو تراجم لکھے گئے ہیں ان میں ایک بھی صحیح نہیں ہے۔ ۳۔ وہ جاہلوں کے مجموعہ کے خیالات ہیں۔ ۴۔ غلط فہمیوں کا سمندر موج زن ہے اصلاح کرو۔ ۵۔ جماعت جو کچھ کرتی وہ سب غلطیوں کے ارتکاب ہیں۔ ۶۔ یہ چشمہ محمد کے اندر سے جاری ہوا ہے۔ ۷۔ اس کمال کو جو پہنچتا ہے وہ اصلاح کر سکتا ہے اصول ہدایت بھول گئے ہیں اصول ہدایت قائم کرو۔ ۸۔ محمد پر قرآن کریم کے علوم نازل ہو رہے ہیں۔ ۹۔ قرآن ہدایت نامہ ہے تاریخ نامہ نہیں۔ ۱۰۔ کلام مسح قادیانی: وہ لغو دین ہے جس میں فقط قصہ جات ہیں۔  
ان سے رہیں الگ جو سعید الصفات ہیں۔

### سورہ کھف کی چند آیات کا ترجمہ

اہل قادیان کا مظہر موتی (مرزا) و نبی کریم محمد ﷺ کی مہمان نوازی سے انکار، اور مومن و منافق

کے درمیان تہیز کرنے والی دیوار یعنی بہشتی مقبرہ کے شرائط کو اہل قادیان کے توڑنے اور نبی کریم کا آکر اس کو قائم کرنے کی پیش گوئی کا ذکر فا نطلقاً حتیٰ اذا اتیا اهل قریۃ استطعما فا بوا ان یضیفو هما (الکھف: ۷۷) پس موسیٰ کا مظہر مسیح مقادیانی اور نبی کریم جب قادیان کے گاؤں والوں کے پاس آ کر ضیافت یعنی ادائے شہادت حقہ وادائے دین (قرض) واجب طلب کریں گے تو وہ ان کی ضیافت سے انکار کر دیں گے۔

نوٹ: انہیاء کی صداقت کی شہادت کو ادا کرنا ان کی مہمان نوازی کی منزلت پر ہے۔ مدینہ کے جنت الفرقہ وجنت البقع کو نبی کریم محمد رسول اللہ ﷺ کا دوبارہ قائم کرنے کی پیش گوئی کا ذکر خیر فاقا مہ قال لو شئت لاتخذت عليه اجرًا۔ پس مدینہ میں نبی کریم دوبارہ اس دیوار کو قائم فرمائیں گے موسیٰ ثانی کہے گا اگر حضور چاہیں تو اس دیوار یعنی مقبرہ بہشتی کے کام پر مشی سابق کارکنوں کو تخلوہ واجرت پر لگا دینے کا حکم فرمادیں

قال هذا فراق بيني وبينك . نبی کریم ﷺ فرمائیں گے میں آپ کی اس بات سے متفق نہیں ہوں۔ مقبرہ بہشتی میں تیمبوں کا خزانہ ہے جب تک یتیم جوان نہ ہو لیں ان کی اجازت کے بغیر اس مال میں تصرف جائز نہیں۔ اس اجرت گیری کے کام نے پہلی دیوار کی شرائط کو توڑ دیا ہے جنہوں نے ایسا کام کیا ہے وہ مجرم ہیں لہذا ایام مکہ کے جمع شدہ سارے لشکر کو مجھ سے آپ جدا کر دیں۔ ان میں غلطیوں کے طومار ہیں جو عذاب الٰہی سے بچنا چاہیں وہ محمود احمد و محمد علی سے الگ ہو کر مدینہ میں میرے ساتھ تعارف پیدا کریں۔

## ۲۔ محمد سے تعارف اچھا ہے

۳ جو بچنا چاہیں وہ محمد کے اندر آ جائیں۔ اما السَّفِینَة فَكَانَتْ لِمُسَاكِينٍ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَارْدَتْ أَنْ اعِيَّبَهَا۔

مسیح کی بیعت کی کشتنی مساکین کے لئے بنائی گئی تھی کہ وہ اسلام کے توحید کے دریا میں کام کریں گے لہذا میں چاہتا ہوں کہ اس کشتنی کو ڈوب دوں

و كان وراءهم ملك يأخذ كل سفينة غصباً كيونكما ساكيين كي نشتى پر ايک سیاسی با دشاد طالب جاہ وجلال مرزا محمود احمد صاحب کی نظر طمیع ہے۔ وہ ایام مدینہ کی میری اور ابو بکر و عمر و عثمان علی کی کل کشتوں کو ہم سے چھین کر کلی و مدنی ایام کی قرآنی شریعت کو خلط ملط کرنا چاہتا ہے  
مدینہ کے دو قیمیوں کی دیوار (مقبرہ بہشتی) خزانہ کی پیش گوئی کا ذکر خیز

و اما الجدار فكان لغلامين يتيمين في المدينة و كان تحته كنز لهما ترجمة: اور وہ دیوار (مقبرہ بہشتی) مدینہ کے رہنے والے دو قیمیوں کی ہے۔ اور اسکے ماتحت ان دونوں کا خزانہ ہے وہ دیوار قریب الاندھام ہے اور خزانہ غیر محفوظ ہو کر کام بگذر رہا ہے و کان ابو هما صالحًا اور ان دونوں کا باپ نبی کریم محمد رسول اللہ ﷺ بڑے ہوئے کاموں کو سنوارنے والا ہے

فارادر بَكَ ان يَبْلِغَا أَشَدَّ هَمًا وَ يَسْتَخِرُ جَانِزَ هَمَارِ حَمَةَ مِنْ رَبِّكَ  
 لہذا پروردگار کی رحمت کا تقاضا ہوا کہ وہ دونوں یتیم جب اپنے روحانی کمال کو پہنچ جائیں تو ان خزانہ نکال لیں

و ما فعلته من امری ذلك تا ويل مالم تستطع عليه صبراً (كهف: ٨٢) اور یہ کام میں نے اپنے اختیاری امر سے نہیں کیا۔ یہ ان کاموں کا انجام و تیجہ ہے جن پر آپ صبر نہیں کر سکتے۔  
دیوار اور خزانے والے دو یتیم وارثوں کا پتہ:

تیمیوں کے خزانہ پر شاہ مکہ حضرت مرزا محمود صاحب قابض ہو کر مع ارکان سلطنت اس کو قیمیوں اور خدا کی مرضی کے برخلاف صرف کر رہے ہیں اور یتیم چیخ رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ا تمہاری بہن رنجیدہ ہے اٹھ بھانجا کے کان میں یخن ڈال نوٹ: بہن سے مراد ہمارے بڑے بھائی مسیح موعود (مرزا) کی بیوی ہے اور بھانجا سے مراد حضرت مرزا محمود احمد شاہ مکہ ہیں اور ان دو قیمیوں سے مراد مسیح قادری اور خاکسار رام فضل چنگوی ہے۔

اب ہم ہر دو بھائی روحانی جوانی کے کمال کو پتیج کر اپنا خزانہ مقبرہ بہشتی کے اموال شاہ محمد سے مدت دراز سے تفسیر القرآن کی اشاعت کے لئے خدا تعالیٰ کے امر سے مطالبہ کر رہے ہیں۔ ابھی ہم کو اس بات کا کوئی جواب ہاں یا نہ کا نہیں آیا۔ خدا کرے بادشاہ سلامت کا دل نرم ہو جاوے اور ہماری حالت تیمانہ پر غور فرمائیے

بادشاہ محمود کشور کشا۔ اے والیء مکہ سنو سخن ما  
جہاں آفریں تا جہاں آفرید۔ یمنم تیمے نہ کردہ پدید  
آگاہ شو ز نالہ و درد یتیم کو ہا بتر قند چو نالہ یتیم  
احوال برادر من تو شنو۔ خدا گفت ثانیش تو از من شنو

### تفصیل احوال دیوار و خزانہ اور یتیموں کا پتہ:

دیوار و خزانہ کے مالک ہم ہیں۔ مدینہ کے رہنے والے ہم ہیں  
جنتِ اُلقیع ہے دیوار ہماری۔ اٹھاؤ قبضہ دیوار ہے ہماری  
اس دیوار سے باہر منافق۔ غاصب جو ہوں وہ بھی منافق  
کنڑ ہمارا وصایا ہماری۔ مقبرہ بہشت دیوار ہماری  
مسح اور فضلاً دو یتیم ہیں۔ جوانی پہ آئے پرانے یتیم ہیں  
نبی محمد باب پ ہے ہمارا۔ کہتا ہے وید و خزانہ ہمارا

یاد رکھو کہ ہماری متفقہ اجازت کے بغیر مقبرہ بہشتی کے اموال کو صرف کرنا جائز نہیں  
گر نہ دو گے خزانہ ہمارا۔ ناراض ہوتم سے باب ہمارا  
محمد جس سے ناراض ہو جائے۔ دین اور دنیا اس کی جائے

جملہ علمائے کرام قادیان ممبر ان صدر انجمن میری عرض داشت توجہ سے سنیں:

آپ صاحبان اگر میرے مذکورہ بالاتر ترجمہ القرآن والہامات کو افتراۓ علی اللہ جانتے ہیں تو مفتری  
علی اللہ انسان از روئے قرآن و حدیث مقبرہ بہشتی میں داخل نہیں ہو سکتا لہذا میری وصیت کے  
اموال مجھے بھیج دیں۔ مسیح موعود کے طالبات بڑے طویل ہیں عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ آتے ہیں۔  
اس ترجمۃ القرآن میں میرے ساتھ کوئی مناظرہ کرنا چاہے تو مطابق شرائط مندرجہ رسالہ نمبر ۵ و نمبر ۱۱  
محریہ ۳۰۔ اپریل ۱۹۳۲ء مجھ سے طلب فرمائے کوئی مقابلہ کرے۔ راقم، خاکسار المسمی فی الناس۔  
مولوی محمد فضل خان احمدی محمدی چنگانگیاں براستہ گوجراناں پنجاب۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں:

ناظرین کرام! آپ میں سے کوئی صاحب ان باتوں پر حیران ہوں گے تو سب سے زیادہ مرتضی غلام احمد  
اور مولوی فضل خان کے یتیم ہونے پر ہوں گے سو یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں بلکہ عارفانہ اصطلاحات ہیں

سرّ مستارِ منطق الطیرِ ستِ جایِ لبِ پند

جزِ سلیمانِ نہِ بائدِ فہمِ ایں گفتارِ را

ہمارا خیال بلکہ یقین ہے کہ قادیانی احمدی مولوی فضل خان کو مجبوط الحواس کہہ دیں گے جیسا کہ گذشتہ ہفتے  
اخبار فاروق نے جدید نبی ساکن قادیان احمد نور کا بلی کو ماؤف الدماغ کہہ کر اس کی بات کو رد کر دیا ہے۔  
ہم ایسا کہنے سے ان کو منع نہیں کر سکتے لیکن اتنا ضرور کہیں گے کہ آپ کی پیروی میں مخالفین مرزا صاحب کو بھی  
ماوف الدماغ کہنا شروع کر دیں گے پھر آپ کو ناگوار تونہ گز رے گا: ہے یہ گندکی صد اجیسی کہے ویسی نے  
ہم منتظر ہیں کہ اہل قادیان اور اہل لاہور (میاں محمود اور مولوی محمد علی) جدید نبی کے اس اعلان کا کیا جواب دیتے  
ہیں کیونکہ آج قادیان لاہور اور اول پینڈی سے جتنے مدعا ظہور پذیر ہو رہے ہیں ان سب کا یہی دعوی ہے کہ ہم  
فیوض مرزا صاحب سے فیض یاب ہیں۔ ادھر ہم بھی یہی کہیں گے: اے بادشاہیں ہمہ آورہ تست  
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۳ھ قعده ۳ ذی القعده جلد نمبر ۵ ص ۵۔ ۷)

## اکیل غلطی کا ازالہ

جناب مولوی محمد داود ارشد مدرسہ مرکزی یہ اہل حدیث گوجرانوالہ لکھتے ہیں:

قارئین اہل حدیث - السلام علیکم۔ مدت سے میں مرزا نیوں کے اخلاق پسندیدہ دیکھنے کا منتظر تھا اتفاقاً میں رمضان المبارک کے مہینے میں منگری کی طرف آ رہا تھا جب گاڑی رائے و نڈا اور پتوکی کے درمیان میں آئی تو جس ڈبے میں میں سوار تھا وہاں سات آٹھ مرزا نی حلقہ پی رہے تھے جب بات چیت ہوئی میں نے عرض کیا کہ رمضان کا مہینہ ہے کم از کم اس میں توحید نہ پہیا کریں جواب ملا کہ (ماں کی مرائے ایسی تیسی رمضان کا مہینہ) واللہ خدا کو حاضر جان کر سچ کہتا ہوں کہ ایک شخص نے ان میں سے جو قادیانی جا رہے تھے صاف لفظوں میں ایسی بکواس کی کہ جس طرح جات لوگ ایک دوسرے کو ماں کی گالیاں دیا کرتے ہیں میری حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ یا انہی یا جدید اسلام ہے جس کے لئے مرزا قادیانی پیدا ہوئے۔

ناظرین کرام! یہاں تک ہی نہیں بلکہ یہ لفظ سن کر میں نے کہا کہ خدا سے ڈرو ایک دن آنے والا ہے جس دن تمام اعضا نے انسانی گواہی دیں گے جس کی شاہدیہ آیت ہے ان السمع و البصر و الغواد کل اولئک کا ن عنہ مسئلو لا جواب ملا کہ کون سی قیامت، کوئی دن آنے والا نہیں ہے۔

حضرات! آپ اندازہ لگاسکتے ہیں کہ ایسے لوگوں اور مشرکین مکہ میں کیا فرق ہے وہ بھی کہتے تھے کہ اُدا متنا و کنا ترا باً و عظا مَا اُنالِمَبْعُوثُونَ کوئی دن آنے والا نہیں ہے۔ میں محیرت تھا کہ اگر مرزا صاحب مُسْتَحْ موعود ہوتے تو ان کے معتقد ایسے ہی ہوتے؟

حضرت مولانا ثناء اللہ امیر ترسی ادارتی نوٹ لکھتے ہیں: راقم مضمون کی حیرت رفع کرنے کو تنا کافی ہے کہ خود مرزا غلام احمد صاحب قادری بھی اپنے مریدوں کے اخلاق سے نالاں ہیں۔ فرماتے ہیں: بعض ایسے کمینہ ہیں کہ کھانے پینے کی چیزوں پر کڑتے ہیں ان میں بعض بڑے مبتکر ہیں۔ وغیرہ۔ (اشتہار بالحقہ بشہادة القرآن مصنف مرزا قادیانی)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۳ ذی القعڈہ ۱۳۵۳ھ جلد نمبر ۱۵ ص ۷)

## لاہوریوں کا چیلنج قادیانیوں کو

شیخ الاسلام مولانا شناع اللہ امیرتسری لکھتے ہیں؛ پنجابی زبان میں ایک مثل ہے جس کا اردو ترجمہ یہ ہے: اگر کنویں میں بیل گر پڑے تو وہیں اس کو خصی کر دیا جائے۔ کیونکہ باہر آنے کے بعد وہ قابو نہ آئے گا۔ اس مثل کے ماتحت لاہوری جماعت نے قادیانیوں کو بتلائے مصیبۃ دیکھ کر چیلنج مباحثہ کا ایک پوستر شائع کیا ہے جو درج ذیل ہے:

قادیان کے سر کردہ لوگوں سے اپل

خاتم النبین ﷺ کے بعد نبوت اور چالیس کروڑ مسلمانوں کی تکفیر کے عقاید نے آج اسلام میں ایک عظیم الشان فتنہ پیدا کر رکھا ہے غور کر کے دیکھ لیں کہ جو آگ آج احرار نے حضرت مسیح موعود کے خلاف بھڑکائی ہے اسکا ایندھن قادیان کے غلو نے مہیا کیا ہے ابتداء میں مخالف علماء نے آپ کے خلاف لوگوں کو اکسایا تو دعویٰ نبوت کو ہی آڑ بنایا اب اس ایک ہتھیار کے بجائے آپ نے خود وہ ہتھیار ایک نبوت کا دعویٰ اور دوسرا مسلمانوں کی تکفیر ان کے ہاتھوں میں دے رکھے ہیں۔

فیصلہ کی سہل صورت: پیش کرتے ہیں۔ دونوں جماعتوں کے لیڈر میدان میں نکلیں اور ان دونوں

مسائل پر کہ

۱۔ کیا حضرت مسیح موعود نے دعویٰ نبوت کیا؟

۲۔ کیا حضرت مسیح نے سوائے اپنی بیعت کرنے والوں کے کل دنیا کے مسلمانوں کا فرک ہا ہے۔

تحریری بحث: لاہور کے مرکزی مقام میں کریں اور اس بحث میں علاوہ سامعین کی مقررہ تعداد کے باوجود ثالث حصہ ذیل طریق پر منتخب کئے جائیں

۳۔ چارثالث ممبر ان احمدی انجمن اشاعت اسلام لاہور سے جن کا انتخاب جناب میاں (محمد احمد)

صاحب کریں۔ ۲۔ چارثالث مریدین میاں محمود احمد صاحب جن کا انتخاب امیر جماعت احمدیہ لا ہور کریں۔ ۳۔ چارثالث دوسرے مسلمانوں میں سے جن میں سے دو کا انتخاب جناب میاں صاحب کریں اور دو کا انتخاب امیر جماعت احمدیہ لا ہور کریں۔ اگر یہ بارہ (۱۲) تالث کثرت رائے سے کوئی فیصلہ کر دیں تو اس فیصلہ کے ساتھ مناظرہ کی کارروائی کو ہر دو فریق شائع کر دیں اور اگر تالث کثرت رائے سے کوئی فیصلہ نہ کر سکیں تو صرف مناظرہ کی کارروائی کو شائع کر دیا جائے۔

الملتمسین : صدر الدین بی اے بی ۱۔ خان صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین ریثارڈ اسٹینٹ کیمیکل آگزامیز۔ ۲۔ خال صاحب محمد منظور الہی۔ ۳۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ ایل ایم ایس۔ ۴۔ یعقوب خال بی اے بی ڈاکٹر لائسٹ۔ ۵۔ سید غلام مصطفیٰ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لا ہور۔ ۶۔ محمد دین جان بی اے اے ایل بی۔ ۷۔ ڈاکٹر سید طفیل حسین اسٹینٹ کیمیکل آگزامیز۔ ۸۔ عزیز بخش بی اے گورنمنٹ پنشن۔ ۹۔ ڈاکٹر غلام محمد بی بی ایس۔ ۱۰۔ ممبر ان احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لا ہور

### شیخ الاسلام مولانا شناع اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

ہم بھی اس امر کی تائید کرتے ہیں کہ ایک نوع کی دو صنفوں کا فیصلہ ہو جانا چاہیے۔ مگر لا ہوری جماعت نے جو صورت فیصلہ پیش کی ہے دنیا میں کوئی مہذب جماعت پیش نہ کرے گی، نہ مانی جائے گی۔ لا ہور جیسے علمی مرکز سے ایسی آواز اٹھے تو سخت حریت کا مقام ہے کیونکہ دنیا میں کہیں بھی یہ نہیں سنایا کہ منصفوں کا نجح جفت ہو، کیونکہ درصورت مساوات فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہماری رائے یہ ہے کہ بفرض تخفیف فریقین میں سے دو دو اشخاص منتخب کئے جائیں۔ انکے علاوہ ہائی کورٹ کا کوئی نجح یا لا ہوری سروں میں سے کوئی سر لے لیا جائے۔ یہ پانچ اصحاب بالاتفاق یا بالا کثریت جو فیصلہ دیں وہ دونوں جماعتوں کو مسلم ہو نوٹ نمبر ۱۔ اس میدان مقابلہ میں اہل حدیث شاف اور اہل حدیث جماعت فریقین کی خدمت کے لئے حاضر ہو جائیں گے۔

نوٹ نمبر ۲۔ ہماری طرف سے بھی دعوت ہے کہ اس فیصلے کے بعد مرزا صاحب کے اعلان (مولوی

شاء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ) پر ہمارے ساتھ اسی طرح فیصلہ کرایا جائے جس میں دو ممبر ہمارے اور دو فریق ثانی کے۔ ان کے علاوہ ایک کوئی نجی یا سر مسلم فریقین بھی ہونا چاہیے تاکہ آئے دن کی چھپڑ خانی ختم ہو جائے:

مٹا نہ رہنے دے بھگڑے کو یار تو باقی  
رکے ہے ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی

(ہفت روزہ الجدید امرتسر ۱۹۳۵ء فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۳ھ قدر جلد ۲۶ نمبر ۵ ص ۲۶)

## جماعت احمدیہ کے اصول

شیخ الاسلام مولانا شاء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: لا ہوری اخبار پیغام صلح نے جماعت احمدیہ (لا ہوریہ) کے چند اصول لکھے ہیں جو درج ذیل ہیں:

احمدیت کے اصول حن پر دونوں فریق متفق ہیں، یہ ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ اس امت میں اپنے اولیاء سے ہم کلام ہوتا ہے۔ ۲۔ ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا ضروری ہے۔ ۳۔ حضرت عیسیٰ دوسرے انبیاء کی طرح وفات پا گئے۔ ۴۔ وہ مسیح جس کے اس امت میں آنے کی پیش گوئی ہے وہ اس امت کا ایک مجدد ہے۔ ۵۔ کوئی ایسا مہدی نہیں آ سکتا جو تواریخ دین اسلام کو پھیلائے لا اکراہ فی الدین۔ ۶۔ آنے والا مسیح ہی مہدی معہود ہے۔ ۷۔ قرآن شریف کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ تاقیامت ہو سکتی ہے۔ ۸۔ قرآن شریف کا حکم جہاد منسوخ نہیں لیکن موجودہ وقت میں اس ملک میں شرائط جہاد نہیں پائے جاتے۔ ۹۔ اس زمانہ کا جہاد تبلیغ اسلام ہے۔ ۱۰۔ دجال اور یا جوج ماجوج کی پیش گوئیوں کی مصداق مغربی اقوام ہیں

ان اصول کے ماتحت ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادری کو چودھویں صدی کا مجدد اور مسیح موعود اور مہدی معہود مانتے ہیں (پیغام صلح ۲۶ جنوری ۱۹۳۵ء)

حضرت مولانا شاء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: ارے بھجنی! ایک اصول ہمارا بھی ان میں داخل کر لیجئے تاکہ ہم بھی تم دونوں میں تیرسے اقوام کی حیثیت سے مل کر صحیح معنی میں تیثیث بنادیں۔ دیکھئے وہ ایسا

اصول ہے کہ اس سے انکار کرنے والے کی ساری دنیا میں جگ ہنسائی ہوئی۔ پس سنینے وہ سنہر اصول یہ ہے کہ:  
 ۱۱۔ مسح موعود کو راست گھومنا صاحب الہام میں صادق ہونا ضروری ہے۔

آؤ ہم سب اس مذکورہ اصول کے ماتحت مرزا صاحب کو جانچیں: تا سید روئے شود ہر کہ دروغش باشد  
 (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۳۵ء فروری ۱۵ مطابق ۱۰ ذی قعڈ ۱۴۵۳ھ جلد ۲۲ نمبر ۱۶ ص ۵)

### ویریوال میں مرزا بیویوں سے مناظرہ:

قصہ ویریوال ضلع امرتسر میں مرزا بیویوں کی تردید کے لئے اجمن اہل حدیث کے طلب کرنے پر خاکسار وہاں گیا۔ ایک جلسہ کر کے مرزا بیویت کی حقیقت کو المشرح کیا گیا۔ اور دوسرے دن مرزا بیویوں کی خواہش پران کے مکان میں ہی قریباً دو گھنٹے صدق و کذب مرزا پر مناظرہ ہوا جس میں وہ بہت ذلیل و خوار ہوئے اور تمام لوگوں پران کی قلائق کھل گئی۔ رقم: محمد عبداللہ معمار۔  
 (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۳۵ء فروری ۱۵ مطابق ۱۰ ذی قعڈ ۱۴۵۳ھ جلد ۲۲ نمبر ۱۶ ص ۲)

### ایک پھلفٹ کی ضبطی

حکومت پنجاب نے ایک پھلفٹ، مرزا قادریانی کا نکاح آسمانی، حق ملک معظم ضبط کر لیا ہے۔  
 (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۳۵ء فروری ۲۲ مطابق ۷ ذی قعڈ ۱۴۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۶ ص ۲)

## بہائی دعویٰ نمبر ۵

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاعر اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

خبر اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۹۳۵ء میں اس سلسلہ کا نمبر ۳ درج ہوا ہے جس میں بحث روح حق  
 مندرجہ انجیل تک پہنچی تھی۔ ہم نے بشهادت الفاظ انجیلیہ ثابت کر دیا تھا کہ روح حق سے مراد سید الانبیاء علیہم  
 السلام ہیں۔ اس محقق بات کو فاضل اڑیٹر بہائی میگزین م Hispan زبانی بات سے ملا تے ہوئے لکھتے ہیں  
 لفظی جھگڑے اور ہمی مباحثے بے کار ہیں دنیا کی کوئی طاقت اس روح اقدس (بہاء اللہ) کو اپنا اثر پھیلانے سے  
 نہیں روک سکی بلکہ بڑی بڑی سلطنتیں پسپا ہو گئیں اور یہ روح اقدس اپنے دائرہ اثر کو وسیع کرنے میں مصروف  
 ہے۔ مبارک ہیں وہ نقوص جو روح حق سے نئی زندگی پاتے ہیں۔ (بہائی میگزین نومبر ۱۹۳۳ء ص ۲۲-۲۳)

بیشک ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مثل دیگر تحریکات جوں پوری قادیانی وغیرہ کے تحریک بھائی بھی نہیں رکی۔ لیکن تحریک کا نہ کنا اگر اس کی صحت کی علامت ہوتا تو ہمیں اس کی تسلیم سے چارہ نہ ہوتا وہاں (انجیل میں) جو علامات مذکور ہیں ان میں بڑی علامت عدالت ہے وہ نہ شیخ بہاء اللہ ایرانی میں ملتی ہے نہ قادیان میں۔ وہ ملتی ہے تو اسی میں جسے کل دنیا جانتی ہے کہ جس نے مجرموں کو عدالت سے تقسیم و اڑھہ رایا صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد بھائی اڈیٹر صاحب لکھتے ہیں: روح حق کے مقابل روح باطل: یوم ظہور میں ایک طرف روح حق اپنے تاثرات سے عالم کوئی زندگی اور نفع ہوش عطا کرنے میں مصروف ہے تو دوسری طرف روح باطل اپنے کام میں مشغول ہے روح باطل کو وہی پرانا سانپ یا بلیس کہتے ہیں۔ اسی کا نام دجال اور اسی کے حصول کا نام یا جوں و ماجون ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو روح باطل کے مظہر ہیں۔ (رسالہ مذکور ص ۲۳)

یقفات دلیل نہیں ہیں، بلکہ قائل کا محض خیال ہے۔ ہاں ہم مانتے ہیں کہ قادیانی بھی یہی کہا کرتے تھے بلکہ انہوں نے اس سے بھی ترقی کر کے دجال اور یا جون ماجون کے نام بھی بتا دیئے کہ اول الذکر پادری لوگ ہیں اور موخر الذکر برطانیہ اور روئیں ہیں۔ (کتاب ازالۃ اوهام۔ اور حملۃ البشری)

آگے چلنے۔ اسی بات کو قرآن مجید میں یوں فرمایا ہے کہ وہ ساعت موعود لوگوں پر اچانک آجائے گی وہم لا یشعر و ن۔ اور اس وقت ان کا شعور ناکارہ ہو گا سورہ الحجؐ میں زلزلة الساعۃ یعنی وقت موعود کے انقلاب و اضطراب کا نقشہ یوں کھینچتا ہے

و تری الناس سکاری و ما هم بسکاری و لکن عذاب الله شدید۔ (سورہ الحجؐ) (اے دیکھنے والے تو دیکھنے گا کہ لوگ مد ہوش ہوں گے اور حالانکہ وہ نہیں میں نہ ہوں گے لیکن بات یہ ہے کہ وہ خدا کے ختن عذاب میں بٹلا ہوں گے)۔ یہ عذاب کیا ہے حق سے محرومیت۔ حقیقی زندگی سے محرومی، جہالت تعصب عداوت جنگ و خون ریزی میں سرمست ہونا، مادی مزوں میں مگن ہونا۔ (رسالہ مذکور ص ۲۵-۲۶)

مولانا امرتسری فرماتے ہیں: ہم خوب جانتے ہیں کہ بھائی گروہ قرآن کو اسی سے مانتا ہے کہ اس کی بعض آیات کی تفسیر بالرائے سے دعویٰ بہاء کو تقویت پہنچائی جائے ورنہ حقیقت میں قرآن اُنکے نزدیک بے کار کتاب ہے

الله اعلم ما في صدور العالمين

تجب ہے۔ اس تقریر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب فاضل اُذیٰ میگرین نے سب اور مسبب علت اور معلوم میں فرق نہیں کیا۔ کیا ہم گمان کریں کہ ان کو ان دو میں فرق اور امتیاز کی تغییر نہیں؟ ضرور ہے، لیکن اپنی بات کو قوت پہنچانے کیلئے ان کو ایسا کرنا پڑتا۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ: جہا لت تعصب عداوت وغیرہ موجب عذاب اسباب ہیں نہ کہ خود عذاب۔ اگر کسی الہامی نو شتے میں ان افعال قبیحہ پر عذاب کا لفظ آیا ہو تو وہ مجاز ہو گا حقیقت نہیں ہو گی۔

پس آج جو لوگ (بقول آپ کے) حق پسندی سے محروم ہیں وہ عذاب میں بٹانا نہیں بلکہ عذاب کے سبب میں ہیں جس کا نتیجہ بعد الموت ہے۔ آپ نے اپنے دعویٰ پر یسیعاہ کا قول پیش کیا ہے کہ: ٹھہر جاؤ اور تعجب کرو عیش و عشرت کرو اور انہے ہو جاؤ۔ وہ مست ہیں پر منے سے نہیں۔ وہ لڑکھراتے ہیں پر نشے سے نہیں کہ خداوند نے تم پر انگکھے والی روح کو ڈالا ہے۔ (یسیعاہ۔ باب ۲۹۔ ص ۲۵)

یہ سارا اقتباس مثل مشہور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے ماتحت تو بے شک کام آسکتا ہے، مگر اصل دعویٰ میں کہاں تک مفید ہے ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں۔

ہاں اس اقتباس میں یسیعاہ باب ۳۲ میں جو بیان میں عدل بسے گا، آیا ہے بس یہی اس بحث کا خاتمه ہے مہربانی کر کے عدل، کے وسیع معنی کو مخاطر کر بہاء اللہ کے زمانے میں اسکا کھوج لگائیں۔ نہ ملے تو زمانہ محمدی میں جا پہنچیں۔ وہاں سے نیچے اتر کر آج ان پرانے جاہزی کھنڈرات کو حکومتِ نجد یہ سعودیہ میں تلاش کریں تو آپکو ماننا پڑیگا۔ ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہو یاد۔ دعائے خلیل اور نوید مسیحیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرت ۲۲ فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۷ اذیٰ قدم ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۷ ص ۲۳)

## مسلمان اور سُلح قادبان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امیر ترسی لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادریانی جس سچ دین سے آئے تھے اور جو کچھ انہوں نے اپنی سکیم اور مقصدوں

بیانیاتھا، سچ تو یہ ہے کہ وہ ایسا خوش شکل اور حسن المنظر تھا کہ دیکھ اور سن کر دل کو کشش ہوتی تھی۔ ناظرین ان کی سکیم ملاحظہ کریں کیا ہی دلکش ہے کہ: میں مسلمانوں کو اصلی معنی میں متین بنانے آیا ہوں۔  
یہ ہے وہ دل کش سکیم جو نہایت ہی خوش منظر ہے۔ اب ذرہ واقعات پر نظر ڈالئیں۔ ممکن ہے امت مرزائیہ یا احمدی پر لیں ہماری نظر کو دور بین نہ تسلیم کریں، اس لئے انہیں کی نظر پر انہیں کا چشمہ لگا کر پڑھئے جو یہ کہ:  
قادیانی کا سرکاری اخبار ریویو آف ریلی جنر نے مسلمانوں کی خستہ حالی کا ذکر لکھا ہے کیا خوب اور کیا سچ لکھتا ہے کہ:

ذرا اس قوم کی حالت پر نظر ڈالئے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے نفاق اور بد عقیدگی کی کوئی قسم ایسی ہے جس کا انسان تصور کر سکتا ہوا اور وہ مسلمانوں میں موجود ہو۔

اسلامی جماعت کے نظام میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اسلام کی بنیادی تعلیمات تک سے ناواقف ہیں اور اب تک جاہلیت کے عقاید پر جنے ہوئے ہیں وہ بھی ہیں جو اسلام کے اساسی اصولوں میں شک رکھتے ہیں اور شکوک کی علانية بیان کرتے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو علی الاعلان انکار کرتے ہیں وہ بھی ہیں جو اسلامی عقاید اور شعار کا حکم کھلماً ماق اڑاتے ہیں وہ بھی ہیں جو علانية مذہب اور مذہبیت سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں وہ بھی ہیں جو خدا اور رسول کی تعلیمات کے مقابلہ میں کفار سے حاصل کئے ہوئے تھیلات و افکار کو ترجیح دیتے ہیں وہ بھی ہیں جو خدا اور رسول کے قانون پر جاہلیت کے رسوم یا کفار کے قوانین کو مقدم رکھتے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو خدا اور رسول کے دشمنوں کو خوش کرنے کے لئے شعائر اسلام کی تو ہیں کرتے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو اپنے چھوٹے سے فائدے کی خاطر اسلام کے مصالح کو بڑے سے بڑا نقصان پہنچانے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں جو اسلام کے مقابلہ میں کفر کا ساتھ دیتے ہیں اسلامی اغراض کے خلاف کفار کی مدد کرتے ہیں اور اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ اسلام ان کو اتنا بھی عزیز نہیں کہ اس کی خاطر وہ ایک بال برابر بھی نقصان گوارا کر سکیں راحن الایمان اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کی ایک نہایت ہی قلیل جماعت کو چھوڑ کر اس قوم کی بہت بڑی اکثریت اسی قسم کے منافق اور فاسق العقیدہ لوگوں پر مشتمل ہے۔  
یہ تو ایمان کا حال۔ اب سمع و طاعت کا حال دیکھئے۔ آپ مسلمانوں کی بستی میں چلے جائیے آپ کو عجیب نقشہ نظر

آئے گا۔ اذان ہوتی ہے مگر بہت سے مسلمان یہ بھی محسوس نہیں کرتے کہ موذن کس کو بلارہا ہے اور کس چیز کے لئے بلارہا ہے۔ نماز کا وقت آتا ہے اور گزر جاتا ہے مگر ایک قلیل جماعت کے سوا کوئی مسلمان اپنے کار و بار لہو و عجب کو یاد خدا کے لئے نہیں چھوڑتا۔

رمضان کا زمانہ آتا ہے، تو بعض مسلمانوں کے گھروں میں یہ محسوس تک نہیں ہوتا کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے۔ بہت سے مسلمان علانية کھاتے پیتے ہیں اور اپنے روزہ نہ رکھنے پر ذرہ برا بر نہیں شرما تے۔ بلکہ بس چلتا ہے تو الٹا روزہ رکھنے والوں کو شرم دلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر جو لوگ روزہ رکھتے بھی ہیں ان میں سے بھی بہت کم ہیں جو احساس فرض کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ ورنہ کوئی محض رسم ادا کرتا ہے کوئی صحت کے لئے مفید سمجھ کر رکھ لیتا ہے اور کوئی روزہ رکھ کر وہ سب کچھ کرتا ہے جس سے خدا اور رسول نے منع کیا ہے۔ زکوٰۃ اور حج کی پابندی اس سے بھی کم تر ہے۔ حلال اور حرام پاک اور ناپاک کا امتیاز تو مسلمانوں میں سے اٹھتا ہی چلا جاتا ہے۔ وہ کون ہی چیز ہے جس کو خدا اور رسول نے منع کیا ہوا اور مسلمان اس کو اپنے لئے مباح نہ کر لیتے ہوں وہ کو ان سی حد تک جو خدا اور رسول نے مقرر کی ہوا اور مسلمان اس سے تجاوز نہ کرتے ہوں۔ وہ کون سا ضابطہ ہے جو خدا اور رسول نے قائم کیا ہوا اور مسلمان اس کو نہ توڑتے ہوں اگر مردم شماری کے لحاظ سے دیکھا جائے تو مسلمان کروڑوں ہیں مگر ان کروڑوں میں دیکھنے کے کتنے فی صدی نہیں، کتنے فی ہزار بلکہ کتنے فی لاکھ خدا اور رسول کے احکام کو مانے والے اور اسلامی ضوابط کی پابندی کرنے والے ہیں۔

جس قوم میں منافقت اور ضعف اعتقاد کا مرض عام ہو جائے جس قوم میں فرض کا احساس باقی نہ رہے جس قوم سے سعی و طاعت اور ضابطہ کی پابندی اٹھ جائے اس کا انجام جو کچھ ہونا چاہیے ٹھیک وہی انجام مسلمانوں کا ہوا ہے۔ آج مسلمان قوم دنیا میں مکحوم و مغلوب ہیں جہاں ان کی اپنی حکومت موجود ہوہاں بھی وہ غیروں کے اخلاقی ذمہ اور مادی تسلط سے آزاد نہیں ہیں۔ جہالت مفلسی اور خستہ حالی میں وہ ضرب المثل ہیں اخلاقی پستی نے ان کو حدد رجہ ذلیل کر دیا ہے۔ امانت صداقت اور وفاۓ عہد کی صفات جن کیلئے وہ کبھی دنیا میں ممتاز تھے، اب ان سے دوسروں کی طرف منتقل ہو چکی ہیں اور انکی جگہ خیانت جھوٹ دعا اور بد معاملگی نے لے لی ہے۔ تقویٰ پر ہیز گاری اور پاکیزگی اخلاق سے وہ عاری ہوتے جاتے ہیں۔ قومی غیرت و محیت روز بروزان سے

مفہود ہوتی جاتی ہے کسی قسم کا نظم ان میں باقی نہیں رہا آپس میں ان کے دل پھٹتے چلے جاتے ہیں۔ اور کسی مشترک غرض کے لئے مل کر کام کرنے کی صلاحیت ان میں باقی نہیں رہی ہے وہ غیروں کی نگاہوں میں ذلیل ہو گئے ہیں قوموں پر سے ان کا اعتماد اٹھ گیا ہے اور اٹھتا جا رہا ہے ان کی قومی طاقت اور اجتماعی قوت کمزور ہوتی جا رہی ہے ان کی قومی تہذیب و شانشگی نہ ہوتی چلی جا رہی ہے اور اپنے حقوق کی مدافعت اور اپنے شرف قومی کی حفاظت سے وہ عاجز ہوتے جا رہے ہیں۔ باوجود یہ کہ تعلیم ان میں بڑھ رہی ہے گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ اور یورپ کے تعلیم یافتہ حضرات کا اضافہ ہو رہا ہے بنگلوں میں رہنے والے موڑوں پر چڑھنے والے سوٹ پہنے والے بڑے بڑے ناموں سے یاد کئے جانے والے، بڑی سرکاروں میں سرفرازیاں پانے والے، ان میں روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں، اپنی ہمسایہ قوموں پر ان جو ساکھ اور دھاک پہنچتی وہ اب نہیں ہے۔ جو عزت وہ پہلے رکھتے تھے وہ اب نہیں رکھتے جو اجتماعی قوت و طاقت ان میں پہنچتی وہ اب نہیں ہے اور آئندہ اس سے بھی زیادہ خراب آثار نظر آ رہے ہیں۔ (ریویو آف ریلی جنر فروری ۱۹۳۵ء ص ۳۵-۳۷)

ناظرین کرام! اس عام حالت اسلامیہ کو ٹھوڑے کھیں جو بالکل صحیح ہے بلکہ ہم کہیں گے کہ مسلمانوں کی حالت کا یہ نقشہ بھی اجمانی ہے تفصیلی نہیں۔ تا ہم اجمانی صورت میں صحیح ہے اب اس کے مقابل میں مرزا غلام احمد قادریانی کی سکیم انہی کے الفاظ میں سنئے۔ مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں کہ: میرے آنے کے و مقصد ہیں مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں اور ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ (الحمد قادریانی ۱۹۰۵ء ص ۱۰)

احمدی ممبرو! خدا کو حاظر ناظر جان کر بتاؤ کہ مرزا صاحب قادریانی جس غرض سے آئے تھے وہ پوری ہو گئی؟ اگر پوری ہو گئی تو تمہارے رسالہ ریویو آف ریلی جنر میں مسلمانوں کی بداخلی یا بداخل اوری کا ذکر کیوں ہے۔ کیا یہ غلط ہے؟ کیا مسلمان واقعی ایسے بداخل نہیں بلکہ پکے ایمان دار مقتنی پر ہیز گار ہیں؟ اللہ سے ڈر کر مرزا کے کلام کو واقعات سے جانچو: ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

(ہفت روزہ اہل حدیث امر تر ۲۲ فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۷ اذیٰ قعد ۱۳۵۳ھ جلد ۳ نمبر ۱ ص ۵-۶)

## قادیانی اور لاہوری مرزا نیوں میں اشتہار بازی

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امر تری لکھتے ہیں:

۱۹۳۵ء کے اخباراں حدیث امر تری میں ہم نے جس لاہوری اشتہار مخصوص چیلنج کا خلاصہ بتایا ہے اور مباحثہ فریقین میں اپنی خدمات بھی پیش کی ہیں، اس اشتہار کا جواب قادیانی پارٹی کی طرف سے نکلا ہے جسے لاہوریوں نے بہت ناپسند کیا۔ ناظرین جانتے ہیں کہ بڑا مسئلہ متنازعہ فیہ ان دونوں صنفوں میں نبوت مرزا ہے۔ قادیانی گروہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو حقیقی نبی مانتا ہے لیکن لاہوری گروہ حقیقی کی نفی کر کے مرزا صاحب کو مجازی نبی کہتا ہے۔ ہم اپنے ناظرین کو ان کے جھگڑے کی ایک مثال بتاتے ہیں چاہیے کہ ہمیشہ یاد رکھیں تاکہ مرزا نیوں کی ان دونوں جماعتوں کے متعلق آگاہی رہے۔

مثال: ایک شخص نے کہا کہ میں نے شیر دیکھا ہے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے اتباع میں اس فقرے کی بابت اختلاف رونما ہوا۔ ایک جماعت اس امر کی قائل ہوئی کہ ہمارے بزرگ نے واقعی اصل شیر دیکھا تھا دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اصل شیر نہیں دیکھا بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ایک بہادر آدمی (عنی مجازی شیر) دیکھا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے حق میں نبی اور رسول کا لفظ استعمال کیا ہے۔ بلکہ یہ بھی کہا ہے کہ امت محمدی میں یہ لقب میرے سوکی کو نہیں ملا۔ فریقین (قادیانی اور لاہوری) مانتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنے حق میں نبی اور رسول وغیرہ کے الفاظ بولے ہیں۔ مگر ان الفاظ کو مرزا صاحب قادیانی کی طرف منسوب کرتے ہوئے قادیانی گروہ اصلی معنی میں مانتا ہے اور لاہوری گروہ ان سے مجازی رسول (عنی شیر سے بہادر) مراد لیتا ہے۔ پس یہ ہے ان میں اصل نزاع۔

قادیانیوں نے لاہوری چیلنج مناظرہ کے جواب میں بڑی ہوشیاری سے کام لیا۔ یعنی لاہوری پارٹی کے ارکان کے سابقہ اقوال جوانہوں نے اختلاف ہذا پذیر ہونے سے پہلے کبھی کہے ہوئے ہیں ایک طویل اشتہار میں نقل کر کے لاہوری ارکان ہی کے نام نیچے لکھ دیئے۔ مثلاً مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ فریق لاہور

فرماتے ہیں:

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادریانی ہندوستان کے مقدس نبی ہیں

حضرت مرزا صاحب نبی آخرالزمان، پیغمبر آخرالزمان ہیں، وغیرہ

اسی طرح دوسرے لاہوری جماعت کے نمبر ان کے اقوال بھی مجھے حوالہ نقل کئے ہیں بلکہ اشتہار کا نام ہی یہ لکھا ہے کہ: احمدی فریق لاہوری  
کے صحیح عقائد۔

اس اشتہار کے جواب میں لاہوری پارٹی بہت سخن پا ہوئی ہے جس کا ثبوت اس کے جوابی اشتہار کی  
سرخی ہی سے معلوم ہوتا ہے جو یہ ہے: قادریانی دجل۔

اس سرخی کے نیچے لکھا ہے کہ: تحریری بحث سے بچنے کے لئے عیارانہ چالیں۔

اس اشتہار میں لاہوری گروہ نے قادریانیوں کو برا بھلا تو بہت کہا مگر ان کے پیش کردہ حوالہ جات  
کا جواب نہیں دیا۔

انصاف: گوسلب نبوت مرزا میں لاہوری گروہ ہم سے قریب ہے مگر انصاف ان سے بھی قریب تر ہے پس ہم  
بیکم واذا قلتم فاعدلو اولوکان ذا قربی (الانعام: ۱۵۲) اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں کہ لاہوری جماعت کے

جواب میں ان حوالہ جات کا جواب ہونا چاہیے تھا یعنی ان کی بابت مرزا کی طرح صرف اتنا کہنا کافی تھا کہ:

ہم نے یہ باتیں سادہ لوگی سے رسی طور پر کہی تھیں اب ہم ان کو صحیح نہیں سمجھتے

جیسے مرزا غلام احمد صاحب نے دور اول میں حضرت مسیح کی حیات کو تسلیم کیا تھا (براہین احمد یہ ص۔

۳۹۸-۳۹۹) دور ثانی میں یعنی جب آپ وفات مسیح کے قائل ہوئے اور مخالفین کی طرف سے وہ حوالہ پیش ہوا تو

آپ نے صاف لفظوں میں اپنی کم عقلی اور بے سمجھی کا اعتراف کیا۔ یعنی صاف لکھا کہ میں نے حیات مسیح

کا اعتراف سادہ لوگی (بے وقوفی یا بے علمی؟) سے کیا تھا۔ (اجازہ احمدی)

پس لاہوری جماعت کا فرض ہے کہ محل نزاع (مجھ) کو صاف کرنے کے لئے اپنے سابقہ عقاوید سے رجوع

کریں اور صاف لکھیں کہ ہم نے ان سے رجوع کر لیا ہے اب ہم ان باتوں کے قائل نہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں

تو گوکتنے ہی لمبے چوڑے اشتہار دیں پبلک سمجھے گی کہ لاہوری جماعت عقیدہ مرزا نیت سے پھسل گئی ہے۔ یعنی

یہ جماعت دل میں رونبود مرزا کی قائل ہے مگر ظاہری طور پر انکاری ہے جس کی تصویر اس مصروفہ میں ہے:  
مکرمے بودن و ہم رنگ متن اذیت زیستن

(ہفت روزہ اہل حدیث امر ترکیم مارچ ۱۹۲۵ء مطابق ۲۲ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ جلد نمبر ۱۸ ص ۸)

## لاہوری احمدی مصلح موعود کا نیک ارادہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امر تری لکھتے ہیں:

۲۸ دسمبر ۱۹۳۲ء کے اہل حدیث میں شیخ غلام محمد صاحب مصلح موعود، بشیر الدولہ، روحانی فرزندar جمند شیخ موعود، مہدی مسعود سلطان القلم وغیرہ کا ایک مضمون بابت سکیم حکومت ہند شائع کیا گیا ہے۔ شیخ صاحب موصوف نے ایک خط میں اشاعت مضمون کا شکریہ ادا کر کے لکھا ہے کہ:

مجھے میری قوم (احمدی) کے دوست کہتے رہتے ہیں کہ مجھے مولوی شاء اللہ صاحب یا نظر علی خان کے مقابلہ کی طرف توجہ کر کے زور لگانا چاہیے تا کہ میری مصلح موعودی کا حق ادا ہو۔ میں انہیں یہی جواب دیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب دجال اور پادری ازم کو ہلاک اور تباہ کرنے آئے تھے لیکن مسلمانوں کی توقعات کے خلاف سلطنت برطانیہ کی حکومت کے حصہ کو خدا کی رحمت قرار دے کر تعریفیں کیں اسی طرح آج میں اپنے کام کیلئے ان مولوی صاحبان کی حکومت کی موجودگی کو اپنے لئے رحمت سمجھتا ہوں انہیں اپنا کام کرنے دیں وہ تمہارے علاج کے لئے ہیں میں نے احمدی پادریوں اور دجالوں کو ہلاک کر کے مغلوب بنانا ہے مدینہ میں بیٹھ کر اسکے منافقوں اور مکہ کے احمدی بت پرستوں کو مجھے پورے اور سچے مسلمان بنانا ہے اس کام میں ہمارے اسلامی علطا خوردہ بھائی خود صحیح ہو جائیں گے سخت سخت دشمن جب تجربات پر پڑتا پے تو وہ دوستوں سے زیادہ ہوشیار خبردار اور واقف راز ہو جاتا ہے۔ غلام محمد از احمدی یہ بلڈنگس لاہور

آپ نے جو لکھا ہے قرآن مجید میں اس کی تائید ملتی ہے ارشاد ہے

عسى الله ان يجعل بينكم و بين الذين عا ديتهم منهم مو دة . و الله قادر، و

الله غفور رحيم (المتحنة : ۷) بہت جلد خدام میں اور تمہارے دشمنوں میں محبت پیدا کر دے گا اللہ قادر

ہے اور اللہ غور حیم ہے)

لپس آپ اسی نیت سے بقول خود احمدی پادریوں اور دجالوں کو ہلاک کرنے میں لگے رہیں خدا  
آپ کی مدد کرے گا انشاء اللہ۔

(ھفت روزہ اہل حدیث امرتسر کمپ مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۲۲ ذی قعڈ ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۸ ص ۹)

### مرزا بیوں کا مناظرہ سے فرار

شہر لاہور اندر وون کی دروازہ کڑہ لاہر نیند رنا تھی میں مرزا بیوں سے ختم نبوت پر مناظرہ کیلئے گفتگو ہوتی رہی چنانچہ ۲۲ فروری ۱۹۳۵ء کو  
مشی عبد اللہ معمار کو بلا یا گیا فریق ثانی کی طرف سے ملک عبدالرحمن خادم مناظرہ تھے گروہ نقشِ امن کا خطرہ ظاہر کرتے ہوئے مناظرہ  
سے گریز کر گئے۔ مشی عبد اللہ صاحب ختم نبوت اور کذب مرزا پر نہایت مدلل تقریر کی جس سے حاضرین پر حق واضح ہو گیا۔ رقم:  
مسٹری غلام احمد ہوشیار پوری از لاہور۔ (اہل حدیث امرتسر ۸ مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۲ ذی الحجه ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۹ ص ۱۲)

### چوہدری خدا بخش مرزا ای کو یاد ہانی

چوہدری خدا بخش مرزا ای کو صداقت مرزا کے لئے پہلے بھی دو مرتبہ مبارکہ کے لئے چلنج کر چکا ہوں۔ مگر وہ آج تک لیت و  
لعل کرتے رہے اور سامنے نہیں آئے۔

اب آخری بار تمامِ جھٹ کے لئے پھر تیسری بار چلنج دیتا ہوں کہ اگر وہ مرزا صاحب کو صادق سمجھتے ہیں تو مردمیدان بھیں  
اور میرے ساتھ مبارکہ کر لیں۔ رقم: غلام احمد اہل حدیث سکنه میانوالی مہاراں ڈاک خانہ بدملنی تخلیل ناروال ضلع سیالکوٹ  
(ھفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۲- ذی الحجه ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۹ ص ۱۲)

## لاہوری اور قادریانی جنگ میں ہمارا منصفانہ حصہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاہ عبداللہ امرتسری لکھتے ہیں:

آج کل ایام بیکاری میں لاہوریوں کی تحریک پر قادریانی لاہوری جنگ چھڑ رہی ہے۔ لاہوریوں  
نے اشتہار مباہثہ دیا جس کا ذکر اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۳۵ء میں ہوا ہے۔ اس کا ایک  
جواب شخصی طور پر قادریان سے ایک شخص نے دیا، جو دراصل معارضہ بالشیل تھا۔ جس کا ذکر اخبار اہل حدیث  
امرتسر کمپ مارچ ۱۹۳۵ء میں ہوا ہے۔ اس کے بعد قادریان کے خاص چیزہ علماء نے اس کا جواب دیا جو افضل

۲۸ فروری ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا ہے۔ اس کی بنا بھی دراصل اسی مبنی پر ہے جس پر پہلے اشتہار کی ہے۔ مگر ایک دوبارہ اشتہار میں خوب مزیدار ہیں جن کا سمجھنا ہمارا ہی حصہ ہے لکھا ہے کہ: ا۔ پہلے ایک دفعہ اسی مسئلہ (رسالت مرتضیٰ اور کفر منکرین) پر ہم دونوں پارٹیوں میں بمقام شملہ بحث ہوئی تھی جس کے منصف مسٹر محمد عمر وکیل مسلمہ فریقین مقرر ہوئے۔ وکیل موصوف نے باوجود غیر احمدی ہونے کے فیصلہ قادیانیوں کے حق میں دیا تھا۔ اس فیصلے کی آپ (لاہوریوں) نے کیا قادر کی تھی۔

مولانا شاء اللہ امرتسری کہتے ہیں: ہم اس سے دو نتیجے استخراج کرتے ہیں:

الف: مسائل دینے میں منصف انانتم دونوں پارٹیوں کے نزدیک جائز ہے۔ قارئین اسے نوٹ کر لیں۔  
ب۔ بعینہ انہیں الفاظ کے ساتھ اہل حدیث بھی قادیانیوں کو کہہ سکتا ہے کہ ماہ اپریل ۱۹۱۲ء میں بمقام لوہیانہ آپ نے دو منصفوں اور ایک غیر مسلم سرپنج کے ماتحت آخری فیصلہ پر مباحثہ کیا تھا جس کا فیصلہ بحق اہل حدیث ہوا تھا۔ آپ لوگوں نے اس کی کیا قادر کی تھی جس کی آپ سے امیر کھی جائے:  
برون درچ کر دی کہ درون خانہ آئی

۲۔ دوسری بات جو قادیانی محبیوں نے کہی ہے اور کیا خوب کہی ہے کہ لاہوری بھائیو! اب تو تم ہم سے پچھڑے ہوئے ہو اس لئے کل کی باتیں چھوڑ دو۔ اس جدائی سے پہلے جب ہم اور تم ایک مرکز میں بیٹھ کر ایک خیال رکھتے تھے آؤ اس زمانے کی باتوں پر ہم متفق ہو جائیں۔ اس کے بعد لاہوری سرکردہ اصحاب کے اقوال بحق مرزاصاحب اشتہار زیر تبصرہ میں نقل کئے گئے ہیں۔

مولانا شاء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: اس جواب کی بھی ہم قدر کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی کچھ نتیجہ بھی اس جواب سے اخذ کرتے ہیں، جو درج ذیل ہے:

ہر دو صنف احمدی دوستو! موجودہ اختلاف سے پہلے جب آپ اور ہم بلکہ تمہارا مجدد (الفاظ دیگر نی) بھی ہم سے متفق تھا، آؤ اس زمانہ کی آواز پر ہم سب متفق ہو جائیں جس کی صورت یہ ہے کہ بقول مرتضیٰ قادیانی: مسیح موعود جب دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو پھر انکی برکت سے اسلام ساری دنیا میں پھیل جائیگا۔ (براہین احمدیہ۔ ص ۵۰۰۔۳۹۹)

پس اس جدید نزاع کو چھوڑئے اور مرزا صاحب قادریانی کے مسلمہ عقیدہ کو اختیار کیجئے۔ اگر دیر کرو  
گے تو بھجو ری ہم یہ شعر آپ کو پہنچائیں گے

جنگ کر دی آشی کن ز آنکہ نزد عاقلاں  
ایں مثل مشہور اول جنگ آخر آشی

(ہفت روزہ اہل حدیث امر تر ۸ مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۲ ذی الحجه ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۹ ص ۸)

## طلوع بہاء اللہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امتری لکھتے ہیں: ہم بارہا ثابت کر چکے ہیں کہ بہاء اللہ ایرانی اور مرزا قادریانی ایک ہی اصول کے پابند ہیں، بلکہ چچلا حصہ پہلے سے مستفیض ہے۔، بہائی میگزین سے دعویٰ بہاء اللہ کے متعلق سلسلہ ختم کیا تھا کہ ایک نیا سلسلہ مضمون معنوں، طلوع بہاء اللہ، رسالہ بہائی میگزین میں ملا۔ جسکو ناظرین تک پہنچانا ہم ضروری جانتے ہیں۔

مثال: اصل رسالت اور مدعاں رسالت کی مثال ہمیں یہ ملتی ہے کہ حکیم اجمل خان صاحب مرحوم عیسے ماہر طبیب کی شہرت ان کے علمی کمال اور نتیجہ افعال سے مخفی نہیں اس کے مقابل اشتہاری حکیم خاص کر ٹرینوں میں ساتھ چل کر دوائیں بیچتے اے پڑیہ فروش کتنی فصح و بلغ تقریریں کرتے ہیں کہ انکی سحر بیانی سے سننے والوں میں سے اگر سارے کے سارے مسحور نہ ہوں کچھ تو ہو جاتے ہیں۔

رسالت حقہ محمد یہ نے دنیا کو اپنے کمال اور نتیجہ افعال سے مفتوح کیا دینا نے دیکھا کہ جس قوم میں آفتابِ محمدی طلوع ہوا اس قوم نے اس سے کیا کیا روشنی پائی، مولانا حالی مرحوم کا قول بالکل صحیح ہے

وحوش اور بہائم کو انساں بنایا۔ گذریوں کو عالم کا سلطان بنایا

مثال فرض یجئے کہ ایک کوٹھری میں سخت اندر ہیرا ہے جہاں اپنا ہاتھ بھی نظر نہیں آتا چکے سے بجلی کا بٹن دبادیتے سے ایسی روشنی ہوئی کہ چوہوں کے بل کیا چیزوں چلتی بھی نظر آنے لگی وہ قوم جسے کوئی با دشہ رعیت بنانا بھی

پسند نہ کرتا تھا وہ دنیا کی بادشاہ ہوئی لطف یہ کہ دین داری راست بازی امانت داری اور تہذیب اخلاق کے ساتھ یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ یگانے بیگانے سب جانتے ہیں اس لئے اس کی تفصیل کی حاجت نہیں شیخ بہاء اللہ ایرانی مدعی ہوئے کہ ہم نبوت محمد یہ کو تسلیم کرتے ہیں مگر ہماری رائے سے وہ منسوخ ہو گئی۔ کبرت کلمۃ تخریج من افواح ہم کیونکہ ہم سب نبیوں کے موعد ہیں چنانچہ بہائی میگزین کے الفاظ یہ ہیں: حضرت بہاء اللہ جلوہ گر ہوئے ہزار ہا ارواح پاک نے قبول کیا ہر نئے طلوع آفتاب کے ساتھ اہل بہاء کی تعداد بڑھتی جاتی ہے خورشید بہائی روز افزوں قوت کے ساتھ بلند ہوتا جا رہا ہے عقربیب دنیا اسے نصف النہار پر دیکھیے گی حضرت بہاء اللہ کاظم ہو وہ جامع و کامل ظہور ہے جو ہر نقطہ نظر سے قبل تسلیم ہے (حاشیہ: بقول سب کا پاؤں ہاتھی کے پاؤں میں، مجموعہ کمالات محمد یہ میں دیکھئے جہاں آپ کو دین داری کے ساتھ دنیاوی رفتہ بھی اعلیٰ درجہ کی ملے گی نہ کہ ساری عمر مغلوب مقہور رہ کر باوجود ہزار کمالات کے نہ خود آزاد ہوئے نہ قوم کو آزاد کرایا بوجود اس کے بہائی بھائی کمالات بہائیہ کا دعویٰ کریں تو ہم اس کے سوا کیا کہیں

و فا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھردا نہ ٹھہرا  
تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگ آستان کیوں ہو)

یہ ظہور تمام مقدس کتابوں کا موعد ہے از آدم تا خاتم سب پیغمبروں نے اس ظہورا عظیم کی بشارت دی تھی (مرزا صاحب قادر یانی کا بھی بھی دعویٰ ہے کہ میرے لئے ہر بھی نے خوش خبری دی ہوئی ہے) (تذكرة الشہادتین ص ۲۲) اسلئے ہم دونوں جماعتوں کے ذمہ دار اصحاب کو مشورہ دیتے ہیں کہ اپنے اپنے متبع کے متعلق انیسا سابقین کی پیشگوئیاں مستقل رسالہ کی صورت میں شائع کر دیں تاکہ حق و باطل میں امتیاز ہو سکے) سب قوموں کو اس کا انتظار تھا اور اگر پیش گوئی سے قطع نظر کر کے خود نفس ظہور کو دیکھیں تو بھی ماننا پڑتا ہے کہ کوئی پیش گوئی نہ بھی ہو تو بھی اس ظہورا عظیم کی حقانیت روز روشن کی مانند آشکار ہے۔ آفتاب نکل آیا ہے اس کی تابش واژرات کی خبر کسی جنتری میں نہ بھی ہو تو آفتاب کا انکار نہیں کیا جا سکتا آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ اگر دلیلت بایدازو رے دو متن

دنیا نے آج تک اگر کسی ظہور حق کو مانا اور پیچانا ہے تو حضرت بہاء اللہ کے ظہور کو شناخت کرنا بھی اس کے لئے آسان ہے جو علامات ظہور حق میں ہوتی ہیں وہ سب نہایت روشن تر پہلو سے اس ظہور میں نہودار ہوئیں (اہل بہاء نے آج تک بہاء اللہ کے حق میں دعویٰ میجن نہیں کیا کہ وہ کیا تھے؟ نبی تھے یا رسول؟ ولی تھے یا مولیٰ؟ لیکن اس اقتباس میں ان کو سابق ظہورات میں داخل کیا جاتا ہے حالانکہ سابقہ ظہورات قطعاً انہیاء کرام تھے۔ مسلمانوں کا جواب یہ ہے کہ سابقہ انہیاء کرام کو ہم نے

بیشہادت رسالت محمد یہ مانتا ہے اور رسالت محمد کو اعلیٰ کامیابی سے پہچانا ہے لیں اس علامت سے بہاء اللہ کی شناخت کرا دو۔ مرے محبوب کے دوہی یتیہ ہیں۔ کمر تپلی صراحی دار گردن )

ام مرسل من اللہ اور مبعوث من عند اللہ کی حیثیت میں اس ظہور مقدس کو دیکھا جائے تو ہر پیغمبر پر ایمان لانے والے کافرض ہو جاتا ہے کہ وہ آج ظہور بھاء اللہ پر صدق دل سے ایمان لائے ( کیوں؟ بس یہی ایک تنتیح ہے جس کا ثبوت بذمۃ قائل ہے )

اگر معلم اخلاق کی حیثیت میں اس ظہور کو بیکھیں تو بھی اس کی تمام تعلیمات کو ہم بہترین اخلاقی جواہرات پاتے ہیں ( اس موقع پر فاضل راقم کو چاہیے تھا کہ چند مثالیں تعلیم بہاء اللہ کی دینیتے جو اسلامی تعلیم سے اچھی ہوتی ہم ان کی کتاب اقدس کو دیکھتے ہیں تو وہ اکثر مقالات میں اسلامی تعلیم ہی پیش کرتے ہیں جہاں اسلامی تعلیم چھوڑتے ہیں وہ ساری معموقیت سے خالی ہوتی ہے مثلاً قد رفع حکم الجماعة لا في صلوة الميت۔ ص ۵ نماز باجماعت پڑھنے کا حکم اٹھایا گیا صرف جنازہ کی نماز میں رہ گیا، کیا یہ معقول ہے یا اسلامی حکم باجماعت معقول ہے؟

۲- قد کتب علی السارق النفی والحبس و فی الثالث فاجعلوا فی جبینه علامہ یعرف بھا لئلا تقبلہ مدن اللہ۔ چور کے حق میں لکھا گیا ہے کہ جلاوطن کیا جائے اور قید کیا جائے تیری مرتبہ اس کے ما تھے میں کوئی پختہ نشانہ لگا تو تاکہ اس دوسرے شہروں میں رہنے نہ دیں۔، ہم اس حکم کی معقولیت کیا سمجھیں۔ نفی (جلاوطنی) کے بعد قید؟ چہ خوش یا قید کے بعد نشان پھر جلاوطنی اس پر طریقہ کی غرض یہ کہ اس کو کہیں بندہ ملے اس سے تو بہتر ہے کہ اسے قتل کی سزا دی جائے من احرق بیتا متعدما فاحر قوه۔ ص ۱۸۔ جو کوئی کسی کا گھر دانستہ جلاادے تو اسے جلادو گھر جلانا بے شک بر بلکہ بہت را ہے لیکن اس کی سزا میں اسے جلادو، یہ معقولیت نہ ہماری سمجھ میں آئی نہ کوئی یا قانون ساز اسمبلی کے کسی ممبر کی سمجھ میں آئی گے

۲۔ والذى تملك مأة مثقال من الذهب فلتسعه عشر مثقال للهص -  
جوکوئی سو مثقال سونا کاماک ہے اس سے اپنیں مثقال اللہ کے لئے یہ  
قریباً پانچواں حصہ رکوہ میں دینا بمقابلہ چالیسویں حصے کے جو اسلام نے مقرر کیا ہے جو معقولیت رکھتا ہے وہ ظاہر ہے یہ چند مشائیں ہم  
نے سبقت کر کے بتائی ہیں ورنہ حق یہ ہے کہ ہم اس وقت بولتے جب بہائی مضمون نگارا پنے دعویٰ معقولیت کا ثبوت دے لیتے تو ہم کچھ  
کہتے۔ مگر چونکہ نامہ نگارا پنے فرض سے غلبت کرتے ہوئے گذر گئے اس لئے ہم نے ان کو توجہ دلانے کے کو چند مشائیں پیش کی ہیں  
فاعتزروا یا اولی الابصار )

اگر عقیلت کے پہلو سے نظر ڈالیں تب بھی اس روشن ظہور کو قبول کرنا ضروری ٹھہرتا ہے کہ تمام تعلیمات سراسر

عقلی روشنی سے بھری ہوئی ہیں یہاں تک کہ حضرت بہاء اللہ نے صاف فرمادیا کہ دین عقل و علم کے مطابق ہونا چاہیے آج دین و عقل کا اتحاد کلی ہو گیا ہے مذہب اور سائنس دونوں بغل گیر ہیں۔ علوم و معارف کی تخلیص آج فرائض دینی میں سے ایک اہم فریضہ ہے فرض کفایہ نہیں بلکہ فرض عین جو کسی صورت میں معاف نہیں ہو سکتا۔ ارباب علم و صنعت کی قدر و منزلت فرض ہے تقلید اور شخصیت پرستی کے لئے نہیں بلکہ ترقی و روشنی حاصل کرنے اور پھیلانے کے لئے اہل علم و اہل ہنر کی عزت کرنا لازم ہے صنعت و دست کاری عبادت ہے ہر ایک اس شخص کے لئے جو کار و بار کے لئے صداقت سے کھڑا ہوتا ہے تائید غلبی کا وعدہ ہے حضرت بہاء اللہ کے ظہور کو اگر ہم عشق و محبت کی نظر سے دیکھیں تو ہمیں یہ ظہور اس پہلو سے بھی بنے نظیر نظر آتا ہے خود حضرت بہاء اللہ نے عشق الہی اور محبت خلق میں جان و مال عزت و شوکت فدا کر دی دنیا کی اصلاح اور بہبودی کے لئے تمام عمر مصائب برداشت کئے اور خوش رہے خدا کی راہ میں قید و بند کو آزادی پر ترجیح دی وہ وہ تکالیف اٹھائیں کہ انسان سن کر حیران رہ جاتا ہے نہ ایک دفعہ یا ایک سال بلکہ سال ہا سال مسلسل تکالیف کا سلسلہ بندھارہا اور حضرت بہاء اللہ میدان عشق الہی میں شہسوار ہو کر آگے بڑھتے چلے گئے تمام مصائب کے کڑوے کھونٹ کو شہد شیریں سمجھتے تھے آرزو کرتے تھے کہ کاش محبت الہی کی راہ میں جتنی مصیبتوں عاشقان جمال الہی پر وارد ہو سکتی ہیں وہ سب اکٹھی مجھ پر وارد ہو جائیں عشق و محبت حق کے دعاوی کو آپ کے عزم اور صبر و استقلال کے واقعات نے ثابت و آشکار کر دکھایا نہ صرف یہ کہ آپ کی روح مبارک ہی عشق سے سرشار تھی بلکہ جو جو آپ کے پاس گے وہ سرست محبت ہو گیا حضرت بہاء اللہ نے فرمایا کہ ہم محبت کی راہ میں فدا ہونے کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور حکم دیا کہ تم اس محبوب لا یزال کی محبت و رضا میں قتل کر دیئے جاؤ تو بھی کسی کو قتل نہ کرنا پروانگان محبت نے اس حکم کی ایسی تعمیل کی کہ دنیا میں لاثانی نظیر قائم کر دی بیس ہزار مقدس انفس نے جانیں فدا کر دیں گردنیں دے دیں مگر اف بھی نہ کیا اموال واولاد عزت و آبرو را محبت میں بر باد ہو گئی مگر عاشقان الہی میدان وفا اور مشہد فدا میں خنده پیشانی کے ساتھ قدم آگے ہی بڑھاتے رہے اور یوں نظرے لگاتے رہے ما بہاء درخون بہاء را یافت م۔ جانپ جان باختن بشنا فتیم (مثنوی معنوی)۔ اے پاک روحو! جو وفا کا جو ہر اپنے اندر رکھتی ہو دیکھو تمہارے لئے اس مقدس ہستی نے اپنی تمام جاہ و حشمت کو قربان کر دیا ساری عمر تمہاری

بھلائی کے لئے مصیبیں اٹھائیں کیا تمہاری وفا شعاراتی تمہیں مجبور نہیں کرتی کہ تم بھی راہ محبت میں جاں نچاری و فدا کاری کرو اور اس محبت کرنے والی ہستی کی آواز پر بلیک کہہ کر استقامت کی شان دکھاؤ۔  
 اے پروا نگان بے پروا بستا بید و بر آتش زنید۔ دوڑا اور محبت کی آگ میں کود پڑو۔ اٹھو محبوب کی راہ میں فراہو جاؤ زندگی چند روزہ ہے جان تو بہر حال جائے گی بہتر ہے کہ راہ جانان میں جائے۔ حضرت بہاء اللہ جس تجلی نورانی کی طرف تمہیں بلار ہے ہیں وہی سب کی مطلوب و محبوب ہے بعض لوگ اسے شناخت کر چکے ہیں اور بعض ابھی تک پہچان نہیں سکے ہیں سب اسی کی تلاش میں جانہ باب است دلہا بہ تبا است۔ کل در طلب روئے تو بود

(بہائی میگزین فروری ۱۹۳۵ء ص ۱۷-۱۹)

مولانا امرتسری لکھتے ہیں: سارا ذرور مضمون نگارنے اس پر لگایا ہے کہ بہائی تحریک کے مانے والے پرانوں کی طرح جان دیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں مضمون نگار کو دنیا کے حالات کی شائد بخوبیں۔ اسلامی دائرة کے اندر دیکھنا ہو، تو قادیانی اور آغا خانی سب سے بڑھ کر قربانی کے مدعا ہیں یہ دون اسلام آریہ اور رادہ سوامی مت والوں کو دیکھئے کس قدر جان و مال فدا کر رہے ہیں۔ تو کیا اس قربانی سے ان کا مذہب سچا ہو گیا؟ نہیں۔ ہاں ہم یہ مانے کوتیار ہیں کہ ایسا کرنے والے کپے راخن العقیدہ ہیں بہائی دین قادیانی مذہب اس صورت میں سچے ہو سکتے ہیں جب ان کے بانی اپنے دعوے میں سچے ہوں و دونہ خرط القناد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۳۵ء مطابق ۹ مارچ ۱۹۳۵ء ذی الحجه ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ ص ۳۲۰-۳۲۵)

## مسح قادیانی کا مبلغ علم اور جاہلانہ فتویٰ

قابل توجہ میاں محمود اور مولوی محمد علی

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

آپ دونوں صاحب مرزا صاحب قادیانی کو مجدد مہدی مسح موعود وغیرہ مانتے ہیں۔ ان سب

عہدوں کے لئے موصوف کو علم شریعت میں جتنا کچھ حصہ وافر ہونے کی ضرورت ہے اظہر من اشمس ہے مرزا صاحب کے علم و فضل کے مخالف تو کبھی قائل نہیں ہوئے مگر آپ لوگ ان کی نسبت بہت کچھ بلند خیالات رکھتے ہیں اس لئے ان کا ایک فتویٰ جدید الطبع پیش کر کے آپ دونوں سے ہم سوال کریں گے۔

واقع یہ ہے کہ کوئی حافظ صاحب، مرید مرزا قادیانی تھے جن کو یہ بخط تھا کہ جو کوئی اپنے آپ کو گنگہ کار سمجھے اور گناہ گار کہے، اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ یہ مسئلہ مرزا صاحب کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے فرمایا: حافظ صاحب صحیح کہتے ہیں جب کوئی اقراری مجرم ہو جائے تو اس کے پیچھے نماز کس طرح جائز ہو سکتی ہے۔

(الفضل ۳۲ مارچ ۱۹۳۵ء ص ۵)

سوال: کیا آپ دونوں صاحبان اور قادیان ولا ہور کے علماء کرام نے آنحضرت ﷺ کی دعا میں یہ الفاظ نہیں پڑھے: وَا عَرَفْتُ بِذِنْبِي (الحادیث)۔

قرآن مجید میں حضرت آدم کی دعا نہیں پڑھی ہو گئی ر بنا ظالم لمنا انفسنا (اے خدا ہم نے اپنے نفوں پر ظلم کئے)۔

ایوبؑ کی دعا بھی نہیں سنتی؟ لا إلَهَ إِلَّا أَنْتَ سَبَّاكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ حدیث میں یہ دعا بھی نہیں پڑھی ہو گی: اللَّهُمَّ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي إِنَا عَبْدُكَ إِنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدُكَ مَا أَسْتَطَعْتُ إِبْرَاهِيمَ لَكَ بِنْعَمْتَكَ عَلَىٰ وَابْرَاهِيمَ بِذِنْبِنِي فَاغْفِرْلِي ذَانِهِ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبُ إِلَّا أَنْتَ (الحادیث)

ان دعاوں میں اعتراف بالذنب ہے تو کیا ان دعاوں کے قائلوں (حضرات انبیاء) کے پیچھے بھی اقتداء جائز نہیں؟ آج جو مسلمان ان دعاوں کا ورد کرے اس کے پیچھے بھی جائز نہیں؟ اس کے بعد اس سوال کا جواب بھی آپ کے ذمہ ہے کہ مجدد مہدی اور مسیح موعود کے لئے اتنا ہی علم کافی ہے کہ معمولی احادیث پر بھی اس کی نظر نہ ہو یا اس سے کچھ زیادہ کی ضرورت ہے؟ اس کے بعد شیخ سعدی کے اس شعر کے معنی بھی مہربانی کر کے بتا دیجئے گا:

ز جاہل گریز نہ چوں تیر باش۔ نہ آمینختہ چوں شکر شیر باش

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۹- ذی الحجه ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۰۰ ص ۷)

# کھلی چھپی بنام حاجی سیٹھ عبد اللہ الدین

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امر تری لکھتے ہیں:

حاجی صاحب! آپ نے یا آپ کی طرف سے احباب نے بڑی بلند آواز سے انعامی اشتہار دیا تھا کہ مولوی شاء اللہ امر تری اگر مرزا صاحب کی تکنیک اور اپنے عقاید پر حلف اٹھائیں تو آپ دس ہزار روپیہ ان کو انعام دیں گے۔ یہ انعامی سلسلہ آپ کا ۱۹۲۳ء سے چلا ہے جن دنوں میں حیدر آباد کن میں احمدی تحریک کی خدمت کر رہا تھا۔ حیدر آبادی اشتہارات اور جوابات کا مجموعہ تو سکندر آباد کی انجمن اہل حدیث نے بصورت رسالہ شائع کر دیا تھا جس کا نام ہے، قادیانی حلف کی حقیقت، اس کے بعد آپ نے پنجاب میں ایک اعلان شائع کرایا جس میں انعامی رقم دس ہزار سے اکیس ہزار تک بڑھا دی۔ اس کا جواب میری طرف سے پہلے ۲۳ ستمبر ۱۹۳۷ء کو دیا گیا کہ انعامی رقم سکندر آباد کے امیریل بناں میں جمع کرا کر مجھے رسید بھیج دیں، میں حلف کا اشتہار دوں گا، مگر آپ نے کروٹ نہ لی۔ اس کے بعد بطور یادداہی ۲۳ ستمبر ۱۹۳۷ء کو میں نے مکر اشتہار دیا جو آپ کو بصیرتی رجڑی بھیجا گیا اور حیدر آباد میں بکثرت شائع ہوا تاہم آپ ایسے خاموش رہے کہ واقفان حال کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا: چنان خفتہ انہ کوئی مردہ انہ۔ لیکن میرا یہ گمان نہیں۔ میں آپ کو بھی تک زندہ جانتا ہوں اس لئے اشتہار مذکور سے کر درج کر کے اخبار بھیجا ہوں اور فوجوں کے کلام اللہ ان العهد کا ان مسؤول آپ سے ایفاء عہد کا سوال کرتا ہوں۔ اشتہار مذکور یہ ہے:

میں کند ب مرزا پر حلف اٹھانے کو تیار ہوں:

بجواب انعامی اشتہار سیٹھ عبد اللہ الدین صاحب سکندر آباد کن

سیٹھ عبد اللہ! آپ جانتے ہوئے کہ میں مرزا صاحب قادیانی کا مکنر محض سے سنائے یا کسی کی تقیید سے نہیں

بلکہ علی وجہ البصیرت ہوں۔ خدا کو معلوم ہے مجھے ان سے کوئی ذاتی پر خاش ہے، نہ کوئی عداوت، نہ خاندانی شراکت، نہ نزاع و راثت۔ ہاں میں ان کے دعاویٰ کو غلط جانتا ہوں کہ نہ آپ مسح موعود ہیں، نہ مہدی، نہ مامور من اللہ، نہ ملهم الہی۔ میں نے مرزا صاحب قادریانی کے متعلق اپنے عقیدے کا ثبوت متعدد کتابوں میں دیا ہے جو پہلک میں شائع ہو چکی ہیں۔ کتب مصنفوں کے علاوہ اہل الصاف کے لئے قابل توجہ خاص یہ امر ہے کہ مدعاً نبوت اور صاحب وحی و رسالت مرزا صاحب قادریانی نے میرے ساتھ آخری فیصلہ کا اعلان کیا جس میں مجھے اپنے ساتھ رکھ کر خدا سے دعا کی تھی کہ:

اے خدائے قدوس! میری تیری رحمت کا دامن پکڑ کر ملتھی ہوں کہ مجھ میں اور شاء اللہ میں سچا فیصلہ

فرما۔ جو تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھالے۔

اس دعا کا نتیجہ بھی کسی فرد انسانی سے عموماً اور آپ جیسے واقف کاروں سے خصوصاً مخفی نہیں کہ مرزا صاحب موصوف کو فوت ہوئے آج ربع صدی سے زیادہ یعنی ۲۶ سال کا عرصہ گزر گیا ہے اور یہ خادم آج بھی یہ چند سطور لکھ رہا ہے۔ الحمد للہ

اس کے بعد جماعت احمد یہ کی درخواست سے اس خاص امر پر انعامی مباحثہ مقرر ہوا جو منصفوں کے سپرد کیا گیا جس کا فیصلہ اپریل ۱۹۱۲ء میں میرے حق میں ہوا اور میں نے مبلغ سہ صدر و پئے انعام وصول کیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ خدا کا خوف کر کے خدائی فیصلہ پر یقین کیا جاتا۔ مگر قادریانی جماعت نے اس قدر تی اور پنچائی فیصلے سے اعراض کر کے ایک مصنوعی طریق فیصلہ میرے سامنے پیش کیا وہ یہ کہ میں مرزا صاحب قادریانی کی تکذیب وغیرہ پر حلف اٹھاؤں۔

یہ درخواست سب سے پہلے خود قادریان میں بیو قع جلسہ اسلامیہ جس میں میں بھی شریک تھا، قادریانی جماعت کی طرف سے پیش ہوئی جس پر مبلغ دوسرو پئے انعام بھی تجویز ہوا۔ مگر میں نے دوسرو پئے لئے بغیر اسی جلسہ میں حلف اٹھائی جس کا ذکر قادریان کے اخبار افضل مورخہ ۷۔ اپریل ۱۹۲۱ء میں مرقوم ہے۔

اس کے بعد یہی تقاضا جاری رہا یہاں تک کہ جب میں جنوری ۱۹۲۳ء میں سکندر آباد حیدر آباد کن پنچا تو آپ (سینیٹھ عبد اللہ الدین) نے بھی مجھ سے تقاضا حلف کیا، میں نے وہاں بھی ایک معمولی شرط کے

ساتھ حلف اٹھانے پر آ مادگی کا اظہار کیا مگر آپ سامنے نہ آئے (ملاحظہ ہوڑیکٹ، قادیانی حلف کی حقیقت، شائع کردہ انجمن الہمدیث سکندر آباد) اس کے بعد میں نے اپنے اخبار اہل حدیث مورخ ۱۹۲۶ء میں حلفیہ مضمون لکھا جو بعد اس کے بصورت اشتہار شائع کیا۔ باوجود ان واقعات کے مجھ سے مطالبه حلف جاری رہا۔ اس طریق پر مطالبه رہا کہ جو الفاظ قسم کے ہم (قادیانی) پیش کریں ان پر حلف اٹھاؤ۔ میں حیران تھا کہ حلف کے لئے شرع شریف نے خود الفاظ مقرر کر رکھے ہیں پھر کسی ایرے غیرے کا اس میں کیا داخل ہے یہاں تک کہ آپ (سیٹھ عبد اللہ) کی طرف سے پھر ایک بلکہ کئی ایک اشتہار نکلے جن میں اکیس ہزار تک انعام دینے کا آپ نے اعلان کیا۔ میں اپنے خیال میں تصنیف کے علاوہ حلف کا فرض بھی پورا کر چکا تھا اس لئے خاموش رہا۔ اتنے میں خدائے مسبب الاسباب نے میرے اور آپ کے نزاع میں فیصلہ ہو جانے کی صورت پیدا کر دی۔

سیٹھ صاحب! مجھے آپ سے محبت ہے خدا کرے آپ کسی طرح غلطی سے باہر آ جائیں۔ اب جو صورت پیدا ہوئی ہے امید آپ بھی میری طرح اس کو نمونہ بنائے کر سامنے آئیں گے۔ آپ نے اخبار الفضل قادیانی میں غایفہ قادیانی کا حلفیہ بیان پڑھا ہو گا جس کی ضرورت اور حلفیہ بیان کے الفاظ خود الفضل ہی سے نقل کرتا ہوں:

میں مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت ساکن قادیان ول مرزا غلام احمد صاحب مدعا ماموریت اللہ تعالیٰ قسم کھا کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس کی جھوٹی قسم کھانا انسان کو روحاں اور جسمانی ہلاکت میں ڈال دیتا ہے اور ناقابل برداشت عذابوں میں بٹلا کرتا ہے کہتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب میرے یقین اور ایمان کے مطابق بلا شک و شبہ تن مسحود اور مہدی مسعود تھے اور آنحضرت ﷺ سے مستثنی ہو کر مقام نبوت پر فائز ہوئے تھے اگر میں اس دعویٰ میں جھوٹا ہوں تا اللہ تعالیٰ کا وہ عید جو جھوٹوں کے لئے مقرر ہے مجھ پر نازل ہو۔ (الفضل ستمبر ۱۹۳۷ء)

سیٹھ صاحب! قرآن مجید میں مطففین کا ذکر برائی کے ساتھ ہوا ہے جو لیتے کسی ہاتھ سے ہیں دیتے کسی دوسرے سے ہیں۔ یہ بدعاوت اگر آپ کو اور آپ کی جماعت کو ناپسندہ تو بس میرا اور آپ کا اختلاف مٹنے والا ہے۔ میں انہیں الفاظ سے حلف اٹھانے کو تیار ہوں جن سے آپ کے خلیفہ میاں محمود صاحب قادیانی

نے اپنے والد کی صداقت پر حلف اٹھایا ہے۔ فرق اتنا ہو گا کہ جہاں انہوں نے اثبات کیا ہے میں نفی کروں گا۔ یعنی انہوں نے کہا میرے یقین میں وہ مسح موعود تھے میں اسکی جگہ کہوں گا میرے یقین میں وہ مسح موعود نہ تھے علی ہذا القیاس۔ ساری عبارت ہو بہ نقل کر کے ثابت کو منفی کروں گا۔ پس آپ اگر مطوفین کی عادت کو واقعی قیچیج جانتے ہیں تو میری اس تجویز کو منظور کریں جس کا ثبوت یہ ہے کہ: انعامی رقم بک میں جمع کراو۔ انعامی رقم امپریل بک حید آباد میں جمع کرا کر اس مضمون کی رسید مجھے بھیج دیں کہ جس روز میں عبارت مذکورہ میں رقم کا مطبوعہ اشتہار حیدر آباد بھیج دوں مینیجر بک انعامی رقم میرے نام منتقل کر دے۔ بس اب کوئی بات باقی نہیں رہی۔ آخر میں میں اعلان کرتا ہوں کہ: میں مرزا صاحب کو ان کے الہامی دعووں میں جھوٹا جانتا ہوں و

الله علی ما اقول شہید۔ جواب باصواب کا منتظر: خاکسار ابوالوفا شاء اللہ از امر تر پنجاب

اب بھی اگر آپ نے رقم (کیس ہزار) داخل بک کر کر مجھے اطلاع نہ دی تو مجبوراً میں بھی واقفان حال کے مذکورہ مقولہ کا مصدق ہو جاؤں گا۔ پھر آپ کو یا آپ کے کسی ہم خیال کو یہ ڈینگ مارنے کا حق نہ ہو گا کہ ہم انعام دیتے ہیں اور وہ لیتا نہیں۔ گوئیں خوب جانتا ہوں کہ آپ کو دینے کا حوصلہ نہیں۔ یہ حوصلہ خدا نے بشی قاسم علی سہ صدی کو بخشندا تھا جو تین سور و پسہ ہتھیلی پر رکھ کر ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ جو مقام لدھیانہ پہنچ گئے۔ گوہار گئے تاہم یہ کہنے کا ان کو حق حاصل ہو گیا:

شکست و فتح مقدر سے ہے و لے اے میر مقابلہ تodel ناتواں نے خوب کیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امر تر ۱۵ امارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۹ ذی الحجه ۱۳۵۳ھ جلد نمبر ۲۰۷ ص ۷-۹)

## اصولی بحث سے کون منہ پھیرتا ہے؟

مولوی محمد علی یا اڈیٹر الہامدیت

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امر تری لکھتے ہیں:

نظرین کو معلوم ہے کہ اصولی بحث وہ ہوتی ہے فروعات جس کے ماتحت آ جائیں۔ بلکہ یوں کہیے کہ اصولی بحث وہ ہوتی ہے جس کے بعد فروعات کی ضرورت باقی نہ رہے۔ مثلاً اسلام کی اصولی بحث ہے

رسالتِ محمدیہ یا صداقتِ قرآن۔ ان میں جو بات بھی ثابت ہو جائے باقی فروعات پر بحث کرنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ اسی طرح قادیانی مباحثت میں اصولی بحث وہ امر ہے جس کے بعد کسی اور امر پر بحث کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ اس قسم کی اصولی بحث کی تعین میں فریقین (قاںل اور منکر) مختلف ہو سکتے ہیں۔ مثلاً منکر کہے کہ فلاں پیش گوئی اگر سچی ہو جائے تو میں آپ کو سچا مان لوں گا۔ مگر دوسرا فریق اس کو معمولی سمجھ کر اس کو قابل توجہ نہ جانے۔ اسی طرح ہر امر میں دونوں فریقوں کے درمیان اختلاف ممکن ہے۔ لیکن اگر صاحبِ مذہب خود کسی امر کو اصولی بحث قرار دے اور وہ فی الواقع ایسا ہی ہو تو فریقین کو اسے اصولی مانے میں چون وچرا نہ کرنا چاہیے۔

پس ہم ہر دو فریق (قاںل اور منکر مرزا) میں اصولی بحث آخری فیصلہ ہے جسکو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خود اصل الاصول قرار دیا ہوا ہے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں (اشتہار قبل از این نقل ہو چکا ہے۔ بہاء)  
بالا نصاف ناظرین! آپ لوگ اللہ غور کریں کہ یہ امر (آخری فیصلہ) اصل الاصول پر پوری توجہ کریں  
۔ مگر آپ کس قدر حیرت سے سنیں گے کہ جب کبھی امتِ مرتاضیہ کے ان دونوں (قادیانی اور لاہوری) بلکہ کل اصناف کو اس اصل الاصول پر بحث کرنے کی دعوت دی گئی تو تجیل و جلت کر کے اس کو ٹال دیا گیا۔ ان ٹلانے والوں میں مولوی محمد علی لاہوری احمدی نے جس طرح اس کو ٹالا وہ بہت ہی حیرت انگیز ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پندرہ سو لہ مسائل (وفات مسح۔ حقیقتِ دجال وغیرہ) پر پہلے بحث ہو جائے  
پھر ضرورت ہو تو آخری فیصلہ پر بھی ہی۔ یا للعجب

باوجود اس کے محل اور بے موقع خطبہ جمعہ میں مبررس رسول پر چڑھ کر کہتے ہیں کہ  
”مولوی شناء اللہ صاحب کو بھی ہم نے کہا تھا کہ احمدیت کی اصولی باتوں کے متعلق اسی

طریق پر بحث کر لیں لیکن وہ اس پر آمادہ نہ ہوئے۔ کیونکہ ان کے دل میں چور ہے۔

(پیغام صلح لاہور ۱۹۳۵ء ص ۲)

(مولانا شناء اللہ امرتسری کہتے ہیں کہ) قرآن شریف میں دل کے چوروں کی علامت ان الفاظ میں بتائی گئی ہے ان یروا سبیل الرشد لا یتّخذوہ سبیلا (یعنی ایسے لوگ سیدھا راستہ دیکھ کر اسے قبول نہیں کرتے)۔

آخری فیصلہ کو بڑے میاں (مرزا غلام احمد) نے اپنا معیار بنانے کر شائع کیا۔ اپنا صدق و کذب اس پر موقوف رکھا۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اس کے طے ہونے سے تمام مباحث کا طے ہونا بانی جماعت احمدیہ نے تسلیم کیا ہے۔ تاہم دل کے چور زبان اور ایمان کے کمزور اس سے جی چراتے ہیں۔ پھر ان کو کیوں نہ کہا جائے کہ آیت موصوفہ میں جملہ لا یتخذوه سبیلاً ان کے حق میں وارد ہے۔ مرزاںی دوستو! دنیا میں کوئی ایسا مسلمان تم کو ملا یا مل سکتا ہے جو آنحضرت ﷺ کے کسی آخری فیصلے کو فیصلہ نہ جانے۔ یا کوئی ایسا عیسائی آپ کو ملا، یا مل سکتا ہے جو حضرت مسیح کے فیصلے کو موجب فیصلہ نہ مانے۔ کم سے کم کوئی آریہ ہی بتاؤ جو اپنے گورو سوامی دیانند کے طریق فیصلہ سے منہ پھیرتا ہو۔ اگر ایسا شخص کوئی نہیں تو تم لوگوں نے یہ نیاطریق کیوں اختیار کیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امترس ۲۲ مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۳ھ اجع ۱۶ جلد ۲۱ نمبر ۳۲ ص ۳-۲)

## ظفر اللہ کی تقریر متعلق احمدیت محض ملمع ہے

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امر تسری لکھتے ہیں: یوں تو احمدیہ (مرزاںیہ) جماعت کا عام دستور ہے کہ تبلیغ کرتے ہیں مرزاںیت کی اور نام رکھتے ہیں تبلیغ اسلام کیونکہ ان کے نزدیک اسلام وہی معتبر ہے جو احمدیت کی صورت میں ہو گرچہ دھری ظفر اللہ خان جیسے قانونی آدمی سے یہ امید نہ تھی کہ وہ خاص کرلا ہو رجیسے مرکز علم اور واقف حال شہر میں ایسی تقریر کریں گے آپ نے اپنے لیکچر کی تہمید میں کہا کہ:

احمدیت کیا ہے؟ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ احمدیت کوئی نیا پیغام لے کے دنیا میں نہیں آئی، اس کے مقابل ایک طبقہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ تحریک اسلام میں ایک تغیر پیدا کرنے والی تحریک ہے اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسے مٹا دیں۔ اس عقدہ کو سمجھانے کے لئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ دراصل دونوں خیالات درست نہیں۔ میں ایک مثال دے کر احمدیت کی پوزیشن واضح کرتا ہوں۔ اسلام کی مثال ایک سمندر کی سی ہے جس میں بالکل سکون تھا اس میں ایک زبردست اہر اٹھی جس نے سمندر میں تموج پیدا کر دیا۔ یہ احمدیت کی

لہر ہے۔ اس لہر کو سمندر سے الگ نہیں کہا جاسکتا اور نہ ہی اس لحاظ سے کہ وہ سمندر کے پانی کا ایک جزو ہے اس کی اہمیت کو مکمل کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس لہر نے سکون میں حرکت پیدا کر دی ہے اسلام اور احمدیت دو متراوف لفظ ہیں احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔ (افضل قادیانی ۱۹۳۵ء ص ۵)

اس عبارت کو ہم منطقیاً نظر سے دیکھتے ہیں تو یقین نہیں ہوتا کہ یہ کلام کسی ایسے شخص کا ہے جو گورنمنٹ کی طرف سے صیغہ تعلیم کے ایک بڑے عہدہ پر فائز رہا ہو کیونکہ سمندر اور لہر کی مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ احمدیت اور اسلام میں عموم اور خصوص کی نسبت ہے۔ تھوڑا آگے چل کر کہتے ہیں، اسلام اور احمدیت دو متراوف لفظ ہیں، متراوف لفظوں میں مساوات ہوتی ہے مساوات عموم خصوص سے مغایر ہوتی ہے ممکن ہے منطقی اصطلاحات سے چودھری ظفر اللہ صاحب وقف نہ ہوں کیونکہ ان کے بنی مرزا غلام احمد صاحب متوفی بھی ان اصطلاحات سے بے خبر تھے ایک خط میں حکیم نور الدین (خلیفہ اول قادیانی) کو لکھتے ہیں؛ قصیہ ضروریہ مطلقہ اور دائرہ میں کیا نسبت ہے مجھے ان اصطلاحات میں تو غل نہیں۔ (خطوط بناہم حکیم نور الدین)

گر اصل مضمون یقچر سے تو چودھری صاحب کو ناواقف نہ ہونا چاہیے پس آپ غور سے سنیں۔ اسلام تو یہ ہے: بنی الاسلام علی خمس (حدیث) اسلام کے پانچ اركان ہیں لا اله الا الله محمد رسول الله نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔

بتائیئے احمدیت بھی اسی قدر ہے یا اس کے علاوہ بھی اس میں کوئی چیز ہے۔ اگر بھی ہے تو آپ اور آپ کے خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) منکرین مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کافر کیوں کہتے ہیں (انوارخلافت) پس اگر نبوت مرزا کی تسلیم بھی احمدیت میں داخل ہے تو پھر آپ احمدیت اور اسلام کو متراوف کیوں کہتے ہیں۔ اور اگر داخل احمدیت نہیں تو داخل اسلام بھی نہ ہوئی بہر حال چودھری صاحب نے با وجود قانون دان ہونے کے تنقیح طلب امر کو نظر انداز کر دیا جو کسی اہل علم کے شایان شان نہیں۔

صدر جلسہ کاریمارک:

بروایت افضل قادیانی، صدر جلسہ پروفیسر عبدالقدیر صاحب نے چودھری صاحب کی تقریر پر فرمایا

حضرات میں نے عرض کیا تھا کہ چودھری صاحب ایک بہت بڑے عالم دین ہیں ان کی تقریر سے میرے اس قول کی تائید ہوئی۔ آپ نے اسلامی تعلیمات کو جس خوبی سے پیش کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ جماعت احمدیہ آج کل سخت مشکلات میں سے گذر رہی ہے میں افسوس سے اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے خلاف ناصافی کی جاری ہے۔ (انفضل ۱۹۳۵ء ص ۶)

ہمیں بھی افسوس ہے کہ ہم اس امر کے اظہار کرنے میں مجبور ہیں کہ پروفیسر صاحب کو عالم شناسی کا علم نہیں دیا یا انہوں نے صدارت کا شکریہ ادا کرنے کو ایسی بتیں کہہ دیں ہم پروفیسر صاحب کو کہتے ہیں کہ عالم دین کی شان تو بہت بلند ہوتی ہے کسی ادنی طالب علم سے پوچھیں کہ اسداور لیٹ دو متادف لفظ ہیں۔ یہ حقیقت میں متحد ہیں یا مختلف؟ وہ فوراً کہے گا کہ متحداً اگر مختلف ہوں تو متادف کیسے؟ مگر آپ کے عالم دین چودھری صاحب اسلام اور احمدیت کو متادف بھی کہتے ہیں اور مختلف بھی مانتے ہیں۔ اس حال میں آپ ان کو عالم دین بھی کہتے ہیں اور مخالفوں کو بے انصاف کا لقب بھی دیتے ہیں حالانکہ آپ عہدہ صدارت (محل انصاف) پر متمكن ہیں۔ کیا تجھ ہے؟

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کریں گے فریاد  
حیف ہے وہ بھی تیرا چاہنے والا تکلا

(ہفت روزہ اہل حدیث امترس ۱۹۳۵ء مطابق ۲۲ ذی الحجه ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۵ ص ۵-۷)

## شیخ چلی کی یادگار قادیان میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امترسی لکھتے ہیں:

کہتے ہیں شیخ چلی نے تھوڑے سے سرمائے سے ایک دکان جاری کی جس میں شیشیوں کا سامان رکھا۔ جب سارا سامان لگایا گیا تو شیخ صاحب سوچ میں پڑ گئے ذہن مبارک اس نکتے کی طرف متوجہ ہو گیا کہ اس دکان سے دگنا نفع حاصل ہوگا۔ اس نفع سے ہم شادی کریں گے اس سے اولاد پیدا ہوگی بچے آئیں گے پسیہ مانگیں گے ہم ایک دفعہ ان کو دیں گے۔ وہ پھر مانگیں گے، پھر دیں گے۔ جب وہ تیسرا مرتبہ مانگیں گے تو ہم

اس طرح زور سے ان کوٹاگ ماریں گے۔ اتفاق یہ ہوا کہ شیخ صاحب کی ٹاگ سامنے شیشیوں کے سامان پر جا گئی۔ وہ سارے سامان پکھنا چور ہو گیا انا لله وانا الیہ راجعون پڑھ کر خاموش رہ گئے۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ یہی مثال قادیانی میں ہم کو ملتی ہے۔ مرزا غلام احمد کو جب کبھی مشکلات پیش آئیں تو وہ اپنے اتباع کو تسلی دیتے کہ عنقریب تمہاری فتح ہو گی بادشاہ میرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔  
(البشری۔ ج ۲ ص ۲۳)

آج فریباً ستائیں سال آپ کو انتقال کئے ہو گئے مگر ابھی تک وہ مشکلات بحال بلکہ اپنے عروج پر ہیں، لیکن وعدہ ترقی اس سے بھی زیادہ پر جوش ہے۔ خلیفہ قادیانی (مرزا محمود احمد) نے عنقریب مقدمہ مولوی عطاء اللہ شاہ بمقام گوردا سپورا پے مجع میں بتارخ ۲۵ مارچ ایک تقریر کی ہے جس میں مریدین کو بڑی خوبی سے تسلی دی ہے کہ ان مشکلات کی وجہ سے تم کو آخرت میں اتنے بڑے درجے ملیں گے کہ تم اپنی تکلیفوں اور قربانیوں کو ہیچ سمجھو گے۔ بلکہ عنقریب اس دنیا میں تم دیکھو گے کہ حکومتیں تمہاری ہوں گی۔ بادشاہ تمہارے ہوں گے۔  
چنانچہ خلیفہ (مرزا محمود احمد) کے الفاظ یہ ہیں:

مسح موعود (مرزا قادیانی) کی جماعت ترقی کرے گی اور اکناف عالم تک اپنی شاخوں کو پھیلا دے گی۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ خوش ہو کر کہہ گا بتاؤ تو کوئی شخص ہے جو اسے ہلا کسکتا ہو۔ تب وہی آندھیاں جو پہلے اسے جھکا دیتیں، ہلا دیتیں، اور خطرات میں بیٹلا کر دیتیں تھیں، آئیں گی اور یوں گزر جائیں گی کہ پتہ بھی نہیں ہے گا۔  
گویا اس کی مثال اس بیل کی سی ہو گی جس کے متعلق لوگوں نے یہ بات بنائی ہوئی ہے کہ اس کے سینگ پر ایک دفعہ کوئی چھبر بیٹھا، تو تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد کہنے لگا، اگر تم تھک گئے ہو تو میں اڑ جاؤ۔ بیل نے کہا مجھے تو یہ بھی پتہ نہیں کہ تم بیٹھے کب تھے، اڑنے کے متعلق میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ احمدیت کو ایک دن ایسا مضبوط کرے گا کہ حادثات زمانہ کا اسے پتہ ہی نہیں گے گا۔ بے شک وہ ترقی کا زمانہ ہو گا۔ بے شک وہ دنیوی کامیابی کا زمانہ ہو گا۔ بیشک وہ آراموں اور سکھوں کا زمانہ ہو گا۔

مگر اے عزیزو! میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ آج کے دکھوں سے بڑھ کر وہ برکت والا زمانہ نہیں ہو گا۔ اگر آج ایک مومن کو کھڑا کر کے دکھایا جائے کہ ان مصائب کے بدلوں میں جنت میں اس کے لئے کتنے بلند مدارج مقرر

کئے گئے ہیں، کتنی عظیم الشان اخروی ترقیات کا ابدی انعام اسے دیا جانے والا ہے، کتنی عزت اور رفت کا اسے مالک بنایا جانے والا ہے، اور پھر اسے دکھایا جائے کہ دنیا میں احمدیت کس طرح ترقی کرے گی، اسے نظر آئے کہ کس طرح حکومتیں احمدی ہیں، بادشاہ احمدی ہیں، اور لوگ ہاتھ جوڑ کر انہیں سلام کر رہے ہیں، کس طرح احمدیت لوگوں کے قلوب کو فتح کرچکی ہے۔ غرض اس زمانہ کے لوگوں کی دنیوی شان دکھا کر اگر وہ اخروی جزا دکھائی جائے جو موجودہ زمانہ کے مصائب کا نتیجہ ہے، اور پھر پوچھا جائے تم دنیا میں حکومت کے تحت پڑیں گے یا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے لئے ماریں اور گالیاں کھاؤ گے، تو یقیناً وہ حقارت کے ساتھ دنیا کی حکومتوں کو ٹھکرائے گا۔ اور کہے گا: اے میرے خدا مجھے ماریں کھانا اور تیری عزت اور جلال کے لئے تکالیف برداشت کرنا دنیوی انعاموں سے بہت محظوظ ہے۔۔۔ (افضل قادیان ۱۹۳۵ء ص ۵)

مولانا شاء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: اس میں شک نہیں کہ ایک ہوشیار جرنیل جب فوج کو کمزور پاتا ہے، تو بڑی بڑی امنگیں دلا کر ان کو ثابت قدم رکھتا ہے۔ نپولین بوناپارٹ کہا کرتا تھا کہ: اے میرے سپاہیو! دنیا تمہیں دیکھ رہی ہے عنقریب تم فتح پاؤ گے آگے بڑھتے چلو، اسی طرح خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) اپنے اتباع کو قابو رکھتا ہے۔ جو بحیثیت ایک قائد کے ایک اچھا کام کرتا ہے۔ مگر اس میں مذہبی اور روحانی طور پر جتنا حصہ ہے وہ محض خواب و خیال ہے۔ جس طرح بڑے میاں (مرزا غلام احمد) کے وعدے بھکم: ما مواعید ها الا الا با طیل محض خواب و خیال ثابت ہوئے

خواب مرزا: مخلصہ خواب ہائے مرزا قادیانی ایک خواب جو حقیقتاً بیداری میں تھا، مگر واقعہ میں خواب و خیال ہی تھا، یہ ہے :

ایک روز مرزا صاحب اور حکیم نور الدین نماز جمعہ کے وقت شریک جماعت تھے خطبہ جمعہ مولوی محمد حسن امروہی نے پڑھا۔ خطبہ میں (ببودگی مرزا) کہا: اگر اس نبی (مرزا قادیانی) کی طاعت لوگ نہ کریں گے تو انکے ساتھ وہی ہو گا جو عادیوں اور فرعونیوں کے ساتھ ہوا (خبر بدرا ۳ جنوری ۱۹۰۸ء ص ۵) آپ! اس خواب پریشان کی تعبیر کیسی الٹی ظاہر ہوئی۔ بقول مولوی محمد حسن و بتصدق مرزا صاحب قادیانی، فرعونی اور عادی تو آج تک دنیا رہے ہیں مگر مصنوعی موسیٰ اور ہوند خود ہی چل دیا۔ شعر ہذا کے یہی معنی ہیں:

مانگا کریں گے اب سے دعا ہجر یار کی  
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

(ہفت روزہ اہل حدیث امترس ۵۔ اپریل ۱۹۳۵ء مطابق ۲۳ ربیع المکرم ۱۳۵۲ھ جلد ۳۲ ص ۸-۷)

### چندوئی میں مباحثہ

چندوئی میں مرزا نیوں نے حیات صحیح ثابت کرنے کے لئے مسلمانوں کو چلنچ دیا۔ چنانچہ ایک معزز مسلمان کے مکان پر مولوی ابو مسعود قمر بخاری نے حیات صحیح کو زبردست دلائل سے ثابت کر دیا۔ مرزا نیوں کو ختح ندامت ہوئی۔ بعدہ چار روز مسلسل تردید مرزا بیت پر تقریریں ہوتی رہیں۔ ممتاز احمد از چندوئی (ہفت روزہ اہل حدیث ۵۔ اپریل ۱۹۳۵ء مطابق ۲۳ ربیع المکرم ۱۳۵۲ھ ص ۲)

### قصہ وریوال میں مناظرہ

وریوال ضلع امترس میں مرزا نیوں کی تردید کے لئے انجمن اہل حدیث کے طلب کرنے پر خاکسار وہاں گیا۔ ایک جلسہ کر کے مرزا بیت کی حقیقت کو لم نشرح کیا گیا۔ اور دوسرے دن مرزا نیوں کی خواہش پران کے مکان میں ہی قرباً دو گھنٹے صدق و کذب مرزا پر مناظرہ ہوا جس میں وہ بہت ذلیل و خوار ہوئے اور تمام لوگوں پران کی قائمی کھل گئی۔ رقم: محمد عبد اللہ معمار۔ (اہل حدیث ۵۔ اپریل ۱۹۳۵ء ص ۲)

## آخری فیصلے پر میرٹھ میں مباحثہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امترسی فرماتے ہیں:

۱۲ مارچ (۱۹۳۵ء) کو تقریب جلسہ دارالعلوم عربیہ جامع مسجد شہر میرٹھ میں آخری فیصلہ مرزا پر مباحثہ ہوا۔ مقابلے میں اس روز مرزا نیوں کی لاہوری جماعت کے مولوی اختر حسین مبلغ پیش ہوئے۔ لیکن ان کے مشیر مولوی عمر الدین جالندھری معروف شملوی رہے۔

ہم نے سمجھا تھا کہ شملوی صاحب مرزا لٹریچر کے بڑے ماہر ہیں۔ اور کئی دفعہ اس مضمون پر بحث کرنے کی آرزو کرچکے ہیں۔ شاکندا نعامی مباحثہ لوڈہانے کے بعد کوئی مزید معلومات آپ نے حاصل کئے ہوں کیونکہ لوڈہانے کی انعامی رقم تین سو میں مبلغ پچاس روپے آپ کے بھی شامل تھے۔ مگر دوران مباحثہ ہمارا خیال

غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ مباحثہ میں اس طرف کوئی جدت ہم نہیں پائی۔ بلکہ وہی باتیں سنیں جو ۱۹۰۸ء سے آج تک جماعت مرازا یہ پیش کرتی آتی ہے۔ اگر واقعہ کو مخوض کر رائے قائم کریں تو انصاف یہی ہے کہ امت مرازا یہ کو مendum قرار دیا جائے۔ آخر وہ کریں تو کیا کریں۔ ایک بت کو کھڑا کر کے اس کی پوجا کر ا رہے ہیں۔ اب ان کو کہا جاتا ہے فاسلہ لهم ان کانوا ینطقون اس کے جواب میں وہ اس سے زیادہ کیا کہیں گے لقد علمت ما هاء لاء یننطقون

مراضا صاحب کے اعلان کا مختصر مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ: مولوی ثناء اللہ مدحت سے آپ کے پرچ میں میری تکذیب کا سلسلہ جاری ہے اگر میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں تو آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ اگر آپ میری تکذیب میں حق پر نہیں تو مکذبین کی سزا سے آپ نہیں بچیں گے۔ اے خدا میں تیرے قدس کا دامن پکڑ کر عرض کرتا ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فصلہ فرم۔ جو تیری نگاہ میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہلاک کر۔ آمین۔ غلام احمد مسیح موعود۔ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء

اس فیصلے کی قطعیت پر مراضا صاحب نے اعلان کے شروع ہی میں قسم کھائی ہوئی ہے۔ پھر یہ فیصلہ بصورت واقعہ کیوں ظہور پذیر نہ ہوتا۔ بہر حال مباحثہ میرٹھ میں جو کچھ فریق ثانی سے بن آیا وہ انہی کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔ جس کو مولوی عمر دین مذکور نے اپنے اخبار (یقامت صلح لاہور ۲۳ مارچ ۱۹۳۵ء) میں شائع کرایا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

’ ہم نے بتایا کہ دراصل مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ مدوں سے یہ جھگڑا اچلا آرہا تھا کہ وہ مبایلہ کر کے فیصلہ کر لیں۔ مگر مولوی صاحب حیله و بہانہ سے اس تلخ پیالہ کو ٹالنے رہے..... یہاں تک کہ جب انہوں نے ۱۹۰۷ء کے شروع میں مبایلہ پر ذرا سی آمادگی ظاہر کی تو فوراً ان کو مبایلہ کے شکنجہ میں جکڑنے کے لئے ان کا چیخ منظور کر لیا گیا۔ مگر ان کو کہا گیا کہ چونکہ کتاب حقیقت الوجی قرباً چھپ چکی ہے اس لئے ہم اس کتاب کے ہمراہ اپنی طرف سے مبایلہ کا اشتہار شائع کر دیں گے مولوی ثناء اللہ صاحب کو کتاب بھیج دی جائے گی۔ پھر مولوی صاحب کتاب کو اچھی طرح پڑھ لیں اور اگر پھر بھی ان کی تسلی نہ ہو اور وہ مبایلہ کے لئے تیار ہوں تو ہمارے اشتہار مبایلہ کے بال مقابل مبایلہ کا اشتہار دیکر آخری فیصلہ کر لیں۔ مگر اس اعلان کو مولوی صاحب نے

حضرت مزاصاحب کے فرار کے مترادف قرار دے کر شور مچایا کہ لوکرشن قادیانی وہ بھاگا وغیرہ وغیرہ۔  
تب اس ظلم کو دیکھ کر حضرت مزاصاحب نے حقیقتہ الوجی کے ہمراہ اشتہار شائع کرنے کی بجائے ایک علیحدہ  
اشتہار مبایلہ آخری فیصلہ کی غرض سے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع کر دیا۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امترسی فرماتے ہیں کہ شملوی صاحب کی اس عبارت کے سات فقرے  
حسب ذیل ہیں: ۱۔ ۱۹۰۷ء میں میں (ثناء اللہ) نے مبایلہ پر زور دیا۔ ۲۔ مزاصاحب نے میرے چینج منظور کر  
لیا۔ ۳۔ میرے چینج کی منظوری دے کر مبایلہ کرنا (مزاصاحب نے اپنی کتاب) کتاب حقیقتہ الوجی کے شائع  
ہونے تک ملتوی رکھا۔ ۴۔ حقیقتہ الوجی کے ساتھ اپنی (مزاصاحب کی) طرف سے ایک اشتہار مبایلہ دینے کا  
 وعدہ کیا۔ ۵۔ کتاب حقیقتہ الوجی پڑھ لینے کے بعد میرے (ثناء اللہ کے) جوابی اشتہار کا انتظار کرنا بھی ضروری  
قرار دیا۔ ۶۔ میں (ثناء اللہ) نے مزاصاحب کی اس تحریر کو فرار قرار دیا۔ ۷۔ مزاصاحب نے جواشہار حقیقتہ  
الوجی کے ساتھ بغرض مبایلہ دینا تھا میرے ایسا کرنے پر وہی اشتہار بعنوان 'مولوی ثناء اللہ صاحب کے  
ساتھ آخری فیصلہ' ۱۵ اپریل (۱۹۰۷ء) کو شائع کر دیا۔

ان سب فقرات سے (شلوی صاحب کو) یہ نتیجہ نکالنا منظور ہے کہ چونکہ مولوی ثناء اللہ نے اعلان  
آخری فیصلہ کے مقابلے پر منظوری کا اشتہار نہیں دیا تھا لہذا یہ مبایلہ منعقد نہیں تو دلیل بھی نہ ہوا۔

مجھے ان لوگوں پر حرم آتا ہے کہ یہ لوگ مزاصاحب کے فیصلہ حق کو بما تخت آئت کریمہ لید حضورا  
بے الحق مکدر کرنے کے لئے بڑی جدوجہد کرتے رہے ہیں لیکن غور نہیں کرتے کہ جس خدا نے مجھے  
مئی ۱۹۰۸ء میں بروز انتقال مزاصاحب اور اپریل ۱۹۱۲ء میں بمقام لودھانہ بین فتح دی آج بھی وہی میرا  
حافظ و ناصر ہے۔ وہو یتولی الصالحین۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ مولوی عمر الدین مذکور کا یہ  
بیان سراسر غلط ہے۔ نہ مزاصاحب نے ایسا لکھا جوان کی طرف منسوب کیا گیا۔ نہ میں نے ایسا لکھا جو میری  
طرف منسوب کیا گیا۔ مزید لطف یہ ہے کہ میر ٹھیک میں یوقت مباحثہ (شلوی صاحب یا مولوی اختر حسین نے) ایسا کہا  
بھی نہیں۔ تقاضائے صداقت تو یہ تھا کہ شلوی صاحب اس واقعہ کے متعلق مزاصاحب کی اصل عبارت  
ان کے الفاظ میں نقل کرتے۔ پھر بطور نتیجہ جو کچھ چاہتے اس سے اخذ کرتے۔ مگر آپ نے ایسا نہ کیا۔ اس لئے

ہم اصل الفاظ نقل کرتے ہیں تاکہ بانصف ناظرین کو صحیح رائے قائم کرنے کا موقع مل سکے ۔  
 اخبار الحکم میں یہ سرخی دی گئی تھی کہ ’مولوی ثناء اللہ امترسی کا چیلنج منظور کیا گیا ’،  
 اس سرخی کے نیچے اہل حدیث ۱۹۰۷ء کی عبارت نقل کر کے لکھا تھا:

’حضرت اقدس (مرزا صاحب) نے فرمایا کہ یہ مباهله (مولوی ثناء اللہ کے ساتھ) چند روز کے بعد ہو جکہ ہماری کتاب حقیقتہ الوجی چھپ کر شائع ہو جائے ۔ اور امید ہے کہ یہ پھیپھی روز تک انشاء اللہ کتاب شائع ہو جائے گی (۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی) اس کتاب میں ہر قسم کے دلائل سلسلہ حقہ کے ثبوت میں خلاصہ بیان کئے گئے ہیں ۔ اور دو سو سے سو اس میں نشانات بھی لکھے گئے ہیں ۔ یہ کتاب مولوی ثناء اللہ کو بھیج دی جائے گی اور وہ اس کو اول سے آخر تک پڑھ لے ۔ اس کتاب کے ساتھ ایک اشتہار بھی ہماری طرف سے شائع ہو گا جس میں ہم ظاہر کر دیں گے کہ ہم نے مولوی ثناء اللہ کے چیلنج مباهله کو منظور کر لیا اور ہم اول قسم کھاتے ہیں کہ وہ تمام الہامات جو اس کتاب (حقیقتہ الوجی) میں ہم نے درج کئے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں اور اگر یہ ہمارا افترا ہے تو لعنة اللہ علی الکاذبین ، (اخبار الحکم قادیانی ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء ص ۱۹) ۔

اس عبارت میں مرزا صاحب قادیانی نے حقیقتہ الوجی کے ساتھ جواشہار دینا تجویز کیا ہے اس کا مضمون بھی بتادیا ہے جو یہ ہے کہ ’ ہم نے مولوی ثناء اللہ کے چیلنج مباهله کو منظور کر لیا اور ہم اول قسم کھاتے ہیں کہ وہ تمام الہامات جو اس کتاب (حقیقتہ الوجی) میں ہم نے درج کئے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں اور اگر یہ ہمارا افترا ہے تو لعنة اللہ علی الکاذبین ،

اب سنو۔ اشتہار آخری فیصلہ اگر اس مضمون کی عکسی تصویر ہے تو اس میں مرزا غلام احمد صاحب کی قسم اور کتاب حقیقتہ الوجی کا نام اور الہامات کا ذکر دکھادیں ۔

مشی عمر الدین شملوی نے اس غلط پیانی سے بڑھ کر ایک اور غلط پیانی کی ہے ۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: ’ مولوی ( ثناء اللہ ) صاحب کا ایک یہ عذر تھا کہ میں لدھیانہ میں ۳۰۰ روپے انعام اس آخری مباحثہ میں جیت چکا ہوں ۔ اس کے جواب میں کہا گیا کہ سنت صدیق اکبر کے موافق ہم مال کو بڑھا کر پھر

انعامی مباحثہ کرتے ہیں۔ کیا آپ تیار ہیں؟ دس آدمی مسلمانوں میں سے ہم جن کرثالث بنائیں گے اور دس احمدیوں میں سے آپ چن لیں۔ اور ۵ آدمی غیرجانبدار مسلمہ فریقین ہوں گے۔ ان کا فیصلہ جو کثرت رائے سے ہو قول کر لیا جائے۔ مال جس قدر چاہو بڑھا لو۔ نصف ہماری جماعت کا اور نصف آپ کی جماعت کی طرف سے ہو گا (ہماری جماعت سے کیوں؟ کیا صدیق اکبر نے کفار کو ایسا کرنے کو کہا تھا؟) مولوی (شاء اللہ) صاحب نے اس کو ہوا قرار دے کر رد کر دیا اور کہا کہ میں تو مولا نا محمد علی صاحب سے ہی یہ مباحثہ کروں گا۔ دوسرے لفظوں میں مولوی صاحب نے بہانہ سے ہمارے ساتھ انعامی مباحثہ کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن ہم بذریعہ اخبار پھر مولوی صاحب کو مباحثہ کی دعوت دیتے ہیں۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ مولوی صاحب حسب عادت اس تلخ پیالہ کو خاموشی سے یا بہانہ سے ٹال دیں گے، (پیغام صلح لاہور ۲۳ مارچ ۱۹۳۵ء)

(مولانا شاء اللہ فرماتے ہیں) واقعہ یوں ہے کہ میں نے جواب میں کہا تھا کہ اعیان جماعت احمدیہ سے پہلے بمقامِ اودہانہ مباحثہ ہو کر فیصلہ ہو چکا ہے۔ اب اگر ہوتے دونوں گروہوں کے سرداروں میں سے کسی کے ساتھ ہو۔ کیونکہ یہ معاملہ دراصل میرا اور مرزا صاحب متوفی کا ہے۔ میں تو بفضلہ تعالیٰ نفس نفس موجود ہوں مرزا صاحب انتقال کر گئے ہیں۔ اب ان کی جگہ جو گدی نشین ہے مرزا صاحب کی نیابت میں وہی میرے سامنے آنا چاہیے۔ میری اس دلیل کو حاضرین جلسے نے بہت معقول سمجھا۔

ہاں اگر مولوی محمد علی لاہوری یا میاں محمود احمد خلیفہ قادریان سامنے نہیں آ سکتے یا نہیں آتے، اور مولوی عمر الدین یا مولوی اختر حسین وغیرہ کو شوق مباحثہ ہے تو ہم آسان تجویز پیش کرتے ہیں کہ انعامی رقم صرف پانچ سوروپنہ آپ کی طرف سے منظور ہوں گے۔ منصف بھی پانچ پانچ اور تین غیرجانبدار کل تیرہ اشخاص ہوں گے۔ آپ مسلمانوں میں سے جو ہمارے منصف چنیں گے وہ اعیان اہل حدیث سے ہوں گے اور ہم جو چنیں گے وہ جماعت احمدیہ سے ہوں گے۔ تین غیرجانبدار لاہور کے سروں اور مسلم پروفیسروں میں سے ہوں گے۔ مناظر ہماری طرف سے منشی محمد عبداللہ الثالث معمار امرتسری ہوں گے۔ بس اب تو کوئی جست باقی نہیں رہی۔ مقام مباحثہ امرتسری لاہور ہو گا۔ پس ہمت ہے تو آؤ ورنہ مرزا غلام احمد صاحب قادریانی کی طرح منہ چھپا کر یہ کہتے ہوئے سوجاً :

سودا کی جو بالیں پہ ہوا شور قیامت  
خدمام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امترسٹر ۱۹۳۵ء۔ اپریل مطابق ۸ محرم ۱۳۵۲ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۲ ص ۷-۸)

## پادری غلط پنڈت صحیح

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

سید عطاء اللہ صاحب بخاری کے مقدمہ میں مولوی محمد علی صاحب لاہوری امیر جماعت احمدیہ لاہور کی شہادت بھی ہوئی جس کی سرخی اخبار زمین دار اور احسان میں، پادری محمد علی، لکھی گئی۔ ہم نے اس بارے میں بہت غور کیا کہ کوئی وجہ مل جائے جس سے ایک مولوی کو پادری کہا جائے۔ باو جود بہت غور و فکر کے کوئی وجہ سمجھ میں نہ آئی ہاں یہ بات ذہن میں آئی کہ پادری کی بجائے پنڈت محمد علی لکھتے تو ایک مسلم نقلی دلیل ہو سکتی تھی وہ یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب متومنی کی زندگی میں ایک رسالہ منظومہ ہندی قادیانی میں چھپا تھا جس کا نام تھا، کرش اوتار،۔ اس میں مرزا صاحب کے وفادار اصحاب کا ذکر تھا جس میں سب سے اول یا رغار کے حق میں یہ شعر تھا:

پہلے پریم پنچھ جورا نچے نور دین پنڈت وا ہوسا نچے (پہلے جس نے بیعت کی وہ پنڈت نور دین ہیں)

اس شعر میں حکیم نور الدین کو پنڈت کہا گیا ہے مولوی محمد علی چونکہ نور الدین کے شاگرد ہیں اس اصول اور تعلق سے ان کو پنڈت لکھا جاتا تو قادیانی اصطلاح میں جائز ہوتا۔

پنڈت کی وجہ تو مل گئی لیکن پادری کی وجہ نہیں ملی معاصر زمین دار اور احسان کوئی وجہ رکھتے ہوں تو بیان کریں پہلک مٹکور ہوگی (ہفت روزہ اہل حدیث امترسٹر ۱۹۳۵ء۔ اپریل مطابق ۱۵ محرم ۱۳۵۲ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۵ ص ۳)

## الفضل کا اڈیٹر شفہ راوی نہیں

مولانا شاء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: اخبار اہل حدیث امترسٹر ۲۹ مارچ ۱۹۳۵ء میں چودھری ظفر اللہ کی تقریر کی تغایی کرتے ہوئے صدر جلسہ (پروفیسر عبدالقدیر) کے لفاظ منقولہ از الفضل قادیانی کی تردید بھی کی گئی تھی۔

صدر جلسہ کے الفاظ بروایت افضل یہ تھے: چودھری صاحب ایک بہت بڑے عالم دین ہیں، وغیرہ اس کے متعلق پروفیسر صاحب موصوف کا ایک عنایت نامہ آیا ہے جو آپ کے حسب نشاء درج کیا جاتا ہے: مخدومی و مکرمی اسلام علیکم۔ افضل میں میری صدارتی تقریر کا جو ملخص شائع ہوا ہے وہ کئی لحاظ سے ناقص بلکہ غلط ہے میں نے چودھری ظفر اللہ خان کو عالم دین نہیں کہا۔ میں نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے جن میں ہر مذہب و ملت کے لوگ شامل تھے، یہ کہا تھا کہ اس وقت چودھری صاحب ایک اچھے قانون دان، ایک اچھے قانون ساز اور ایک اچھے آئین ساز کی حیثیت سے ہمارے سامنے تھے لیکن آج وہ ایک اچھے عالم کی حیثیت سے ہمارے سامنے جلوہ گر ہو رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ یہ چند سطوراً ہیں حدیث میں شائع فرمادیں گے۔ (سید عبدالقدار اسلامیہ کانٹ لاهور)

نتیجہ صاف ہے کہ اڈیٹر افضل اور اس کا مخبر اوی نہیں ہیں بلکہ باصلاح محمد شین جابر جھنی ہیں۔ باوجود اسکے ہم مانتے ہیں کہ آپ مرزا صاحب کے پکے مرید اور پورے قیعنی ہیں کیونکہ مددوح بھی ادائے روایت میں ایسے ہی تھے کہ ان کی روایت شاذ و نادر صحیح ہوتی تھی۔ مثال کے طور پر ایک واقعہ سنئیں: مولوی غلام دشمنی تصوری اور مولوی اسماعیل علی گدھی کے حق میں مرزا غلام احمد صاحب متوفی نے لکھا ہے کہ: ان دونوں علماء نے دعا کی تھی ہم (علمائے دین اور مرزا) میں سے جھوٹا پہلے مرے۔ آخر اپنی دعا فیصلہ کے مطابق مجھ سے پہلے مرکر جھوٹے ثابت ہوئے۔ (قادیانی اشتہار انعامی پانچ سور و پرس ۷)

ہم دعویی سے کہتے ہیں کہ ان دونوں اہل علم حضرات نے ایسا ہرگز نہیں کہا۔ اگر کوئی احمدی (قادیانی یا لاہوری) یہ دونوں حوالے مرزا صاحب کے الفاظ میں دکھادے تو بعد فیصلہ پروفیسر عبدالقدار صاحب مبلغ پانچ پانچ روپے انعام کے مستحق ہوگا۔

نتیجہ: ہم نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی متوفی کی ہر طرح جانچ پڑتاں کی الہامات میں تو محض خالی پایا، فن تصنیف میں حسب رائے سر سید احمد خان مرحوم خام پایا (آنینہ کمالات اسلام۔ از مرزا قادیانی۔ ص ۱۹۶)۔ فن روایت میں غیر ثقہ پایا جس کی تفصیل ہماری کتاب علم کلام مرزا میں ملتی ہے۔ اس لئے جس احمدی کی بابت ہم کذب بیانی کی شکایت سنتے ہیں تو سمجھ لیتے ہیں کہ یہ قیعنی سنت مرزا ہے بقول:

من تو شد م تو من شدی من تن شد م تو جاں شدی  
 تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری  
 (ہفت روزہ اہل حدیث امرتر ۱۹۳۵ء۔ اپریل ۱۹۳۵ء مطابق ۱۵ محرم ۱۳۵۲ھ جلد ۲۵ نمبر ۵۔ ۸ ص)

## عورت کی علامت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امیرسری فرماتے ہیں:

خبر افضل قادیان راوی ہے کہ مولوی عنایت اللہ آف قادیان نے ایک تقریر کے دوران میں کہا کہ آج تک مرزا یوں کا عورتوں سے معاملہ رہا، مردوں سے اب ہوا ہے (مرا دردوں سے احراری ہیں)۔  
 فاضل اڈیٹر افضل اس سے نتیجہ نکالتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو احراری عورت جانتے ہیں کیونکہ احرار سے پہلے مولوی صاحب ہی سے ہمارا مقابلہ رہا ہے۔ (افضل قادیان ۱۵۔ اپریل ۱۹۳۵ء ص ۳)  
 ہمارے خیال میں اڈیٹر افضل نے مولوی عنایت اللہ کے کلام کا صحیح مطلب نہیں سمجھا مولوی صاحب نے عورتوں سے، مقابلہ نہیں کہا بلکہ، معاملہ، کہا ہے مطلب آپ کا یہ ہو گا کہ آج تک مرزا ی لوگ اقتداء اور اتباع کا معاملہ ایسے شخص (مرزا غلام احمد قادیانی) سے کرتے رہے جو، حیض (تئہ حقیقتہ الوجی۔ ص ۱۲۳)، آنے کی وجہ سے دراصل عورت تھا۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتر ۱۹۔ اپریل ۱۹۳۵ء مطابق ۱۵ محرم ۱۳۵۲ھ جلد ۲۵ نمبر ۵۔ ۵)

## مرہم عسی سے ثبوت مسیحیت

شیخ قاسم علی اور سین پنشن لدھانوی، بہاولپور سے لکھتے ہیں:

ناظرین اخبار اہل حدیث سے تفہیج اوقات کی معانی کا طالب ہو کر عرض پرداز ہوں کہ میرے ایک مرزا ی دوست نے استدعا کی کہ میں مرزا صاحب کی تصانیف کا مطالعہ کیا کروں۔ کتابیں وہ دیں گے۔ چنانچہ ایک کتاب موسومہ: مسیح ہندوستان میں، مجھ کو دی۔ مطالعہ کیا جس میں بحوالہ کتب سیر و طب و کتب بدھ مذہب ثابت کیا گیا ہے کہ مسیح بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش میں جن سے مراد کشمیری و افغانی اقوام ہیں وطن

مالوف سے صعوبت سفر برداشت کر کے سری گلکشمیر پہنچے۔ چنانچہ ایک حدیث کے موفق ۱۲۵ برس عمر پا کر اسی جگہ مدفون ہوئے۔ نیز پنجاب میں بھی تشریف لائے گوتم بدھ سے ملے۔ کہیں یہ لکھا کہ بدھ مسح سے ۵۰۰ برس پیشتر ہوئے اور مسح نے تصانیف بدھ سے فائدہ اٹھایا۔ انجیل کی تعلیم مشابہ بدھ ازام ہے۔ اور کہیں یہ لکھا کہ بدھ نے صحبت مسح سے فائدہ اٹھایا حالانکہ دونوں کا بعد زمانہ ۵۰۰ برس ہے۔ اور یہ بھی لکھا کہ بے پدر پیدائش میں بدھ مشابہ مسح ہے۔ بدھ کا باپ بھی مثل یوسف نجار موجود تھا وغیرہ۔ الخصر

اس پر چند سوالات میں مرزا یوسیوں سے کرتا ہوں۔ شافی جواب ملنے پر بحیثیت خود قدرے قلیل انعام بھی پیش کر سکتا ہوں۔ سوالات یہ ہیں: ممکن ہے کشمیری اور افغانہ بموجب تحقیق مورخین بنی اسرائیل سے ہوں لیکن مسح نے اپنی وطنی قومی تبلیغ کو ادھورا چھوڑ کر کیوں سفر کشمیر اختیار کیا اور اپنی غیر حاضری میں کس حواری کو تبلیغ جاری رکھنے کا کام پر دکیا جیسا کہ موسیٰ نے اپنے برادر ہارون کو سفر کوہ طور میں پیچھے چھوڑا تھا۔

اول قومی تبلیغ مسح نے مکمل نہ کی اور نہ اس کے اجر اکا کام کسی کے سپرد کیا۔ کشمیری اور افغانی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش کی فکر پڑ گئی۔ اس سے مسح پر عدم تعلیل فرض وطنی تبلیغ کا الزام عاید ہوتا ہے۔ کیا بوقت سفر مسح نے قوم کو اپنے سفر کا کوئی نوٹس بھی دیا تھا، یا اندھیری رات میں بھاگ نکلے نعوذ باللہ۔

مسح کی ۱۲۵ اسال عمر والی حدیث کو علماء نے موضوع بتایا ہے۔

مرزا صاحب قادر یانی نے لکھا ہے کہ مسح کی بے پدر پیدائش میں گوتم بدھ اور مسح میں مشابہت تامہ ہے۔ اس نے جناب مسح پنجاب میں بھی تشریف لائے۔

اس کی نسبت اسی قدر لکھنا کافیت کرتا ہے کہ حضرت مریم کو فرشتہ نے بشارت فرزندی تھی۔ کیا والدہ بدھ کے پاس بھی کوئی فرشتہ بشارت لایا تھا؟

ثبت بذمه مرزا یانی

۳۔ بعد صلیب حیات مسح کے ثبوت میں لکھا ہے کہ طب کی متعدد کتابوں میں نسخہ مرہم عیسیٰ ملتا ہے۔ یہ نسخہ مسح کو الہام ہوا اس سے صلیبی زخم مندل ہوئے تھے اس نسخہ کے الہامی الفاظ بزبان مسح کیا ہیں؟ کوئی مرزا ای اطلاع دے۔

اے حضرات! مرہم عیسیٰ کی وجہ تسمیہ تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ مسح کی بابت مشہور ہے کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے تھے، لہذا اعجاز مسیحیانی کے خیال سے کسی حکیم نے نسخہ تجویز کر کے مرہم عیسیٰ نام رکھ دیا۔ لیجئے اخبار اہل حدیث ۲۷ جنوری ۱۹۳۵ء میں اشتہار ہے، مسیحیانی مجبون چھوہا راعنبری، کوئی عقل مند بتلا دے کہ یہ نسخہ بھی مسح نے الہام پا کر تجویز کیا تھا؟

واللہ! مرزاںی دلائل پر ہنسی آتی ہے۔ مرہم عیسیٰ مجوزہ حکیم واقعی تریاق کا اثر اپنے اندر رکھتا ہو گا اس لئے مرہم عیسیٰ نام رکھا گیا، معمولی بات ہے (عیسیٰ ایک حکیم مجوز مرہم کا نام ہے۔ مدیر اہل حدیث امر تسر)

بالآخر مدعا کتاب کی تصنیف کا یہ ہے کہ مسح فوت ہو چکے۔ قبر کشیر میں موجود ہے لہذا آپ حضرت اقدس (مرزا غلام احمد قادریانی) کو خدا نے مسح موعود بنا کر بھیجا ہے تاکہ کسر صلیب کریں۔ افسوس نتیجہ خلاف واقعہ ہے۔ تسلیث پرسی، زنا، شراب بدستور بلکہ ترقی پر ہے محمدی بیگم نکاح میں نہ آئی اور نہ ہی مولوی شناع اللہ صاحب امر تسری اور ڈپٹی عبداللہ آئھم مدت مقررہ میں فوت ہوئے۔ لہذا کہنا پڑتا ہے کہ اونٹ رے اونٹ تیری کوئی کل سیدھی۔ اس لئے کسی حوصلہ مندنے یہ بھی لکھ دیا

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا  
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

(ہفت روزہ اہل حدیث امر تسر ۱۹۔ اپریل ۱۹۳۵ء مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۵ء جلد ۲۵ نمبر ۲۵ ص ۶۵)

## مولوی محمد علی کی شہادت میں قادیانیوں کی رعایت

مولانا شناع اللہ امر تسری لکھتے ہیں: مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور نے بمقدمة مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری گواہی میں جو کچھ کہا اس میں چند نقرات قابل غور ہیں۔ ہم ان نقرات کو پیغام صلح سے پیش کرتے ہیں۔ ۱۔ بعد نبوت محمد یہ مدی نبوت کو (خواہ وہ کسی نوع کی ہو) کذاب یا کافر کہنا جائز ہے۔ ۲۔ مرزاصاحب کو مسح موعود نہ ماننے والے غلطی پر ہیں۔ ۳۔ قادیانی جو مرزاصاحب کو نبی مانتے ہیں غلطی پر ہیں۔

ان تینوں فقروں پر ہماری نظر ہے۔ مدعی نبوت کیوں کافر اور کذاب ہے بقول مولوی صاحب موصوف آیت صریحہ خاتم النبیین کی تکذیب کرتا ہے، بالکل صحیح ہے۔ لیکن جو شخص (بیجاں خود) کسی مدعی نبوت کو نبی مانتا ہے وہ مدعی کی نسبت ڈبل مجرم ہے۔ ایک تو اس نے اجراء نبوت کا اعتقاد رکھا۔

دوم اس نے ایک کاذب و کافر کو صادق مصدق نبی مانا۔ تو کیا اس نے آیت خاتم النبیین کی ڈبل تکذیب نہ کی؟ ضرور تکذیب کی۔ پھر قادیانی کیوں کافرنہ ہوئے؟ حالانکہ آپ ان کو حضن غلطی کہہ کر منکر مرزا اور قائل نبوت مرزا کو حضن غلطی پر یکساں قرار دیتے ہیں حالانکہ منکر مرزا کے پاس اگر کوئی دلیل انکار نہ ہوتی تو ضرور ہے کہ مسح موعود کے نزول کے لئے جو مقامات بزبان رسالت محمد یہ (مشق وغیرہ) مقرر ہوئے ہیں ان میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نہیں آئے لہذا اتنا ہی عذر منکر مرزا کے لئے کافی ہے مگر قائل نبوت مرزا کے لئے رکیک عذر بھی نہیں کیونکہ وہ آیت صریحہ ختم نبوت کے خلاف ہے نیز بقول آپ کے بعد نبوت محمد یہ دعوی یا اعتقاد نبوت تو ہیں رسالت محمد یہ ہے۔

قادیانیوں سے سوال: تمہارے خلیفہ نے انوار خلافت میں لکھا ہے کہ منکر مرزا کافر ہے کیونکہ وہ ایک رسول کی رسالت کا منکر ہے۔ لاہوری افراد نبوت مرزا کے قطعاً منکر ہیں بلکہ مدعی نبوت کو کافر کہتے ہیں۔ پھر یہ کافر ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جروا

لاہوریوں سے خطاب: قادیانی ایک غیر نبی کو نبی مانتے ہیں اور اجراء نبوت کے دعوی دار ہیں۔ بتائیے یہ لوگ کافر ہیں یا نہیں؟ بغیر لحاظ کے ایمان سے بتانا: ایمان کی بتاؤ ایمان ہے تو سب کچھ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتر ۲۶۔ اپریل ۱۹۳۵ء مطابق ۲۱ محرم ۱۳۵۳ھ جلد ۲۲ نمبر ۲۶ ص ۷)

## قادیانی خلیفہ باب کی جگہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسرؒ فرماتے ہیں:

بڑے مرزا صاحب متوفی نے درشین کے ایک شعر میں اپنا مقام بتایا ہے:

کربلا نیست سیر ہر آنم  
صد حسین است در گریانم

(یعنی میں ہر وقت کربلا کی سیر کر رہا ہوں یعنی سخت مصائب میں ہوں۔ امام حسین جیسے سو میرے جیب میں ہیں)

اس شعر میں مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے آپ کو کربلا میں دکھایا ہے۔ تم حیران تھے کہ والد ماجد تو کربلا میں زندگی بسر کرتا ہے، مگر ولد (خلیفہ) قصر خلافت میں رہتے ہیں۔ ایں چہ بوجھی است۔ حسن اتفاق سے احرار کی تحریک شروع ہوئی جس کا نتیجہ فوجداری مقدمہ ہوا۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک امور اہل قادیان کے حق میں تکلیف دہ ظہور پذیر ہوئے تو ایک روز خلیفہ قادیان نے کھللفظوں میں کہہ دیا کہ احرار نے قادیان کو ہمارے لئے کربلا بنارکھا ہے۔ (افضل ۹۔ اپریل ۱۹۳۵ء)

ہم اس مشابہت ولد اور والد پر اہل قادیان کو مبارک باد کہتے ہیں پھر ان کو مشورہ دیتے ہیں کہ احرار کا شکر یاد کریں جنکی وجہ سے ولد کو والد اور امت کو نیچی سارتبہ ملا ہے

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد  
خیر مایہ دکان شیشه گر سنگ است

ہمارا گلہ بجا ہے کہ بقول خلیفہ صاحب قادیان کر بلہ ہو جانے کی وجہ سے اب دارالامان والامان نہ رہا جس کی باہر اخبار الحکم قادیان میں لکھا جاتا ہے

چہ گوئم با تو گر آئی چہا در قادیان بنی  
دوا بنی و شفا بنی غرض دار الاماں بنی  
اب تو بقول خلیفہ قادیان (محمود) کی حالت مبدل ہو کر اس شعر کی مصدق ہو گئی ہے:

چہ گوئم با تو گر آئی چہا در قادیان بنی  
وبا بنی خزان بنی غرض دار الزیان بنی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶۔ اپریل ۱۹۳۵ء ۲۱ محرم ۱۳۵۷ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۶ ص ۷)

## جلسہ انجمن حمایت اسلام میں قادریانی برکت

مولانا شاء اللہ فرماتے ہیں: انجمن حمایت اسلام لا ہور کا جلسہ ہمیشہ امن و امان سے ہوتا تھا کیونکہ اس میں اسلام کے امور عامہ پر تقریریں ہوتی تھیں۔ مگر اس دفعہ پروگرام میں خلاف معمول مضامین مخصوصہ پر تقریریں بھی درج تھیں، مثلاً ختم نبوت وغیرہ۔

ہم جانتے ہیں کہ مسئلہ ختم نبوت بھی اسلام کے امور عامہ میں سے ہے مگر چونکہ پنجاب میں فرقہ قادریانی ختم نبوت کا قائل نہیں اس لئے لازم تھا کہ تقریر میں اس فریق کا ذکر کریا اشارہ ہوتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خیر یہ تو ایک معمولی بات تھی جو آئی گئی ہو گئی۔ خاص قابل ذکر بات جو ہوئی وہ یہ ہوئی ہے کہ امت قادریانی کے جلانے سے جلے ہوئے مسلمانوں نے آوازے کئے شروع کر دیئے کہ واسراء کی ایگزیکٹو کونسل میں چودھری ظفراللہ احمدی کے ممبر ہونے کے خلاف جلسہ انجمن میں ریزو لیوشن پاس کیا جائے لیکن کارکنان انجمن مذکور اپنے اصول کے ماتحت اس سے انکاری رہے حاضرین جلسہ (مسلمانوں) کا جم غیر اس پر مصروف تھا۔ ۲۲۔ اپریل کو بعد دو پہر مغرب تک جلسے میں شورمحشر رہا آخر کار وہی ہوا کہ ظفر علی خال صاحب سٹچ پر آئے ان سے تقریر... ریزو لیوشن پاس کرالیا۔ کیا۔ یہ ریزو لیوشن انجمن کا ہو گا یا پیلک کا؟ اس کی فیصلہ انجمن کی رویداد کرے گی۔ یہ تو ہے ایک واقعہ جس پر ہم کو تین طرح سے افسوس ہے: ۱۔ ایک یہ کہ انجمن حمایت اسلام نے اس دفعہ بیرون پنجاب سے بڑے بڑے معززین کو بلا یا تھا ان کے سامنے ایسی بد مرگی موجب دل شکنی اور بے رعنی بلکہ بد نامی کا موجب ہے۔ ۲۔ اس ہڑبوگ میں لازم ہے کہ چندہ میں بھی کمی ہوئی ہوئی ہو۔ ۳۔ تیسرا بڑی بھاری وجہ افسوس کی یہ ہے کہ مرزا قادریانی کی ایک پیش گوئی غلط ہو گئی جس کے افاظ ممع تشریح یہ ہیں:

لا نبقي لك من المخزيات شيئاً (الوصیت) (خدافرتا ہے (اے مرزا) تیری برائی اور نہ مرت کرنے والی چیزیں ہم اس طرح حوکر دیں گے کہ ان میں سے کوئی چیز باقی نہ رہے گی)

ہم حیران ہیں کہ چودھری ظفراللہ خاں اس اعلیٰ عہدے پر پہنچے ہیں جس کی بابت ان کے حامی کہتے

ہیں کہ وہ اپنی لیاقت سے اس عہدہ کے مستحق ہیں مگر مسلمان ان کو اس عہدے پر دیکھنا نہیں چاہتے۔ کیوں؟  
محض اس لئے کہ وہ مرزا صاحب کے رائخ مرید ہیں بالفاظ دیگر مرزا صاحب کی مخزیات یہاں تک متعدد  
ہیں کہ ان سے گذر کر چودھری ظفراللہ خاں تک بھی پہنچ رہی ہیں۔ ایک شے یہاں تو بہت سی اشیاء ہیں جن کا اثر  
موجود ہے حالانکہ مرزا صاحب کو دنیا چھوٹے ہوئے ہوئے ۲۷ سال ہونے کو ہیں مگر یہ پیش گوئی ہنوز معلق ہے جس  
طرح آسمانی مکتوحہ کے نکاح والی پیش گوئی ہنوز انتظاری کمرے میں جس کی یاد میں مرزا صاحب یہ شعر پڑھتے  
چلے گئے:

وصال یار میر ہو کس طرح ضامن  
ہمیشہ گھات میں رہتا ہے آسمان صیاد  
بہر حال قومی حیثیت سے یہ واقعہ موجب افسوس ہے۔ لیکن:  
اب پچھتا وے کیا ہو وہ۔ جب چڑیاں چک گئیں کھیت  
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۳ھ جلد ۲۲ نمبر ۲۷ ص ۷-۸)

## کب امر زائی عیسائی ہیں؟

(ایک مخفی راز کا اکشاف)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں:

رسالہ المائدہ (سچی) نے ایک راز کا اکشاف کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:  
اس کی کیا وجہ ہے کہ اہل اسلام مرزا بیت کو میسیحیت، اس کے اما موالوں کو پادری اور پیر و والوں کو عیسائی اور تمام  
جماعت احمدیہ (لاہوری و قادری و دنوں فریقوں) کو مسیحی امت کہتے ہیں؟ جواب یہ ہے کہ آج تک مسلمان یہ مانتے  
رہے کہ حضرت عیسیٰ کو یہودیوں نے صلیب نہیں دی، مگر مرزا جی کہتے ہیں کہ ان کو یہودیوں نے مصلوب کیا اور  
یہ سمجھ کر دفن بھی کر دیا کہ وہ مر گئے مگر دراصل صلیب پر مرے نہ تھے بلکہ مردہ سا ہو گئے تھے۔ یعنی مسیحیوں کا سارا  
عقیدہ مان گئے۔ صرف، ساء کی کسر رہ گئی۔ اب ہمیں مسلمانوں کو یہ مanova اہل ہو گیا کہ حضرت مسیح مصلوب ہو

گئے۔ اور اسی پر تمام دین مسیحی کا دار و مدار ہے کیونکہ پولوس رسول فرماتے ہیں کہ؛ اگر مسیح مصلوب نہیں ہوا تو تمہارا ایمان بے فائدہ ہے،، ۲۰۲ کروڑ مسلمانان عالم کو مسیح کی مصلوبیت منوانے والے، پنجابی نبی، خدا جانے کس منہ سے کہتے پھرے کہ میرے دم سے عیسائیت کا نام و نشان مت جائیگا۔ (المائدہ لاہور مارچ ۱۹۳۵ء ص ۲)

۱۹۔ اپریل کے اہل حدیث میں مولوی محمد علی لاہوری کیلئے بجائے پادری کے پنڈت کا ثبوت دیا تو المائدہ کے اڈیٹر نے ایک خط کے ذریعہ ہم پر اظہار خفگی فرمایا اور لکھا ہے:

ہم ہیں اصلی مسیح کے ماننے والے اصلی مسیحی۔ اور الفصلی، اور پیغامی ہیں نقیٰ و جعلی مسیح موعود کے پیرو  
یعنی نقیٰ و فرضی مسیحی۔ ہم اپنے اماموں کو ہادری کہتے ہیں اس لئے ماری ممتازت سے انہیں بھی پادری  
کہنا اور پادری کہلانا ضروری ہے۔ خدا جانے آپ کو مسیحیوں سے کیا ضد ہے کہ ان کے اماموں کو  
پنڈت بنانا کر آریہ دھرم پر احسان کرنا چاہتے ہیں (ایم کے خان مدیر المائدہ۔ لاہور)

جناب من! ہم کون ہیں کہ دو قربیوں میں جدائی ڈالیں۔ مگر آپ کو معلوم بھی ہے کہ مرزا مسیحیوں  
سے کیا رشتہ گا نہیں ہے۔ وہ رشتہ بہت قابل لحاظ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ، محمدی بیگم، جس سے مرزا صاحب قادریانی  
کا آسمان پر نکاح ہوا تھا اس سے مراد عیسائی قوم ہے جو مرزا صاحب کے دلائل قاہرہ کے سامنے مغلوب ہو کر  
محمدی نہ ہب (اسلام) میں داخل ہو کر محمدی بیگم بن چکی ہے۔ ڈاکٹر بشارت احمد کے لکھتے ہیں:

حضرت مسیح موعود (مرزا) نے بڑا ازور اس آسمانی نکاح پر دیا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ ہمارے ان پیش نظر الہامات کی  
بانا پر تو تھا نہیں۔ اس کے علاوہ کچھ اور دکھایا گیا ہوگا۔ سو ظاہر ہے کہ وہ آسمانی نکاح کسی شخصیت کے ساتھ نہ تھا  
 بلکہ اس حقیقت کے ساتھ تھا جو محمدی بیگم کے نام کے اندر مضمونی اور مامور من اللہ کی شان کا تقاضا بھی یہی  
 ہے کہ اس کا نکاح آسمان پر اگر کسی سے ہو گا تو وہ روحانی ہو گا اور کسی امت یا قوم سے ہو گا، ایک معمولی عورت  
 سے نہیں ہو سکتا۔ صحیح تعبیر کی طرف اس وقت ذہن منتقل نہ ہوا تو نہ ہو۔ آج واقعات حقیقت کو ظاہر کر رہے ہیں۔  
 ہم ہر روز اسی دولہ کی برات کو یورپ اور امریکہ میں چڑھتے دیکھتے ہیں ایسی اعلیٰ شان کی محمدی بیگم کی تزویج  
 جس خوش قسمت کے ساتھ ہوا سے مطالبہ کرنا کہ فلاں عورت سے نکاح کیوں نہ ہوا (حالانکہ وہ مشروط بشرائطا  
 تھا۔ ثناء اللہ امری ویسا ہی ہے جیسے کسی کو کوئی سلطنت مل جائے اور لوگ اس سے مطالبہ کریں کہ تم نے تو کہا تھا

ہمیں ایک گھوڑا ملے گا وہ تو نہ ملا حالانکہ اس بڑے انعام کے سامنے ادنیٰ انعامات کوئی حقیقت نہیں رکھتے بلکہ اسی کے ضمن میں آ جاتے ہیں۔

پس محمدی بیگم سے مراد وہی حقیقت ہے جو اس نام میں مضمرا ہے اور یہ آسمانی نکاح ازد سے مقدر تھا جس کا اشارہ قرآن کریم میں تھا جس کی پیش گوئی حدیث میں تھی اور جسکے متعلق خود مسیح موعود (مرزا) فرماتے ہیں:

چوں مرا نورے پے قوم مسیکی دادہ اند  
مصلحت را ابن مریم نام من نہادہ اند

اور یہی وہ محمدی بیگم ہے جس سے یتزوج و یولد لہ کے ماتحت معلوم ہوتا ہے کہ عالم کباب نے پیدا ہونا ہے یعنی مسیکی قوموں میں سے جو لوگ مسلمان ہوں گے، ان میں فیضانِ محمدی اور تعلق روحانی مسیح موعود سے اللہ تعالیٰ کسی عظیم الشان انسان کو پیدا کرے گا۔ اخ (پیغام صلح لاہور۔ جولائی ۱۹۲۳ء ص ۲۳)

ہم تو اس رشتے سے خوش ہیں اور اس خوشی میں فریقین کو خصوصاً لہن والوں کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ عیسائیو! مرزا کی دامادی کی نسبت کیا کہتے ہو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امترس ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۷ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۸ ص ۸)

## مرزا جی کا کھیت پک رہا ہے

جناب مولوی عبداللہ صاحب<sup>ؒ</sup> ثانی لکھتے ہیں: دنیا میں ہر شخص جو بیج بوانے براہو یا بھلا، اس کا شمرہ اسے ضرور ملتا ہے۔ مرزا جی قادیانی نے دنیا میں آ کر سب سے بڑی اسلامی خدمت یہ کی کہ اسلامی گلزار میں دھتو رے کا بیج کثرت سے بولا۔ یعنی جھوٹی نبوت کے زینے کا دروازہ کھول گئے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: یہ انتشار نورانیت اس حد تک ہو گا کہ عورتوں کو کبھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے اور عوامِ الناس روح القدس سے بولیں گے۔ (ضرورۃ الامام۔ ص ۵)

آج اس بیج کے پودے جا بجا طاہر ہو رہے ہیں۔ اگر قادیانی میں کابلی صاحبِ مدئی ہیں، تو ابراہیم نامی ضلع بگام میں دعوے دار ہے۔ گناچور میں مرزا جی کی نبوت کا ظہور ہے، تو ایک طرف چنگا بنتیاں ضلع

راولپنڈی میں مولوی فضل صاحب نبوت کے مارچ طے کر رہا ہے۔ سردست ہمارے سامنے فضل صاحب کے نو شتر رسائل پیغام حق نمبر ۸، ۵، ۴، ۳ ایں اس کا دعویٰ ہے کہ خدا نے اس غریب بندہ (فضل) کو مکالمہ کا شرف بخشنا ہے۔ (پیغام حق ص ۳ نمبر ۸)

اس میں ہمارے قول کی تائید بھی ہے کہ اس خراب بیج کو بونے والے مرزا صاحب آنجمانی تھے

- چنانچہ فضل صاحب نے مزاجی کی الہامی عبارت نقل کی ہے:

تم خدا کے ہاتھ کا نیچ ہو جوز میں میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بڑھے گا اور ہر ایک طرف سے اسکی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا۔ (پیغمبر نبیر حصہ ۸)

مدعی مذکور مرزا صاحب کی طرح قرآنی آیات میں بھی تصرف کرتا ہے چنانچہ لکھتا ہے:  
ولقد آتینا داؤد منا فضلًا ہم نے اپنے ازلی علم میں اپنی طرف سے داؤد شانی مہبدی قادیانی کو اس کی باقی عمروں کے خزانے جمع رکھنے کے لئے ایک بڑھی ہوئی اونچی شاخ مسمی فضل عطا کرنا مقرر کر رکھا ہے۔

( پیغام حق نمبر ۸ ص ۵ )

آج سے قبل قرآن کے ترجمے سب غلط ہیں:

مدعی مذکور کا دعویٰ ہے کہ خدا تعالیٰ میری طرف الہام کرتا ہے:

ہم تجھ کو لوگوں کا معلم بنانے کے لئے ہیں تیرہ سو سال میں جوت جمع لکھے گئے ہیں ان میں ایک بھی صحیح نہیں ان میں سے کوئی بھی قابل اعتبار نہیں یہی حال تفسیر یا ان القرآن مولفہ مولوی محمد علی لاہوری کیے اور ہماری قادریہ جماعت احمدیہ کے ترجمان القرآن انگریزی زیر طبع کے بارہ میں خدا کا حکم یہ ہے: خدا نے فرمایا وہ خدا کی کتاب کو بگاڑ کر لوگوں کے آگے پیش کرنا چاہتے تھے۔ ان کو حکم نہیں تھا کہ تفسیر لکھیں۔ (یغام حق نمبر ۱۴ص)

آخر میں مدعا نے خدا سے الہام پا کر لکھا ہے: انجمن احمد رہ کے ممبر ہو شار ہو جائیں۔ (ص ۵ نمبر ۵۲ کور)

بھاگے بھاگے آئے ہیں خدا خیر کرے

(هفت روزه ایل حدیث امر ترس می‌گیرد ۲۸ مطابق محرم ۱۳۵۳ چند نمبر ۲۷-۸-۹)

## مولوی عطا اللہ شاہ کے مقدمہ کا فیصلہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ناشاء اللہ امیر تری<sup>ؒ</sup> لکھتے ہیں: آخر وہ دن آگیا کہ ہم یہ لکھنے لگے ہیں کہ اس تاریخی مقدمہ کا فیصلہ ہو گیا جو سرکار کی طرف سے مولوی عطا اللہ شاہ صاحب بخاری پر اس تقریر کی وجہ سے چلا یا گیا تھا جو انہوں نے احرار کانفرنس قادیانی کی صدارت کے موقع پر کی تھی۔

حکومت نے اس تقریر پر دفعہ ۱۵۳۔ الف کے ماتحت مقدمہ چلا یا جس کا خاتمه ملزم کی چھ ماہ سزا یابی پر ہوا۔ ناظرین جی ان ہوں گے کہ اتنی دیر اس مقدمہ میں کیوں لگی۔ مگر ہم سمجھتے ہیں کہ بہت جلد ختم ہوا، کیونکہ ایسے مقدمات اپنے اندر بہت الجھنیں رکھا کرتے ہیں ۱۹۰۳ء میں مولوی کرم الدین چھلمی اور مرزا صاحب قادیانی کے مابین ایک مقدمہ اسی ضلع گورا سپور میں چلا تھا جس میں عربی زبان کے چار لفظوں کے معنی بتانے کے لئے میری شہادت ہوئی تھی۔ صرف اتنے کام کے لئے قریباً ایک سال تک مجھ پر جرح ہوتی رہی تھی۔ جرح کرنے والے دوز بر دست وکیل خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی حال امیر جماعت احمدیہ لا ہو رہے۔

شاہ صاحب پر جس دفعہ کے ماتحت مقدمہ چلا یا گیا ہے اسکے الفاظ یہ ہیں:  
 جو شخص بذریعہ الفاظ جو بولے گئے یا لکھے گئے ہوں یا بذریعہ اشارت یا نقش محسوسات العین کے یا اور طرح پر خیالات نفاق یا نفرت کے رعایا کی مختلف جماعتوں میں بڑھائے یا بڑھانے کا اقدام کرے اس کو بزر اقید کی ہو جس کی میعاد دو سال تک ہو سکتی ہے (دفعہ ۱۵۳۔ الف۔ تعیرات ہند)  
 اس دفعہ کو مع دوسری دفعات کے گھری نظر اور اصول محدث کے ماتحت دیکھا جائے تو اس کے معنی یہ سمجھ میں آتے ہیں کہ جو کوئی اپنی طرف سے کوئی بات افتراء کر کے کسی فریق کے ذمہ لگائے جس سے دو گروہوں میں نفرت پھیلے، اس سے یہ مطلب نہیں کہ کوئی شخص کسی مصنف یا اخبار کے اڈیٹر کے شائع کردہ غلط خیالات کو رفاه عام کے لئے ظاہر کرے جن کے سننے سے لوگ اس سے اور اس کے حامیوں سے نفرت کریں

تو وہ بھی اس دفعہ کے نیچے آ جائیں مثال کے طور پر ہم دو تین واقعات پیش کرتے ہیں۔۔۔ نے کتاب رنگیلا رسول لکھی تھی جس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی عیسایوں نے کتاب امہات المؤمنین لکھی جس سے مسلمان رنجیدہ ہوئے۔ مرزا صاحب قادیانی نے ناول نیوگ لکھی جس پر آریوں نے اظہار رنج کیا۔ ان مصنفوں اور اور ان کے حامیوں سے دوسری قوم کے دل دکھان میں نفرت پیدا ہوتی اور بڑھی۔ اور اس نفرت کا اظہار تقریروں اور تحریریوں میں کیا گیا۔ اب قانونی نقطہ نگاہ سے یہ دیکھنا ہے کہ دفعہ ۱۵۳۔ الف کے تحت کون آ سکتا ہے اصل مصنف رنج پیدا کرنے والا یا اس رنج پر چیخ و پاک رکنے والا۔

دوسری طرح سے: ایک شخص کے ہاں چور آجائے کہ مال لے جائے یا اس کو اٹھائے ماںک مکان شور مچائے اس پر چور اپنی ہتک عزت کا دعویٰ کرے تو چل سکتا ہے؟ قانون کی نگاہ اول فعل پر ہوتی ہے۔ چور نے خود کام کیا۔ اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ ماںک مکان اپنی حفاظت کے لئے چیخ پاک رکرے۔ نہ صرف ہماری بلکہ ہر ایک اعلیٰ وادنی معدالت سے واقف کار کی یہی رائے ہو گی کہ چور کا دعویٰ ہتک عزت بالکل اس کے مشابہ ہے جو شارع عام میں الف ننگا جا رہا ہے لوگ اس پر ہنتے ہیں اور اس کو پاگل کہتے ہیں وہ دفعہ ۳۹۹ کے ماتحت اس کو لائیبل کیس بناتا ہے۔

اس موقع پر دفعہ (۳۹۹) کا مستثنی نمبر ۶ کا ذکر کرنا بھی ہمارے نزد دیک تشریع کرنے میں مفید ہو گا دفعہ ۳۹۹ ہتک عزت کی تعریف میں ہے مگر اس میں چند مستثنیات ہیں جن پر ہتک عزت کا مقدمہ نہیں چل سکتا۔ مستثنی نمبر ۶۔ نیک نیتی سے کسی رائے کا اظہار کرنا کسی عمل کے حسن و فتح کی نسبت جسکو کسی عمل کرنے والے نے عامہ خلاق کی رائے پر چھوڑا ہو عمل کرنے والی کی عادات و صفات کی نسبت جہاں تک کہ وہ عادات و صفات اس عمل سے ظاہر ہوتی ہوں نہ اس سے زیادہ۔ ازالہ حیثیت عرفی نہیں۔

اس کی مثال: کوئی مصنف کتاب لکھے اس کی نسبت محض تصنیف کے دائرے میں کہا جاسکتا ہے کہ اس نے دھوکہ دیا فریب کیا جھوٹ بولا وغیرہ۔ یا کوئی پیر یا ہر اپنی طرف بلاۓ تو پبلک کے فائدے کیلئے اس کی ہر حرکت و سکون پر جو اس کی پارسائی سے تعلق رکھتی ہوں ہم جرح قدح کر سکتے ہیں واقعات سے اس کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں آریوں کے گورو سوامی دیانند کی سوانح عمریاں دیوسماجیوں اور جین دھرم والوں نے جو

لکھی ہیں ان کو دیکھنے سے حیرت ہوتی ہے کہ کوئی برائی دنیا کی نہیں جو سوامی جی میں ثابت نہ کی ہو یہاں تک کہ ان کے حسب نسب کی بھی بری طرح چھا بین کی ہے۔ کیا حکومت نے ان مصنفوں پر مقدمات چلائے؟ نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ ایک ریفارمر پرنکتہ چینی تھی جو لوگوں کو اپنی طرف بلا تھا اس لئے پہل کا حق تھا کہ اس کی ہر حرکت و سکون کو جانچ۔

مزید تشریح۔ مرز اصحاب قادیانی نے اس استشنا کو اتنا وسیع کیا تھا کہ ایک ایسے بزرگ پر لعن طعن کرتے رہے جونہ ان کے سامنے تھا نہ اس نے ان کو اپنی طرف بلا یا تھا یعنی حضرت مسیح کے حق میں لکھا تھا:  
مسیح کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پئو شرابی۔ نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار۔ خود بین خدائی کا دعویٰ  
کرنے والا (مکتوبات احمد یخ ۳۲-۳۳ ص ۲۲)

ان وجوہات سے دفعہ ۱۵۳۔ الف کی تشریح یہ ہوتی ہے کہ بادشاہ کی رعایا میں سے دو گروہوں میں بے وجہ اور بے ثبوت منافر ت پھیلانے والے کے لئے یہ سزا ہے  
اس کی مثال: ایک شخص وعظ کہے کہ وہاں یوں کا خدا جھوٹ بولتا ہے وہاںی انبیاء و اولیاء کی تو ہیں کرتے ہیں، پھوپھی سے نکاح جائز مانتے ہیں، وغیرہ جس سے سننے والوں میں وہاں یوں کے حق میں نفرت پیدا ہو۔ لیکن جو شخص ایسی بات کہے جو اس فرقے کے علماء نے لکھی ہو تو پھر وہ اعطا اس دفعے کے ماتحت نہیں آنا چاہیے۔  
مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب کی تقریر کو ہم نے جہاں تک اخباروں میں دیکھا ہے ہمارے خیال میں قسم دوم میں شامل ہے۔ چنانچہ مسل میں اور کیل کی بحث میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔

حکومت کی پوزیشن بھی اس مقدمہ میں عجیب قابلِ رحم ہے۔ ہر فریق حکومت کا شاکی ہے۔ بظاہر یہ سمجھا جاتا تھا کہ مقدمہ میں تکلیف مخالفین مرزا سیہ کو ہوئی اس لئے احمد یہ جماعت حکومت کی شکرگزار ہو گی کہ شاہ صاحب کو مزادرے کر ان کا بدلہ لیا گیا ہے مگر، واقعہ، اس کی تردید کرتا ہے کیونکہ اخبار الغضل قادیانی نے صاف صاف لکھ دیا کہ:

ہم مقدمہ کی ابتداء سے ہی یہ محسوس کر رہے ہیں کہ یہ مقدمہ عطاء اللہ شاہ کے خلاف نہیں بلکہ جماعت احمد یہ کخلاف چلایا گیا۔ (الفصل قادیانی ۲۶۔ اپریل ۱۹۳۵ء ص ۱)

دوسری احرار کا آرگن، زمین دار، (۲۸۔ اپریل ۱۹۳۵ء) لکھتا ہے:

عطاء اللہ شاہ صاحب کی سزا یابی نے حکومت ہند کی مرزا بیت نوازی کا ایک تازہ ثبوت دیا ہے۔

حکومت دونوں سنتی ہے اور واقعات کی رفتار کو بھی بڑے غور سے دیکھ رہی ہے وہ یہ بھی اندازہ کر رہی ہو گی کہ مولوی عطاء اللہ شاہ کی تقریر سے جونفرت میں الفریقین پیدا ہوئی ہے وہ اس نفرت سے بہت کم ہے جو مقدمہ کے اجراء سے ہوئی ہے جس کی مرکب خود حکومت ہے اس لئے اس کا اعلان بھی وہ سوچ رہی ہو گی جس کے ظہور کا زمانہ شاید جلد ہی آجائے۔

(ہفت روزہ الحدیث امر تسلی ۳۵۱ء مطابق ۱۳۵۳ھ جلد ۲۷ نمبر ۲۷ ص ۱۵-۱۶)

## حرامزادے کی رسی دراز

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امر تسلی فرماتے ہیں:

دوباتوں کو ہم برابر متوازی دیکھتے ہیں۔ مرزا یوں کا پرو پیگنڈہ اور ہمارے مسلمان بھائیوں کا نیسان۔ یہ بھول جاتے ہیں اور وہ اپنا کام کئے جاتے ہیں۔

عرصہ ہوا بڑے مرزا صاحب قادیانی نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو جب اعلان کیا تھا، مولیٰ ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ۔ یہ فیصلہ بذریعہ دعا خدا سے چاہا تھا کہ ہم (مرزا قادیانی و ثناء اللہ) میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مر جائے۔

جب وہ اس دعا کے مطابق انتقال کر گئے، تو مرزا یوں نے بجائے توبہ کرنے کے میشہور کیا کہ مولوی ثناء اللہ نے خود لکھا تھا کہ حرامزادے کی رسی دراز ہوتی ہے، چنانچہ اس قول کے مطابق وہ زندہ رہا۔ مرزا یوں کے پھندے میں کچھ نہیں کرایک شیعہ نے بھی اس فقرہ کو شائع کر کے نتیجہ مکدوہ بن کالا۔ حسب مصلحت وقت میں نے اس پروفیڈری استغاثہ دائر کیا۔ سناؤ کوہ قادیان گیا مگر اس فقرے کی تلاش میں کامیاب نہ ہوا آخر اس نے معافی مانگی جو حسب مصلحت دی گئی۔ مگر اس پر بھی مرزا یوں کا پرو پیگنڈہ جاری

ربا۔ آخر کار ادھر سے بھی اس فقرہ کا ختی میں مطالعہ ہوا، تو قادیانی کے جلسہ سالانہ میں ان کو کہنا پڑا، حرامزادے کی رسی دراز والا اشتہار مولوی شاء اللہ کا نہ تھا، یہ اعلان قادیانی کے سرکاری گزٹ اخبار انفضل مورخہ ۶ جنوری ۱۹۲۱ء میں درج ہے۔ چاہیے یہ تھا کہ اب کوئی مرزاںی اس کا نام نہ لیتا لیکن مرزاںی اور خاموشی: ضدان مفتر قان ای تفرقہ - مرزاںی اپنے پروپیگنڈہ میں لگے رہے۔ ہم اس امر میں اور اس جیسے دوسرے امور میں مرزاںیوں کو پختہ کا رپاتے ہیں مگر اپنے دوستوں کو کمزور۔ اور اس کا ثبوت بھی ایک حدیث میں ملتا ہے المون غر کریم و المناق خب لئیم -

ہمارے دوست بجائے اس کے کہ ان مرزاںیوں کو جو ہماری نسبت یہ کلمہ منسوب کرتے ہیں اس کا ثبوت پوچھیں، ہم سے اس کی بابت دریافت کرتے ہیں کہ کیا آپ نے ایسا (نامہذب) فقرہ کہا تھا؟ آج کانوٹ ایسے دوستوں کے لئے لکھا گیا ہے۔ وہ یقین کریں کہ ایسا بازاری فقرہ میرے قلم سے نہ نکلا، نہ نکل سکتا ہے۔ انفضل کی تاریخ یاد رکھیں وقت پر دشمن کو قائل کیا کریں: تاسیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد (ہفت روزہ اہل حدیث امرتر ۴۰۵۱ء مطابق ۱۳۵۷ھ صفحہ ۲۸ جلد ۳۲ نمبر ۵-۲)

## مولانا شاء اللہ صاحب گھبرا گئے

(مرزاںی میدان میں کو دے)

جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب ثانی امرتری لکھتے ہیں: مرزاںی امت کے افراد اپنی مدح سرائی میں سرگرم رہتے ہیں ان کو اسلامی خدمت کے پرده میں اپنی سرگرمی ملحوظ رکھتے ہیں اور اُب - ۳۱ مارچ کیم اپریل ۱۹۳۵ء کو بدوملی میں آریہ اور عیساںیوں کے جلسے ہوئے جس میں دو تین مناظرے بھی ہوئے۔

پیغام صلح لا ہوری جماعت کا آرگن وہاں کی کیفیت شائع کرتا ہے جس سے ہمارے دعویٰ بالا کی تقدیق ہوتی ہے چنانچہ لکھتا ہے:

دوسرامباحثہ نجات پر ہوا۔ اصل میں یہ مباحثہ مولوی ثناء اللہ امرتسری سے ہونا تھا جو یہاں آریوں سے مباحثہ کرنے آئے ہوئے تھے اور پادری سلطان محمد کا بیان ہے کہ ان سے مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباحثہ کا وہ بھی کیا تھا لیکن آخر کار مباحثہ کے لئے نہ نکل سکے۔ لوگ عموماً یہ خیال کرتے ہیں کہ پادری سلطان محمد سے مسئلہ نجات پر مباحثہ کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ صاحب گھبرا تے ہیں واللہ اعلم بالصواب بہر حال ہم میدان میں پہنچ گئے۔ (پیغام صلح ۱۹۳۵ء ص ۱)

اس عبارت میں رقم کا مقصود یہ دکھانا ہے کہ ہم (امت مرزا) میدان میں پہنچ اور مولوی ثناء اللہ گھبرا کرنا آئے۔ میکی بات اگر کوئی اور لکھتا تو ہم کسی اور نوعیت سے جواب دیتے اور واقعات پر بحث کرتے تھے مگر امت مرزا سیئے کے نزدیک مولانا کی گھبراہٹ چونکہ مسلم ہے اور وہ ایسا گھبرا یا کرتے ہیں کہ گھبراہٹ میں قادیان پہنچ کر دم لیا کرتے ہیں۔

چنانچہ قادیان میں خود مجدد مان مسح موعد کے وقت ۱۲ جنوری ۱۹۰۳ء کو ایسا ہی ہوا (بقول مرزا ابو جہل بصورت ثناء اللہ) قصر عالی کے باہر محاصرہ کئے ہوئے تھا اور آنحضرت (مسح موعد) صاحب اندر سے ہی ثناء اللہ کی گھبراہٹ کا ثبوت دے رہے تھے اور میدان میں نہ آ کر بہادری کے کرشمہ دکھار ہے تھے ناظرین گھبراہٹ نہیں کہ مولانا ثناء اللہ صاحب (بقول مرزا) گھبرا گئے اس گھبراہٹ سے وہ مراد نہیں جو ہر کمزور دل کیا کرتا ہے جب کہ امت مرزا سیئے کے نزدیک قادیان سے مراد مشق ہو سکتا ہے تو گھبراہٹ سے جرأت مراد ہونا کچھ بعید نہیں۔

اب سئیئے! مرزا کی بہادری کی جو امت محمد یہ میں سے کوئی نہ دکھا سکے اس لئے وہ خاصہ مرزا سیئے سمجھنا چاہیے وہ یہ کہ ایک حدیث کا (بزعم خود) صحیح مطلب مرزا کی مناظر نے بمقابلہ پادری صاحب کے یوں بیان کیا جس کو پڑھ کر ان کی خدمت دین کا سب ناظرین اعتراف کریں گے۔

پادری صاحب نے حدیث یعنی حضور اُن رب قدمہ پر اعتراض کیا جس کا جواب مرزا کی مناظر کی طرف

سے جو دیا گیا وہ بالفاظہ درج ذیل ہے

اس حدیث کا مطلب تو یہ ہے کہ انسانی خواہشات ایک جہنم کی طرح بھڑک رہی ہیں اور حل من مزید کا نعرہ لگا رہی ہیں جب تک خدا کے ساتھ تعلق پیدا نہ ہو انسان کے دل میں خدا کا قدم داخل ہو تو اسے اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ (پیغام صلی اللہ علیہ وسلم ۱۹۳۵ء ص ۱)

سبحان اللہ! اگر کوئی شخص یوں کہے کہ قدم سے مراد فاتح قادریان ہے اور جہنم سے مراد قادریانی تحریک تو مطلب صاف ہے کہ قادریانی تحریک هل من مزید کا نعرہ لگا رہی ہے۔ دنیا کو گراہی کے گڑھے میں لے جا کر رہے گی جب تک خدا کے ساتھ تعلق پیدا نہ ہو اور انسان کے دل میں خدا کا قدم یعنی شنائی تبلیغ اور شاء اللہ کے ساتھ آخري فیصلہ انسان کے دل میں داخل نہ ہو تو اطمینان حاصل نہیں ہوتا یعنی سچا مسلمان اور منکر مرزا نہیں ہو سکتا جب تک خدائی قدم (شاء اللہ کی محبت) کو اپنے قلب پر غالب نہ کرے کہیے اس مطلب اور مرزا لی منا نظر کے تراشیدہ مطلب میں کیا فرق ہے؟ یہ کیوں غلط ہے اور وہ کیوں صحیح ہے۔ کوئی ہے جو فرق بتائے؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۷ھ صفحہ ۲۸ جلد ۳۲ نمبر ۲۸ ص ۵-۲)

## مسیح پھر ز میں پر

مولوی محمد شفیع صاحب<sup>ر</sup> قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں:

جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ بن مریم کے زمین پر نازل ہونے کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے وہ نقل اس ب اہل اسلام بلکہ نصاری (اہل صلیب) کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ باقی رہا عقلانہ تو اس بارے میں بہت سے لوگوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں بلکہ ایک طرح سے تواریخات دربارہ نزول مسیح کو کیسا موڑ اتوڑا ہے کہ انہیں تحریف کے درجہ تک پہنچا دیا ہے۔ یا اسفی یہ فقیر اس منقصہ مضمون میں روایات کو نقل کر کے ان کی شرح ایسی طرز پر کرنا چاہتا ہے جو کہ ان کے

اصل معانی کو واضح کر دے گی کہ انشاء اللہ سلیم طبائع کوئی قسم کا خیجان باقی نہ رہے گا۔ و بالله التوفیق سب سے پہلے وہ حدیثیں لیتا ہوں جن میں حضرت عیسیٰ کے زمین پر نازل ہو کر اہم کام سرانجام دینے کا ذکر ہے اور وہ یہ ہیں:

۱. عن ابی هریرہ قال قال رسول الله و الذى نفسی بیده لیو شکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عاداً لَا فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیة و یفیض المال حتی لا یقبله احد حتی تكون السجدة الواحدة خیراً من الدنیا و ما فیھا ثم یقول ابو هریرہ فاقرؤا ان شئتم: و ان من اهل الكتاب الـ لیو منن به قبل موته اـ لـ اـ لـ یـه : (مشکوہ ص ۳۷۱) .

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ خوش حالی کا وہ مبارک زمانہ قریب ہے کہ تم میں ابن مریم حکم اور عادل ہو کر نازل ہوں گے سولی تو توڑدیں گے خنزیروں کو قتل کر دیں گے اور جزیہ یعنی ٹیکسوں کو اڑادیں گے اور لوگوں میں مال بانٹیں گے حتیٰ کہ اسے کوئی نہیں لے گا کیونکہ لوگوں کی ایسی اچھی حالت ہو گی کہ انہیں ایک سجدہ دنیا اور دنیا کے تمام مال و دولت سے زیادہ بہتر معلوم ہو گا پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا اگر تم قرآن سے سند چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ ترجمہ: اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر ایمان لائے گا ساتھ اس (عیسیٰ) کے پہلے موت اس (عیسیٰ) کی کے۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

حدیث ۲ . و عنہ قال قال رسول الله ﷺ و اللہ یلینزل ابن مریم حکماً عاداً لَا فیکسر الصلیب و یقتلن الخنزیر و یلیضعن الجزیة و یلیترکن القلاص فلا یسعی علیها ولتذہب الشحنا و التباغض و التحاسد و یلیدعون الى المال فلا یقبله احد رواه مسلم و فی روایة لهم قال کیف انتم

اذا نزل ابن مریم فیکم و اما مکم منکم . (مشکوہ ص ۳۷۲.۳۷۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم ضرور ابن مریم حکم اور عادل ہو کر نازل ہوں گے پس وہ سولی کو توڑدیں گے اور خنزیروں کو قتل کر دیں گے اور ٹیکس ختم کر دیں گے اونٹیاں چھوڑ دی جائیں گی ان پر سوار نہیں ہوا جائے گا اسٹینی کیسے حمل لوگوں میں سے جاتا رہے گا اور عیسیٰ لوگوں کو مال کی طرف بلا کیں گے لیکن اسے کوئی نہیں ملے گا۔ اسے مسلم

نے روایت کیا۔

اور بخاری و مسلم کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مسلمانوں تمہاری اس وقت کیا ہی اچھی حالت ہو گی جب ابن مریمؑ تھی میں نازل ہوں گے اور اس وقت ایک امام مہدی بھی تم میں سے ہوں گے لعنی وہ بزرگ اعلیٰ پائے کے تم میں تمہاری ہدایت کے لئے موجود ہوں گے۔

اب سب سے پہلے کسر صلیب کی شرح کی جاتی ہے۔ اس کے بعد ہر ایک بات کی شرح کی جائے گی۔ کسر صلیب کی شرح کو ذرا غور سے مطالعہ کریں کیونکہ سب سے اہم یہی ہے جس کی شرح میں لوگوں نے اکثر ٹھوکریں کھائی ہیں اور صحیح شرح سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے کہیں کے کہیں چلے گئے ہیں اور روایات دربارہ نزول مسیح کو صحیح مانتے ہوئے تحریف کے درج تک پہنچادیا ہے اللہ ہمیں تحریف سے بچائے

### کسر صلیب

حضرت عیسیٰ کے متعلق جو احادیث میں آیا ہے کہ فیکسر الصلیب یا فلیکسرن الصلیب اس کے متعلق شارحین حدیث اس طرف گئے ہیں کہ فیبطل النصرانیہ بعض نے صرف اشارہ سے کام لیا ہے اور بعض نے ذرا تفصیل سے کام لیا ہے غرض کسی نے کم تشریح کی اور کسی نے زیادہ کی بہر حال ان حضرات نے تاویل سے کام لیا ہے۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس جگہ تاویل کی ضرورت بھی ہے یا نہیں؟

پہلے زمانہ اور موجودہ زمانہ (جب سے دنیا کے اکثر حصہ پر نصاری کا تسلط ہوا ہے) کے شارحین میں ایک نمایاں فرق ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس حدیث کے اصل الفاظ کو اصلی معنوں میں بیان کرنے سے پہلے اسے واضح کر دیا جائے۔

انسانی طبیعت کا یہ خاصہ ہے کہ جب تک کسی چیز کو آنکھوں سے نہ دیکھ لے بہت کم اعتبار کرتی ہے اور تاویل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

اس اصول کے ماتحت پہلے زمانے کے شارحین کو تاویل کرنے کی اس لئے ضرورت پڑی کیونکہ اس زمانہ میں قریباً تمام دنیا پر اسلامی تسلط تھا اور نصاری کمزور تھے لیکن آج کل کے شارحین پر توجہ ہے کہ انہوں نے

اس کی تاویل کی زحمت اٹھائی جیسا کہ آگے چل کر یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی۔  
اگر پہلے زمانے والوں نے تاویل کی تو اس کی وجہ ضرورت ہی اور وہ معدود اور آج کل والوں نے جو  
تاویل سے کام لیا تو اس کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ ہاں یا تو تقلید اغمی کا کرشمہ ہے یا موجودہ فلسفہ کے رنگ  
نے مجبور کیا کہ اس کی تاویل کی جائے الی اللہ المشتكی

فیکسر الصلیب کے معنی بالکل صاف ہیں کہ عیسیٰ سولی کو توڑدیں گے بلکہ مند احمد میں یمح  
الصلیب یعنی صلیب کا نام و نشان مثادیں گے اور ابو داؤد میں فید ق الصلیب یعنی صلیب کو چکنا چور کر دیں  
گے۔ یہ سب معانی بالکل صاف ہیں اور حقیقت پر دلالت کرتے ہیں کسی تاویل وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔  
ہاں مزید توضیح کے لئے اس کی شرح عرض کی جاتی ہے۔

یہ سب کو معلوم ہے کہ عیسائیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ عیسیٰ سولی پر چڑھائے گئے اور مارے گئے مگر تین  
دان کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گئے۔ چنانچہ اسی بناء پر تمام عیسائی لوگ خاص کران کے مذہبی پیشواؤں نے  
سولی کو عیسائی ہونے کی علامت قرار دے رکھا ہے۔ جس عیسائی کو خاص کر پادریوں کو دیکھو تو سولی لٹکائے  
پھرتے ہیں۔ عیسائیوں کے گرجوں پر دیکھو، تو سولی کا نشان موجود ہے۔ غرض اس کے زیادہ لکھنے کی ضرورت  
نہیں ہے۔ عیسائی لوگ سولی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ نے صلیب پر  
چڑھ کر جان دی، اور وہ ہمارے لئے کفارہ بنے۔ دوسرے صلاح الدین ایوبی سے جو صلیبی لڑائیاں ہوئیں اس  
بات پر شاہد ہیں۔

اب جو حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ صلیب کو توڑدیں گے، بالکل واضح ہو جاتا ہے  
آج کل دنیا کے اکثر حصے پر عیسائیوں کی حکومت ہے اور وہ اس بات کے قائل ہیں کہ عیسیٰ سولی  
چڑھ کر ان کے لئے کفارہ ہوئے تو عیسیٰ جن کی نسبت سولی پر چڑھائے جانے کا غلط خیال عیسائیوں کے دلوں  
میں بیٹھا ہوا ہے، اور صلیب کو ایک مذہبی نشان بنائے بیٹھے ہیں، وہ خود آ کر اس سولی کو توڑدیں گے کیوں کہ اس  
وقت تمام اہل کتاب بحسب آیت: وَ اَنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ الْأَيُّوبِ مَنْ بَعْدَهُ مَا  
اور بحسب حدیث: يَهَّلَكُ اللَّهُ فِي زَمَانِهِ الْمَلَكُ كَلَهَا إِلَّا إِسْلَامٌ تَمَلَّأُ الْأَرْضَ مِنْ الْمُسْلِمِ

(اللہ عیسیٰ کے دورانی میں تمام مذاہب کو نایود کر دے گا مگر صرف اسلام ہی کو باقی رکھے گا) مسلمان ہو جائیں گے۔ اب بعض سطحی زکاہ والے شاید یہ اعتراض کر بیٹھیں کہ عیسیٰ کو خود توڑنے کی کیا ضرورت ہو گی؟ کیونکہ وہ عیسائی جو اس وقت مسلمان ہو جائیں گے خود توڑ دیں گے۔ سواس کا جواب یہ ہے کہ جس شخص نے صد ہانسلوں سے اسے ایک مذہبی نجات دلانے والی چیز خیال کیا ہوا ہے مشکل ہے کہاب وہ اپنے ہاتھوں سے توڑے۔ چنانچہ طائف کے بنی ثقیف کے لوگ جب مسلمان ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ ہم اپنے بتاؤں کو خود توڑنہیں سکتے کیونکہ ہمیں صدمہ ہوتا ہے کہ اتنی مدت ان کی پوجا کی اور پھر خود اپنے ہاتھوں سے توڑ دیں۔ سو ایسا ہی اس وقت عیسائیوں سے تبدیل شدہ مسلمانوں کو دشوار ہو گا۔ پھر دیکھو کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے خانہ کعبہ کے بتاؤں کو خود اپنے دست مبارک سے توڑا۔ پس عیسیٰ کا اپنے ہاتھوں سے صلیب کو توڑنا کوئی عجیب اور نرالا کام نہیں ہے کہ جس سے حیرانی اور پریشانی ہو بلکہ خدا کے پیغمبر ایسا ہی کیا کرتے ہیں اس کے بعد ایک اور نکتہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مثل الاسلام مثل المطر لا يدرى او لها خير ام آخرها  
(مشکوٰۃ ۵۷۵) باب ثواب هذا الامة

یہ نہیں کہا جا سکتا اسلام کا زاویہ شاندار ہے یا آخر۔ سواس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے اول جس طرح لوگ فوج درفونج داخل اسلام ہوتے جاتے تھے۔ کما قال اللہ: ید خلون فی دین الله افواجاً ایسے ہی آخر زمانہ میں جب عیسیٰ کا نزول ہو گا تو لوگ پہلے کی طرح داخل اسلام ہوں گے اسلام کی ابتداء میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہی میں تمام عرب مسلمان ہو گیا تھا اور خلافت عظام کے عہد میں دوسرا ملکوں میں اسلام پھیل گیا تھا ویسے ہی دوبارہ عیسیٰ کے نزول کے وقت تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی اور اسلام کے سوا کوئی مذہب نہیں رہے گا جیسا کہ اس سے پہلے قرآن شریف اور حدیث شریف سے تصریح کی جا چکی ہے اور دوسرے رسول اللہ ﷺ نے جو یقیناً یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسلام کا اول زیادہ شاندار ہے یا آخر، سو تمام دنیا کے مسلمان ہو جانے سے اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ اسلام کا آخر زیادہ شاندار ہو گا۔ تاویل کرنے والوں سے اتنی عرض ہے کہ اگر انہیں ضرور اس جگہ تاویل ہی کرنی ہے، تو آئیے سمجھا

ئے دیتا ہوں کہ اس طرح تاویل کرنی چاہیے تھی کہ کم از کم دوسری آتیوں اور حدیثوں پر تو زدنہ پڑتی۔ اور وہ اس طرح ہو سکتی ہے کہ عیسایوں کا جو یہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ صلیب پر چڑھا کر مار دیئے گئے، عیسیٰ بنفس نفس خود تشریف لا کر اس عقیدہ باطل کو توڑیں گے جیسا کہ قرآن نے صلیب پر چڑھائے جانے کی نفی کی ہے۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو اصلی معنی لیتے ہوئے اس تاویل کی مطلقاً ضرورت نہیں رہتی بلکہ یہ اصلی معنوں میں شامل ہے کیونکہ جب عیسیٰ اپنے نزول کے وقت عیسایوں کے مسلمان ہونے پر صلیب توڑیں گے تو ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی عیسایوں کو چھوڑنا پڑے گا کیونکہ اگر عقیدہ قائم رہے تو پھر صلیب توڑنا بے معنی ہو جاتا ہے۔ عیسیٰ نے تو انہیں وہی بتانا ہے جو قرآن اور حدیث بتاتی ہے اور قرآن اور حدیث میں صلیب پر چڑھائے جانے کی بالکل نفی ہے۔

حضرت عیسیٰ کے کاموں سے فیکسٹر الصلیب اس لئے ہے کیونکہ ان ہی کے متعلق یہ الزم ہے اسلئے اس الزم کو وہ خود ہی آ کر توڑیں گے بلکہ صلیب کو بھی توڑا لیں گے تاکہ اس کے بعد پھر کسی کو خلجان نہ رہے جب اس الزم اور صلیب کی نفی اپنی زبان سے کریں گے تو عیسائی سب کے سب نشہد ان لا الہ الا اللہ و نشہد ان محمدًا عبدہ و رسولہ پکارا ٹھیں گے اور پکے مسلمان ہو کر داخل اسلام ہو جائیں گے اور حضرت عیسیٰ عیسایوں کی مقدس صلیب کو توڑ کر چکنا چور کر دیں گے۔ رہی یہ بات کہ عیسیٰ اس کام کے لئے خود کیوں تشریف لا کئیں گے، سو یہ اس لئے ہے کہ جس شخص کے متعلق لوگوں میں اختلاف پڑ جائے بہتر یہی ہے کہ وہ خود آ کر اس اختلاف کو دور کرے اور آئندہ ہمیشہ کے لئے اختلاف مت جائے تاکہ پھر کسی کو غلط بیانی کی جرأت نہ ہو۔ عیسایوں نے کفارہ کی بنیاد اسی صلیب کے واقعہ پر رکھی ہے کہ عیسیٰ صلیب پر چڑھ کر ہمارے لئے کفارہ ہو گئے اور اسی کفارہ کی وجہ سے وہ نماز اور دیگر احکام الہی چھوڑ بیٹھے ہیں شائد کوئی ایک آدھ عیسائی ہو گا جو انھیں کے احکام کے مطابق نماز روزہ وغیرہ بجالاتا ہو۔ حضرت عیسیٰ کا صلیب کو توڑنا اس لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ عیسایوں نے جو اس کی وجہ سے احکام الہی کو پس پشت ڈال رکھا ہے اس کے احکام کی پابندی پر زور دیا جائے نہ بانس ہونے بانسری بجے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قیامت کے نزدیک یعنی آخر زمانے میں سوائے ہوڑے سے علاقہ کے

تمام دنیا پر عیسائیوں کی حکومت ہوگی اس وقت امام مہدی کاظہ رہا اور عیسیٰ کا نزول ہوگا اور وہ دونوں حضرات تمام دنیا کو اسلام سے بھر دیں گے تمام دنیا ان کے عہد میں مسلمان ہو جائے گی۔ قرآن مجید کی آیت یا عیسیٰ  
انی متوفیک و رافعک الیٰ و جا عل الذین اتباعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ  
سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے زدیک عیسائی اقوام کی بادشاہت قریباً تمام دنیا پر چھائی ہوگی اور  
عیسیٰ کو جوان کے تعین کے عروج کا وعدہ اور بشارت دی گئی ہے خود آ کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور  
جس ضلالت میں عیسائی پڑے ہوئے ہیں اس سے نکال کر انہیں صراط مستقیم پر چلا کیں گے۔

(اہل حدیث امر ترسی ۱۹۳۵ء ص ۲-۸)

## قادیان سے کفر کا فتویٰ نکلا

اور ارکانِ نجمنِ احمدیہ لاہور پر لگا

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امر ترسیؒ فرماتے ہیں:

ناظرین اس سرنی سے متجب ہوں گے کہ یہ کیسا فتویٰ ہے جو خاص احمد یہ لاہور پر لگا رہے ہیں۔ ہم اس حیرت میں مزید اضافہ کرتے ہیں کہ یہ فتویٰ آج کل کے خلیفہ قادیان کا نہیں بلکہ خود بانی فرقہ مجدد، و مہدی، مسیح موعود وغیرہ کا ہے۔ اس لئے نجمن احمد یہ لاہور کو کسی سرتاسری کی گنجائش نہیں۔ اگر چون چراکریں گے تو پھر یہ بتانا ان کا فرض ہوگا کہ قائل مرزا قادیانی اور مذکور مرزا قادیانی میں کیا فرق ہے۔

ناظرین جانتے ہوں گے کہ لاہوری احمد یہ جماعت کے امیر مولوی محمد علی صاحب اور ان کے بزرگ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب وغیرہ کی تصریحات اس مسئلے میں بکثرت ہیں کہ حضرت مسیح بے باپ مولود نہ تھے بلکہ ان کا باپ تھا، مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر وغیرہ میں یہ ذکر مفصل ملتا ہے۔ ڈاکٹر بشارت احمد نے تو اس مضمون پر ایک رسالہ بھی شائع کیا ہے غرض یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس میں کسی طرح کا خھایا فریق ثانی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اس تمہید کے بعد پڑے مرزا امرza صاحب کا فتویٰ سنئے:

ہمارا ایمان اور اعتقاد ہی ہے کہ حضرت مسیح بن باب پ تھے اللہ تعالیٰ کو سب طاقتیں ہیں۔ نیچری جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا باب پ تھا وہ غلطی پر ہیں ایسے لوگوں کا خدا مرد ہے۔ ایسے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بے باب پیدا نہیں کر سکتا، ہم ایسے آدمی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں (مقولہ مرتضیٰ قادریانی، در اخبار الحکم قادیان ۲۸۔ اپریل ۱۹۳۵ء) لا ہوری دوستو! تمہارے حال پر ہمیں کیا ہر سنتے والے کو حرم آتا ہے ایسے ہی واقعات سے مثل صادق آتی ہے: نہ گھر کا نہ گھٹ کا۔ اب تم قادیان کے بہشتی مقبرے میں جا کر یہ شعر پڑھو:

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا  
تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو  
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۲ھ جلد ۳۲ نمبر ۶)

## میرزا سبیت

مولوی ابوسعید عبدالعزیز لدھیانوی لکھتے ہیں:

آج ہر ایک مذہب صداقت کا حامی ہے۔ خاص کر مسلمان تو فرقہ بازی کو راہ نجات تصور کرتے ہیں حالانکہ حضور ﷺ اس کا خاتمہ کرنے کے واسطے مبعوث ہوئے تھے کیونکہ حضور ﷺ کے زمانہ افسوس میں ایک طرف یہودی صداقت کے حامی تھے دوسری طرف نصاریٰ تیسری طرف کفار مکہ۔ بہر حال ہر ایک اپنے مذہب کی صداقت پر ابراہیم کے طریقہ کو پیش کرتا تھا اور نسبت ابراہیم کو بنظر فخر دیکھتا تھا جب جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نبی مبعوث ہوئے توباری تعالیٰ نے اس عقدہ کو حل فرمایا کہ

ما کان ابراہیم یہو دیاً و لا نصرا نیاً و لکن کان حنیفًا مسلماً و ما کان من  
المشرکین -

نہ ابراہیم یہودی تھے نہ نصاریٰ کیونکہ یہودیت و نصرانیت تو اس وقت سے شروع ہوئی جب توراۃ و

انجیل نازل ہوئی اور ان کا نزول حضرت ابراہیم کے بعد ہوا لیکن وہ ایک طرف تھا۔ سب بتوں کے پچار یوں سے خاص خدا کی پوجا کرنے والا، نہ تھا وہ مشرکوں سے۔

معلوم ہوا کہ نہ یہود یوں کا قول درست، نہ نصاریٰ کا کہنا صحیح، نہ مشرکین مکہ کی نسبت درست، بلکہ ابراہیم تو ایک گروہ ہیں جس کی تشریع یہ آیت کرتی ہے

اَنَّ اُولَى النَّاسِ بَا بِرَاهِيمَ لِلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ  
ابراہیم کے قریب جو اس کے تابع دار اور یہ نبی ﷺ اور اس کے تابع دار، دگر یعنی

تعمیہ: اس آیت میں جہاں فرقہ بازی کی تردید کی اور محمدی گروہ میں شمولیت کا حکم دیا ساتھ ساتھ نبتوں کا خاتمه بھی کر دیا اس کی تائید یہ آیت بھی ہے

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَّمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيَتْ لَكُمُ الْإِسْلَامُ دِينًا  
میں نے آج دین کو کامل کر دیا اور نبوت کو ختم کر دیا اور اسلام کو پسند کیا

مگر انسوں کا مقام ہے کہ آج مدعا نبوت پنجاب (مرزا غلام احمد قادریانی) میں پیدا ہو کر یہ اعلان کرتا ہے

آنچہ داد ہر نبی را جام۔ داد آن جام را مرا بتام  
یعنی ہر نبی کو نبوت کی پیاسی ملی ان تمام کو جمع کر کے یعنی بڑا جام مجھے دیا گیا۔ اور سنئے! درشین کے صفحہ ۱۰۰ اپر فرماتے ہیں:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

پھر جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت کس قدر زبان درازی کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو ازالہ اوہاں صفحہ ۴۰۰  
اگر ہمارے بھائی جلدی سے جوش میں نہ آ جاویں تو میرا یہی مذہب ہے جس کو میں دلیل کے ساتھ پیش کر سکتا ہوں کہ تمام نبیوں کی فرات و فہم آپ کے یعنی نبی کریم ﷺ کی فہم و فرات کے برابر نہیں مگر پھر بھی بعض پیش گوئیوں کی نسبت خود حضور نے اقرار کیا کہ میں نے ان کی اصل حقیقت سمجھنے میں غلطی کھائی، (نحوذ بالله من ذکر)

اس سے زیادہ زبان درازی کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ کتاب مذکورہ صفحہ ۲۲۹

ایک بادشاہ کو چار سو نبیوں نے بوجب الہام فتح کی پیش گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اس میدان میں مر گیا اس کا سبب یہ تھا کہ وہ الہام دراصل شیطان کی طرف سے تھا نوری فرشتہ کی طرف سے نہ تھا اور ان چار سو نبیوں نے دھوکہ کھا کر رب انی سمجھ لیا

لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم سبحانك هذا بهتان عظيم -

یہ ہیں آج کل کے نئے نبیوں کے خیالات۔ کیا اب بھی مرزا غلام احمد قادریانی کا اعلان کرنے والوں صداقت کا اعلان کرو گے۔ اگر تم اب بھی نہ سمجھو تو پھر تم سے خدا سمجھے۔

اور سنئے: مجذرات کی نسبت کیا فرماتے ہیں مثلاً حضرت عیسیٰ کے مجہر کی نسبت ملاحظہ ہوا زالہ اوہام صفحہ ۳۰۹۔

مجھ کو الہام ہوا ہذا ہو الر ب الذی لا یعلمون ۔

عیسیٰ کا مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ یہ جادو گری ہے لوگ بسبب جہالت کے مجذرات کے تصور کرتے ہیں۔ یا درکھنا چاہیے کہ یہ عمل (یعنی مردوں کو زندہ کرنا) ایسا قدر کے لاکن نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں اگر یہ عاجز اس کو مکروہ وقابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا کے فضل و کرم سے ان انجوبہ نہایتوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔

میں امت مرزا سیہ سے پوچھتا ہوں کہ ہر مرزا ای، قادریانی ہو یا لا ہو ری، کیا تمہارا یہی عقیدہ ہے۔  
اگر نہیں تو تم کیوں ایسے شخص کو بنی یا مجدد کہتے ہو جس کا کام ہی یہی ہو کہ انپیاء کرام کی توہین کرنا، بزرگوں کی بنظر حقارت دیکھنا، پھر جماعت مرزا سیہ اس کے کارناموں کو پوشیدہ کرتی ہے۔

چند دن ہوئے جب کافرنس لدھیانہ میں منعقد ہوئی تو اس وقت سکرٹری جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک اشتہار بعنوان احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے اس میں مرزا صاحب قادریانی کی تعریف کے طور مارجع کئے گئے ہیں۔ نامعلوم ان لوگوں کو موصوف کی تعلیم کا پتہ نہیں یا جان بوجھ کر اس کے قولوں پر پردہ کرنے کی عادت ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتر ۱۷ ائمّی ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۲۹ ص ۷)

## مرزانہر۔ ابتداء اور انتہا مرزا

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امر تری لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادری کا انتقال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوا تھا۔ قادری نے اس روز کو دگار مرزا کا تھوار بنالیا ہے۔ لہذا ہم بھی حسب اعلان مرزانہر شائع کرتے ہیں کیونکہ واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادری سے ایک گونہ ہمارا بھی تاریخی تعلق شدید لا یغپک ہے۔

مرزا غلام احمد اپنی تحریر اور حکیم نور الدین کی تصدیق کے مطابق ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۸ء میں ساری حسرتیں لے کر بصر ۲۹ سال فوت ہو گئے (رسالہ نور الدین از حکیم نور الدین بجواب ترک اسلام از دھرم پال۔ ص ۷۰)

ان حسرتوں میں سے دو حسرتیں خاص قابل ذکر ہیں:

ایک آسمانی ممکونہ کے نکاح کی۔

دوم اپنے اعلان آخری فیصلہ کے مطابق مولوی شاء اللہ کی موت کی خبر سننے کی۔

مرزا غلام احمد صاحب قادری نے ڈپٹی عبد اللہ آنھم عیسائی کے حق میں پندرہ ماہ میں موت اور پنڈت لیکھرام کے حق میں چھ سال میں خرق عادت عذاب کی اور آسمانی ممکونہ کے حق میں نکاح میں آنے کی پیش گوئی کا ذکر کر کر کے لکھا ہے:

یہ تینوں پیش گوئیاں ہندوستان اور پنجاب کے تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے اور ان میں سے وہ پیش گوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں:

۱۔ مرزا احمد یگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

۲۔ اور پھر داما داس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

۳۔ اور پھر یہ کہ مرزا احمد یگ تاریخ شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔

- ۳۔ پھریہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔
- ۴۔ اور پھریہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔
- ۵۔ اور پھریہ کہ اس.. کا عاجز سے نکاح ہو جاوے۔۔۔
- واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔ (شہادۃ القرآن از مرزا قادیانی۔ ص ۸۱)
- کس اطف سے اجزاء کلام بنار ہے ہیں اور مزے سے اندر ہی اندر خوش ہو رہے ہیں اور زبان حال سے کہہ رہے ہیں:

کشش ہے جذب الفت میں تو کھینچ کر آ ہی جاؤ گے  
ہمیں پروادہ نہیں گر ہم سے کچھ تم تن کے بیٹھے ہو  
اس کا انجام جوہ وادہ سب کو معلوم ہے کہ مرزا غلام احمد یہ شعر پڑھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے  
وصال یار میسر ہو کس طرح ضامن  
ہمیشہ گھات میں رہتا ہے آسمان صیاد  
دوسری حضرت نے تو درحقیقت مرزا صاحب ہی کو حضرت زدہ نہیں کیا بلکہ ساری جماعت احمد یہ بھر لے لجھ میں کہہ رہی ہے:

بلبل کو دیا نالہ تو پروانے کو جانا  
غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا  
اس اجمال کی تفصیل بتانے کے لئے ایک تہمید کی ضرورت ہے  
آج عرصہ چالیس سال ہونے کو ہیں کہ میدان مناظرہ مرزا سیہہ میں داخل ہوا۔ میں نے غور کیا کہ یہ گروہ قرآن سے نہیں ڈرتا، حدیث سے نہیں دبتا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے کے ایک جدید گروہ کے حق میں فرمایا تھا یہ لوگ قرآن کی تاویلات کر جاتے ہیں ان کے سامنے قرآن نہ پیش کیا کرو بلکہ فارمو ہم بالسنۃ احادیث سے ان کا مقابلہ کیا کرو کیونکہ وہ اپنا مضمون بتانے میں زیادہ واضح ہے۔ مگر قادیانی گروہ نے یہاں تک ترقی کی ہے کہ نہ قرآن سے خاموش ہوتے ہیں نہ حدیث سے کتنی بڑی واضح بات ہے کہ مرزا

صاحب قادیانی موضع قادیان (پنجاب) میں پیدا ہوئے اسی جگہ ان پر وحی آئے تھے موعود ہوئے آخر اسی زمین میں دفن ہوئے حالانکہ حدیث شریف میں صاف الفاظ میں ہے کہ، تھے موعود دمشق میں اترے گا۔ اگر حدیث ان کے لئے مسلک ہوتی تو اس حدیث کے ہوتے ہوئے کوئی مرحلہ باقی نہ رہتا۔ مگر مرزا صاحب نے اس حدیث کو یوں پھیرا کہ دمشق سے مراد قادیان ہے کیونکہ جس طرح دمشق میں یزید یوں کاغذ بھا تمیری بعثت سے پہلے بھی یہاں یزید یوں یعنی بے دینوں کا غلبہ تھا و سری حدیث میں آیا ہے کہ تھے موعود حج کرے گا۔ مرزا صاحب کہتے گئے کہ میں دجالوں (پادریوں) کو مسلمان بنا کر ساتھ لے کر حج کروں گا جب بغیر حج کئے مر گئے تو اب کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنا حج بدل کر ادا کیا تھا، جس کا ثبوت بھی نہیں (سیرۃ المہدی میں لکھا ہے کہ مرزا کی بیوی نے ان کی وفات کے بعد حج بدل کر ادا کیا۔ بہاء)

اس قسم کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں جن میں اس گروہ کے بانی اور اس گروہ نے قرآن کے بعد احادیث پر بھی ہاتھ صاف کیا ہے۔

میں جب اس میدان میں آیا تو مجھے خیال ہوا کہ اس گروہ سے مقابلہ کس تھیار سے کیا جائے اس وقت و مقدس بزرگ روحانی طور پر میرے سامنے آئے ایک طرف تو شیخ سعدی نے سمجھانا شروع کیا:

آنکس کہ بقرآن و خبر زو نزی
اینست جوابش کہ جوابش نہ دی

(قرآن و حدیث جس کو اثر نہیں کرتے اس کو جواب نہ دے)

دوسری طرف شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ جیسے جلیل القدر بزرگ نصیحت کرنے لگے کہ:

جوعالم اہل کفر اور اہل بدعت کا ردنہ کرے وہ عالم نہیں (كتاب اعقل)

اس لئے میں نے بعد غور و فکر قادیانی مدعا کے لئے تیسراستہ اختیار کیا۔ یعنی قرآن و حدیث پیش کرنے کی بجائے اس کے ذاتی کمالات الہامات وغیرہ کی تلقید کر کے دکھایا کہ اس شکل کا صغیر بالکل غلط ہے۔ چنانچہ پہلا رسالہ الہامات مرزا میں نے بڑی محنت سے لکھا۔ جو اتنا مقبول ہوا کہ بڑے بڑے مصنفوں نے اس کی عبارات اپنی تصنیفات میں کیں۔ پنجاب کے پیر صاحب گولڑہ (سیف چشتیائی میں) اور حیدر آباد کن

کے مولانا انوار اللہ مرحوم نے (افادة الافہام) تصنیفات میں الہامات مرزا سے فائدہ حاصل کیا۔ اس کے بعد میں اسی راستے کو وسیع کرنے میں لگ گیا اور پیلک کو اس راستے پر چلنے کی ترغیب دی۔ جس کا نتیجہ بحمد اللہ یہ ہوا کہ آج جہاں کہیں اس گروہ سے اہل حق کا مباحثہ ہوتا ہے ایک مضمون صداقت مرزا کا ضرور زیر بحث ہوتا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے تو یوگ ہر جگہ وفات مسح کو لے بیٹھتے تھے جس پر مطلب باری کے لئے آیات اور احادیث پیش کر کے اپنا اثر ڈالتے تھے۔ میرا یہ طریق مرزا صاحب قادریانی کو ایسا ہوا کہ انہوں نے بحکم تنگ آمد بجنگ آمد مندرجہ ذیل اشتہار دیا

مولوی شاء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ (قبل ازیں نقل ہو چکا ہے۔ بباء)

ناظرین کرام اس اشتہار کو بنظر غور دیکھیں تو اس میں درج ذیل پانچ امور صاف صاف ملیں گے

۱۔ وجہ اشاعت اشتہار حدا میری طرف سے سخت تحریرات کا لکھنا۔

۲۔ سارے اشتہار میں مرزا نے مبالغہ کا لفظ نہیں بولا بلکہ محض اپنی دعا سے فیصلہ چاہا

۳۔ سارے اشتہار میں میرے ذمہ کوئی کام نہیں رکھا۔ بلکہ صرف اپنی دعا کو کافی سمجھا

۴۔ اس مضمون کو سچا اور ضروری الواقع بتانے کو شروع میں بالفاظ قرآن مجید قل ای و ربی اَنْه  
الحق مُوكَدْ بِهِ حلف بتایا ہے۔

۵۔ سب سے اخیر میں لکھا ہے کہ مولوی (شاء اللہ) صاحب جو چاہیں لکھیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔  
یعنی میرے اقرار یا انکار کا کوئی اثر نہیں۔

(پس اس اشتہار کی اندر ورنی شہادت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس دعا کے متعلق میرا (یعنی شاء اللہ کا) کچھ کام نہیں۔ نہ میرا اقرار قبولیت کے لئے شرط ہے۔ نہ انکار باعث رد۔ بلکہ جو کچھ ہے وہ مرزا صاحب کی دعا ہے اور اس۔)

ان امور خمسہ کے بعد مرزا صاحب کی اس دعا کے متعلق دوسرا اعلان بھی قابل غور ہے جس میں ذکر ہے کہ میں نے شاء اللہ کی بابت دعا کی تو الہام ہوا اجیب دعوة الداع (خبر برقداریان ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء)۔

یہ تو ہے مرزا صاحب کا اپنا قول جو سب جماعت احمدیہ پر جوت ہے۔ اب مزید تائید بھی سنئے۔

مرزا صاحب کے بعد امت مرزا دو گروہوں میں منقسم ہو گئی۔ پہلاً گروہ قادریانی ہے جس کا سرگروہ میاں محمود

احمد خلیفہ قادریان ہے۔ دوسرا گروہ لاہوری ہے اس کا سرگروہ مولوی محمد علی ایم اے امیر جماعت ہے۔ ان دونوں نے اس دعاء مرزا کی بابت جورائے لکھی ہے وہ بہت صاف اور فیصلہ کن ہے۔

یہ دونوں بیان قریب وفات مرزا صاحب کے ہیں جب دونوں فریقوں میں ضد اور تھصب ابھی غالب نہیں ہوا تھا۔ خلیفہ (محود) صاحب کا قول ہے کہ:

جب حضرت اقدس (مرزا صاحب) نے ثناء اللہ کی بابت دعا کی اور خدا تعالیٰ نے آپ کو اس کی ہلاکت کی خبر دی تو وہ ایک وعدید کی پیشگوئی ہو گئی ،

(تُخَيِّذُ الْأَذْهَانَ - مؤلفہ میاں محمود احمد۔ بابت جون جولائی ۱۹۰۸ء ص ۲۹)

اس عبارت سے مطلع بالکل صاف ہو گیا ہے کیونکہ دعا جملہ انشائیہ ہے اور پیشگوئی جملہ خبریہ ہے۔ جملہ خبریہ صادقہ کا تحقیق ضروری ہے۔ مرزا صاحب نے آئت قرانیہ کے الفاظ میں فتم کھا کر اس مضمون کو جملہ خبریہ کی صورت میں دکھایا ہے۔ اس لئے باپ بیٹا دونوں اس پر متفق ہیں کہ اشتہار جملہ خبریہ ہے جس کا وقوع ضروری ہے۔ ایک اور بات بڑی ضروری یہ ثابت ہوئی کہ مرزا صاحب کا الہام مندرجہ اخبار بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء اجیب دعوۃ الداع اسی دعا کے متعلق ہے نہ کسی اور کے۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے دعا کی تھی کہ جھوٹا سچ سے پہلے مرے۔ خدا نے اس دعا کی منظوری کا الہام کیا۔ اسکے بعد یہ دعا پیش گوئی کے رنگ میں آگئی۔ پھر کیا ہوا :

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر۔ کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا  
لاہوری گروہ کے سربراہ چونکہ انگریزی میں ایم اے ہیں لہذا انگریزیت ان پر غالب ہے  
اسلنے وہ اشتہار کے دعا ہونے کا اور اس کی قبولیت کا اعتراف بھی کرتے ہیں مگر انگریزی طریق پر جس میں  
بجائے صفائی کے تکدر غالب ہو۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے الفاظ یہ ہیں  
' ہم تو اس بات کے معرف ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی بد دعا اس (ثناء اللہ) کے حق  
میں منظور ہوئی اور وہ اس کا نتیجہ بھی انشاء اللہ دیکھ لے گا '

( مقول مجھ معلیٰ لاہوری در رسالہ ریویو قادریان بابت جون جولائی ۱۹۰۸ء ص ۲۹۸ )

ناظرین یہ ہے پیر پرستی کا اثر کہ ایک طرف حق صریح ہے دوسری طرف ایک بناؤ بنت ہے جس کی حفاظت کرنے کا ٹھیک لے رکھا ہے اس لئے حق غلبہ کر کے زبان قلم سے نکنا چاہتا ہے بلکہ بزور نکل گیا ہے مگر بے سمجھوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کو یہ چخ لگادی گئی ہے کہ نتیجہ دیکھ لیگا ۔

احمدی دوستو! نتیجہ سوائے موت کا ذب اور حیات صادق کے اور کیا ہے جس کو بزمانہ مستقبل دیکھنے سے ڈرایا جاتا ہے۔ کیا اللہ سے ڈرنے والے راست گوؤں راستی پسندوں کی باتیں ایسی ہی ہوتی ہیں: ما هکذا یا سعد نور د الا بل مولوی محمد علی صاحب:

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدوں کا۔ یہ تیرے زمانے میں دستور نکلا  
نوٹ: یہ مضمون مباحثہ قادیان کا فیصلہ کن ہے اس لئے میں نے اس کے متعلق مستقل رسالہ فیصلہ  
مرزا اردو عربی اور انگریزی میں شائع کیا ہوا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امر تر ۲۰۱۹ء مطابق ۱۳۵۳ھ صفحہ ۳۳ جلد ۳ نمبر ۳ ص ۶۔)

## جھوٹا اور پیر پرست کون؟

جناب منشی محمد عبداللہ صاحبؒ معمار امر تری لکھتے ہیں:

ناظرین مندرجہ ذیل مضمون سے اس سوال کا جواب حاصل کریں۔  
خبر پیغام صلح لا ہور میں مولوی محمد علی امیر جماعت احمد یہ لا ہور کا خطبہ جمعہ شائع ہوا ہے جس میں مولوی صاحب نے کذب گوئی و پیر پرستی کی بہت ندامت کی ہے جو نہایت عدمہ بات ہے واقعی جو بولنے والے اشخاص حق کی تبلیغ میں کبھی کوشش نہیں ہو سکتے ان کی تمام لفاظی سانی محض دنیا طلبی اور زر پرستی کے لئے ہوتی ہے۔  
مگر اس کا کیا جواب کہ خود مولوی صاحب کا طرز عمل آج تک یہی رہا ہے کہ انہوں نے نہ صرف خود اپنی تمام عمر پیر پرستی میں بس رکی ہے بلکہ دیگر لوگوں کو ایک جھوٹے بنت کی پرستش کے لئے بشد و مدد دعوت دیتے

اور دے رہے ہیں مولوی صاحب کو یہ مضمون لکھنے کی اس لئے ضرورت ہوئی کہ بقول ان کے اخبار زمین دار و احسان نے ان کے ایک بیان کو جو بمقصد مہ مولوی عطاء اللہ صاحب بخاری عدالت میں دیا غلط چھاپا ہے اور باوجود مولوی صاحب کے انکار کے بھی اس کی تردید نہیں کی۔

حالانکہ اگر یہ واقع صحیح ہو تو بھی ملکی اخبارات اس بات پر، خدائی مامور نہیں کہ وہ ہربات کی چھان بین بطریق محدثین کریں اور نہ ہی وہ قادیانی جماعت کے تنخواہ خور ہیں کہ ان کی خاطرا پنچتی اخبارات کے صفحات سیاہ کریں ایک نامہ نگار کی اطلاع پا کر انہوں نے بیان کر دیا آپ کے نزدیک اس میں غلطی تھی آپ نے اس کی تردید کر دی قصہ ختم۔

مولوی صاحب! آپ کو زمین دار اور احسان پر تو بہت غصہ آیا مگر آپ کے پیر نہیں مسح موعود حضرت مجدد زمان نے جو صمد بالخلاف واقعہ امور اپنی تصنیفات میں لکھے ہیں ان پر آپ نے آج تک نوٹس کیوں نہیں لیا؟ حالانکہ بارہا آپ کے رو بروان واقعات کو پیش کر کے جواب طلب کیا بلکہ پانچ پانچ سو روپے انعام کالائچی بھی دیا گیا مگر آپ نے محض پیر کے لحاظ سے آج تک نہ ان کی تصحیح کی اور نہ ہی پیر پرستی سے منہ موڑا آگر آپ کو یاد نہ رہا ہو تو ہم آپ کی یاد تازہ کرانے کا ایک مثال پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو آپ کے حضرت مسح موعود رقم ہیں:

مولوی غلام دیگیر (قصوری) نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڈھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ وہ (مرزا) اگر کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیونکہ کاذب ہے مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح ان کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۱۱)

اس مضمون کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اربعین نمبر ۳ صفحہ ۱۲، ۱۳ اور نمبر ۴ صفحہ ۱۳ اوصیہ اربعین نمبر ۶ صفحہ ۶ و کتاب نزول الحکم صفحہ ۳ و اعجاز احمدی وغیرہ کتب میں بھی لکھا ہے حالانکہ یہ صریح خلاف واقعہ ہے۔ ان ہر دو علماء نے اپنی تالیفات میں ہرگز یہ بات نہیں لکھی۔

مولوی صاحب: کیا اس قسم کی صریح غلط بیانیاں کرنے والے شخص کو مسح موعود وغیرہ مانے والے اشخاص کا یہ منہ بھی ہے کہ وہ لوگوں پر پیر پرستی و کذب بیانی سے اجتناب کا وعظ کریں لم تقولون مالا تعلون

مولوی صاحب! اگر آپ فی الواقع پیر پرست نہیں ہیں تو آؤ تین جھوں کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کر کے ان سے فیصلہ کرالیں کیا آپ اس پر آمادہ ہوں گے؟ نہیں کیونکہ پیر پرستی ایک خوفناک اور نہ ہٹنے والی بیماری ہے۔ آگے چلنے آپ نے اسی ضمن میں یہ بھی لکھا ہے کہ

حضرت مسیح موعود کی زندگی کی طرف دیکھو آپ ہمیشہ صداقت پر قائم رہے مقدمات کے دوران آپ کو ایسے موقع بھی پیش آئے کہ سچ بولنے میں قید کا خطرہ تھا لیکن آپ نے خطرہ کی مطلق پرواہ نہ کی۔ (پیغام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۹۳۵ء۔ اپریل ۱۹۲۵ء)

حالانکہ حقیقت اس کے سراسر خلاف ہے۔ مرزا صاحب نے مقدمات کے دوران اپنے بجاوے کی خاطر اسی قدر جائز و ناجائز کوشش کی جتنی کہ ایک دنیادار شخص سے ممکن ہے۔ ثبوت سنئے، جن لوگوں نے حکیم محمد حسین قریشی کا رسالہ خطوط امام بنام غلام، اور مرزا صاحب کی کتب جن میں مرزا جی نے بڑے فخر سے لاکھوں روپے کی اپنی آمد بتائی ہے، دیکھی ہیں ان پر واضح ہے کہ مرزا جی نے مریدوں کے مال سے خوب گل چھرے اڑائے ہیں۔ آمد و خرچ کا حساب کتاب اسی لئے مرزا جی نے کوئی نہ رکھا تھا کہ جو چاہوں کروں جس طرح چاہوں عیش اڑاؤ۔

اس بات کو مرزا جی کے بعض دنیا طلب معزز مرید بھی بھانپ رہے تھے گریا رائے دم زدن نہ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ بعض من چلے مریدوں نے باہم مشورہ کر کے ایک مرید سے کہلوا ہی دیا (مولوی صاحب! یہ مرید آپ ہی تو نہ تھے؟ معمار) کہ حضور! غریب و نادر مریدوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی یوں بے دردی سے مت اڑائیئے۔ باقاعدہ حساب کتاب ایک کمیٹی کے سپرد کریں۔ پھر کیا تھا مرزا صاحب بہت لال پیلے ہوئے اور قائل کو خوب سنا کیں ساتھ ہی کمال شان مسیحائی سے کہا کہ:

میں تا جرنہیں کہ حساب کتاب رکھوں میں کسی کمیٹی کا خزانچی نہیں کہ کسی کو حساب دوں میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو ایک ذرہ بھی میری نسبت اور میرے مصارف کی نسبت اعتراض اپنے دل میں رکھتا ہے اس پر حرام ہے کہ کہ ایک کوڑی میری طرف بھیجے۔ (الحمد ۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء)

حاصل یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادریانی نے مریدوں کے مال سے خوب من مانی موجیں اڑائی

ہیں۔ اس کا مزید ثبوت سنتا چاہو تو حضرت خلیفۃ المسیح یعنی مولوی نور الدین صاحب کی شہادت ملاحظہ فرمائیں جوانہوں نے بمقدمہ ٹکیکس متعلقہ مرزا صاحب رو بروئے تھیصیل دار صاحب دی ہے کہ:  
لوگ مرزا صاحب کو ان کے خرچ کے لئے بطور ہدیہ کے پیری مریدی کے طور پر دیا کرتے ہیں۔  
(رواد مقدمات قادریانی ص ۲۷)

مگر جناب مرزا صاحب، ہاں قادریانی مسیح موعود، ہاں ہاں حضرت مجدد زمان کی راست گوئی ملاحظہ ہو کہ آپ نے اسی مقدمہ ائمہ ٹکیکس میں جو بیان دیا ہے وہ بالفاظ تھیصیل دار صاحب یہ ہے:  
مریدوں سے سالانہ آمدنی قریباً چار ہزار روپیہ کے ہوتی ہے اور (مرزا) کے ذاتی خرچ میں نہیں آتی  
مرزا غلام احمد نے یہ بھی بیان دیا کہ اس کی ذاتی آمدنی باغز میں اور علاقہ داری کی اس کے خرچ  
کے لئے کافی ہے اس کو کچھ ضرورت نہیں کہ وہ مریدوں کا روپیہ ذاتی خرچ میں لاوے۔  
(ضرورت الامام ص ۲۵)

مولوی محمد علی صاحب! ائمہ ٹکیکس سے ڈر کر حکومت کی حق تلوی کرنے کو اس طرح غلط بیانی کرنا آپ کے  
نژدیک کذب نہیں؟ انصاف

مثال نمبر ۲۔ قادریانی مرزا جی نے اپنی اغراض کو پورا کرنے کے لئے آمدنی چندہ کو بظاہر پانچ  
مدادات پر تقسیم کر رکھا تھا (جن کا حساب کتاب کوئی نہ تھا جیسا کہ گزر چکا) وہ پانچ مدادات مندرجہ ذیل ہیں:  
اول مہمان خانہ، دوم مطبع، سوم مدرسہ چہارم سالانہ اور دیگر جلسہ جات، پنجم خط و کتابت۔  
(رپورٹ تھیصیل دار مندرجہ ضرورت الامام ص ۳۳-۳۴)

ان سب مدادات کے لئے جس قدر آمد خرچ ہوتا وہ سب بدست مرزا صاحب ہوتا تھا کسی غیر شخص  
کا اس میں دخل نہ تھا مولوی نور الدین شاہد ہیں کہ:

بعض صورتوں میں مرزا صاحب کو لوگوں سے ہدایت ہوتی ہے کہ ان کا روپیہ مہمان نوازی میں  
خرچ ہو اور بعض میں ایسی ہدایت نہیں ہوتی۔ مرزا صاحب کو اختیار ہے کہ وہ پانچ مددوں میں سے  
جس مدد میں چاہیں خرچ کریں۔ میں (نور الدین) بھی مرزا صاحب کو اپنی گرد سے روپیہ دیا کرتا ہوں

لیکن تخصیص نہیں ہوتی کہ وہ ان پانچ مددوں میں سے فلاں مد میں خرچ کریں۔

(رواد مقدمات قادیانی ص ۲۷)

اسی بیان کی تائید ملشی تاج الدین تھیں دار پر گنہ بیالہ کی روپرٹ مندرجہ صفحہ ۲۳۸ ضرورۃ الامام سے بھی ہوتی ہے جس سے صاف عیاں ہے کہ جملہ مددات پر جس قدر خرچ وغیرہ ہوتا یا آمد ہوتی بلا دخل غیرے بدست مرزا جی ہوتی۔ مگر مرزا جی نے مقدمہ اکم لیکس میں رو بروئے تھیں دار صاحب یہ بیان دیا کہ: جو آمدنی مدرسہ کی مدد پر آتی ہے وہ اس آمدنی کے علاوہ ہے اور اس کا خرچ بھی علاوہ ہے میں نے انتظاماً وہ کام مولوی نور الدین صاحب کے سپرد کر رکھا ہے وہی حساب کتاب رکھتے ہیں اور بذریعہ اشتہار چندہ دہندگان کو اطلاع دی گئی ہے کہ اس کا روپہ براہ راست مولوی نور الدین صاحب کے نام ارسال کریں۔ (ص ۲۷ رواد مقدمہ تائید ص ۲۳۸ ضرورۃ الامام)

اس بیان میں مرزا صاحب نے یہ صاف غلط بیانی کی ہے کہ مدرسہ کی آمد و خرچ کا حساب کتاب مولوی نور الدین کے سپرد ہے حالانکہ ہم اوپر خود مولوی نور الدین کے بیان سے ثابت کرائے ہیں کہ انہیں ان امور میں دخل نہ تھا وہ خود بھی اپنا چندہ مرزا صاحب کو دیا کرتے تھے۔ اس کی مزید تائید مولوی صاحب مذکور کے اس بیان سے ہوتی ہے جو انہوں نے مقدمہ حکم فضل الدین بنام مولوی کرم الدین حبیمی عدالت رائے گنگا رام مجسٹریٹ درجہ اول گوردا سپور میں دیا کہ :

مدرسہ کا کام مرزا صاحب نے میری ذمہ نہیں ڈالا ہوا مدرسہ کے چندہ کا کام جب سے مدرسہ ہوا ہے کبھی میرے سپرد نہیں ہوا چندہ میرے نام کھی نہیں آتا۔ (بیان مورخ ۲۵ جون ۱۹۰۳ء رواد مقدمہ ص ۱۲۰)

مولوی محمد علی صاحب! قادیانی مرزا جی کی مذکورہ بالا غلط گوئی کے متعلق آپ کا کیا فتوی ہے؟

مثال نمبر ۳۔ ایسا ہی مقدمہ مذکورہ بالا میں حبیم مولوی نور الدین کا یہ بیان ہے کہ قادیانی میں میرے خیال میں شاید تین چار مطیع ہیں حضرت صاحب کا اپنا مطیع کوئی نہیں (رویداد مقدمات ص ۱۲۲-۱۲۳)

خدومرزا صاحب نے بھی مقدمہ حبیم فضل دین بنام مولوی کرم الدین ۱۹۰۳ء کو بطور شاہد لکھایا کہ:

مطبع ضياء الاسلام میرے خیال میں ۱۸۹۸ء سے جاری ہوا میں نے جاری نہیں کیا حکیم فضل دین

اس کا ماں لک تھا آج تک وہی ماں لک ہے نفع نقصان کا وہی ذمہ دار ہے (روداد مقدمات ص ۱۳۸)

تحریرات مذکورہ سے ظاہر ہے کہ مرزا جی کا اپنا مطبع کوئی نہ تھا، لہذا مرزا جی کا مقدمہ اکمل ٹکیس میں سرکاری ٹکیس سے بچاؤ کی خاطر قریباً ۵۰۰ روپے مطبع کا خرچ لکھا نام مرزا جی کے صادق ہونے پر دلیل ہے یا غیر صادق پر۔ ملاحظہ ہو بیان مرزا صاحب:

خرچ مطبع اس سال تخمیناً ایک ہزار روپے ہوا ہے جس کا حساب کوئی نہیں اس میں مراتب ذیل ہیں۔ کل کش، پر لیں میں۔۔۔؟ اسنجیا، رو لیا۔۔۔ سنگ ساز۔۔۔ وغیرہ۔۔۔ کاغذ ماہوار۔ کل خرچ ..؟ آمدنی مطبع کی حسب ذیل اس سال ہوئی: آمدنی فروخت کتب چار سو اٹھاسی روپے دس آنہ اس حساب سے خرچ مطبع آمدبی سے تخمیناً پانچ سوروپہ کے قریب زیادہ آتا ہے۔۔۔ یہ خرچ دوسری مراتب سے دیا جاتا ہے۔ (روداد مقدمہ ص ۳۷)

اس بیان کی جملہ تائید ضرورت الامام کی متفقہ سابق تحریرات سے بھی ملتی ہے کہ مرزا جہنم نے آمدنی چندہ از مریدین کے خرچ کے لئے مراتب بیان کیں جن میں مطبع کی مدھمی ہے۔ الحاصل ان بیانات میں صدق مقال کو مخوض نہیں رکھا۔

مثال نمبر ۲۔ مذکورہ بالا غلط بیانی پر انتہائی غلط آمیز کارروائی اور سینئے کہ جب مرزا صاحب نے مقدمہ فضل دین میں اپنا مطبع ہونے سے انکار کیا (جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا) تو مخالف جو ایک دوراندیش ہے (یعنی مولوی الدین صاحب جہلمی) نے فوراً مقدمہ اکمل ٹکیس والا بیان عدالت کے رو برو پیش کر دیا کہ یہ حضرت اس زمانے میں مطبع کو اپنا ذاتی قرار دے کر خرچ رو لیا، اسنجیا، پر لیں میں وغیرہ بھی لکھا چکے ہیں پھر کیا تھا مرزا جی کے ہاتھوں کے طو ط اڑ گئے بقول مرزا صاحب ایک جھوٹ بنا ہے کو سوجھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ مرزا جی نے اسی پر عمل کر کے یوں جواب دیا:

جو بیان میرا رو بروئے تھیں دار صاحب ٹالہ بمقدمہ عذرداری اکمل ٹکیس (آر ۱۶) میں

نے پڑھا ہے اس میں جو مطمع کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ مطمع میں جو کتابیں چھپوائی جاتی ہیں  
(رواد مقدمہ ص ۱۳۸) (یعنی مطمع مراد نہیں بلکہ طباعت مراد ہے)

احمدی بھائیو! اپنے مسح موعود کی اس مقدس راست گوئی پر شرمندہ نہ ہو جانا کہہ دو :

سچ مجھ حضرت مسح موعود کا یہی مطلب تھا اور اگر کوئی مخالف انکم ٹیکس والے بیان سے روایا، اسفنجیا، سگ ساز، پرلیس میں وغیرہ کھاوے تو کہہ دینا کہ روایا سے مراد براہین احمدیہ کی سلامی کشائی تھے بندی اور اسفنجیا سے حقیقتہ الوجی کی کشائی اور سگ ساز و پرلیس میں سے مراد میر عباس علی لدھیانوی ہیں جنہوں نے براہین احمدیہ کی اشاعت میں انتہائی سعی کی تھی۔ مرزا صاحب نے کیا سچ کہا ہے:

جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے بکے، کون اس کو روکتا ہے۔ (اعجاز احمدی ص ۳)

**مثال نمبر ۵۔** مرزا صاحب نے بمقدمہ یعقوب علی تراب حسب ضرورت خود مصلحت وقت

ایک طرف تو بیان دیا کہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے خود مجھے ایک خط لکھا تھا مگر دوسری طرف عند الحاجت یوں کہا کہ وہ خط مولوی کرم الدین کے لفاظ میں مجھ کو ملا تھا چنانچہ مرزا صاحب کے الفاظ درج ذیل ہیں:  
کارڈ پی نمبر ۵ وہ کارڈ ہے جو مولوی کرم الدین کے خط میں مجھ کو ملا جو ۲۱ جولائی ۱۹۰۲ء کو لکھا ہے۔

(رواد ص ۱۳۷)

احمدیو! تمہارے حضرت مسح موعود نے مقدمہ حکیم فضل الدین بنام کرم الدین میں مورخہ ۱۹۔ اگست

۱۹۰۲ء کو لکھا تھا کہ : عین الیقین اور حق الیقین عدالت کے ذریعہ میسر آتے ہیں۔ (رواد مقدمہ ص ۱۳۶۔ ۱۳۷)

اس جگہ ملاحظہ کرو کہ خود عدالت نے مرزا جی کی کذب بیانی پر دستخط کئے ہیں: بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر مولوی محمد علی صاحب! آپ کا دعوی تھا کہ مرزا جی نے مقامات کے دوران کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ خاکسار نے مجملہ کئی ایک امثلہ کے پانچ مثالیں آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں دیکھئے آپ کیا کہتے ہیں۔

مولوی صاحب! آپ کا یہ فرمان بالکل حق ہے کہ:

آج اسلام اور قرآن پر ایمان لانے والے ایسے لوگ بھی ہیں کہ ان کے ہاتھ میں ہر وقت تسلیع اور زبان پر ذکر الہی لیکن جب جھوٹ بولنے پر اتراتے ہیں تو اس قدر جھوٹ بولتے ہیں کہ کوئی

بڑے سے بڑا کذاب اور دہری بھی شاید نہ بول سکے بڑی بڑی مقدس شکلؤں اور حیثیتوں والے لوگ عدالت میں حلف اٹھا کر کذب بیانیاں کرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے۔

(پیغام صلح لاہور ۱۹- اپریل ۱۹۳۵ء)

کیا میں امید رکھوں کہ آپ میرے پیش کردہ کذبات کا کوئی صحیح جواب دیں گے یا مرزا صاحب کو چھوڑ کر صادق رسول اللہ ﷺ کی غلامی کا حلقة اپنے لئے کافی سمجھیں گے اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو میں آپ کو پیر پرست کہنے میں حق گو ہوں گا یا غلط گو۔ خیر میں آپ کے اس قول کی دل سے تائید کرتا ہوں کہ:  
پیر پرستی ایک بُری بیماری ہے کوئی بیماری شاید اس سے زیادہ بُری نہیں اس بیماری سے غور و فکر کا مادہ تو بالکل فنا ہو جاتا ہے  
مکرم مولوی صاحب!

انہوں نے خود غرض شکلیں کبھی دیکھی نہیں شاید وہ جب آئینہ دیکھیں گے تو ہم ان کو بتا دیں گے  
(ہفت روزہ اہل حدیث امر ترسی ۲۲ مطابق ۱۹۳۵ھ صفر ۲۰ مصفر ۱۳۵۷ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۰ ص ۶-۸)

## جسٹس سرفراز علی، خلیفہ قادریان کی تائید میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امر ترسی لکھتے ہیں:

آج کل اخبارات میں سرفراز علی سابق جسٹس ہائی کورٹ پنجاب کی تحریروں کا بہت ذکر ادا کار ہے کیونکہ انہوں نے آواز اٹھائی ہے کہ حکومت جماعت مزدیکہ کو مسلمانوں سے الگ اقلیت بنادے۔ اس سے فریقین کو امن رہے گا۔ قادیانی اخبار اور قادری خلیفہ اس سے تنخ پا ہو رہے ہیں۔ غیظ و غضب میں کچھ بے معنی باتیں بھی کہہ جاتے ہیں۔ ہم نے اس موضوع پر کئی دونوں تک غور کیا تو ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ قادری خلیفہ اور خلیفہ قادریان کو سرفراز علی صاحب کا مشکور ہونا چاہیے آج ہم اس معنے کو حل کرتے ہیں جس سے دونوں فریقتوں میں مفا

ہمت ہو کر غلط فہمی دور ہو جائے گی۔ اس کے بعد دونوں فریق مل کر ہمارے شکر گزار ہوں گے۔ ان شاء اللہ ۱۹۲۳ء میں خلیفہ قادیانی نے سفر انگلستان کا تہبیہ کیا تو نجمن احمد یہ قادیانی سے دس ہزار روپے منظور کرایا۔ پیالہ سے درزی بلائے گئے جنہوں نے تمام پارٹی کی وردی ایک ہی شان کی تیار کی۔ بڑی شان کے ساتھ یہ کہہ کر سفر یورپ کو روانہ ہوئے کہ وہاں اسلام کی اشاعت کے ذرائع پر غور کریں گے وہاں پہنچ کر ایسی بے دردی سے روپے اڑایا کہ بجائے دس ہزار کے اسی (۸۰) ہزار خرچ ہوا۔ اس سفر میں کام کیا کیا؟ وزیر ہند سے ملے اپنی وفاداری جتا کر درخواست کی کہ: کونسلوں اور اسمبلی میں ہماری نمائندگی الگ کر دی جائے، وزیر ہند نے خدمات کا اعتراف کیا مگر نمائندگی علیحدہ کرنے میں اپنی مشکلات پیش کر کے انکار کر دیا۔

ہم نے اس واقعہ کو معتبر ذریعہ سے اطلاع پا کر اسی زمانہ میں اخبار اہل حدیث میں شائع کر دیا تھا اور یہ بھی لکھ دیا تھا اور اب بھی لکھتے ہیں کہ خلیفہ صاحب قادیانی اگر انکار کریں تو حلف مودع بعذاب اٹھا میں جو وہ دوسرے مکروں سے حلف طلب کیا کرتے ہیں۔ اس واقعہ سے ثابت ہے کہ علیحدہ نمائندگی اہل قادیانی کا عین معاہدہ ہے۔ یہ تو واضح بات ہے کہ نمائندگی میں انتیاز جماعتی انتیاز پر موقوف ہے۔ پس آج جو سر ظفر علی نے مرزا ای جماعت کو علیحدہ کرنے کی تحریک کی ہے۔ یہ دراصل قادیانی تحریک کی تائید ہے۔ اس لئے قادیانی جماعت کو سر موصوف کا شکر گزار ہونا چاہیے اور دونوں کو ہمارا شکر یہ بھی ادا کرنا چاہئے کیونکہ ہم نے پرانا ریکارڈ پیش کر کے ان دونوں میں مصالحت یا کم سے کم مفاہمت کرادی۔

مجھ سا مشتاق جہاں میں کہیں پاؤ گے نہیں

گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لے کر

(ہفت روزہ اہل حدیث امر ترسی ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۷ھ جلد ۳۰ نمبر ۱۵ ص ۱۵)

## خاتم النبیین

جناب مشیٰ محمد عبداللہ صاحبؒ معمار امر ترسی لکھتے ہیں:

بیسیوں آیات و صد ہا احادیث سے بعبارۃ انص ثابت ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ کے بعد کوئی

شخص بھی نبی بنانے کی بھیجا جائے گا۔ مگر خدا بھلا نہ کرے غیر صادق زر پرست مدعاوں کا کہ انہوں نے اس بدیہی عقیدہ میں رخنہ ڈالنے کی پوری جدوجہد کی۔

منجمکہ غیر صادق مدعاوں ساق کے مزاغلام احمد قادری ایسی ہیں جنہوں نے اپنے ہم مشرب مدعاوں ساق کی نقلی کرتے ہوئے دعویٰ نبوت کر کے اسلامی وحدت کے شیرازہ کو بکھیرنے اور پراگنہ کرنے کی طرح ڈالی وہ توبیج بوکر چلے گئے اور خدا جانے روحانی ہسپتال کے کس درجہ میں پڑے ہوں گے مگر ان کا ڈالا ہوا نجی چل لایا جس سے وہ کائنے دار جھاڑیاں پیدا ہوئیں کہ دامان اسلام آج ان کی منحوس ونا مبارک نوکوں سے چھلنی ہوا جاتا ہے اللهم اید الاسلام و المسلمين

اس فرقہ ضالہ کی طرف سے حضرت ختم المرسلین ﷺ کی ختم المرسلین کو توڑنے کیلئے جس قدر نامبار کوشش اور پراز فریب و مغالطہ کار وائی عمل میں آئی ہے اسکی تردید ہم محمدیہ پاکٹ بک بجواب پاکٹ بک مرزا نیہیہ میں بنوی کرچکے ہیں۔

مگر یہ لوگ آئے دن اپنی تحریفات کو اخبارات میں شائع کر کے اپنے نامہ اعمال کی گھڑی کو بوجمل بنانے کے شائق ہیں اسلئے ان کی تحریفات کے جواب میں یہ سطور اخبار میں شائع کرنے کی حاجت ہوئی۔

افضل قادریان .. اپریل ۱۹۳۵ء میں یہ مضمون شائع ہوا ہے کہ:

از روئے احادیث آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت جاری ہے

مضمون نگارنے سب سے پہلے آیت خاتم النبیین میں تحریف معنوی کی ہے کہ:

خاتم کے معنی مہر کے ہیں، مہر کی اصلی غرض تصدیق کرنا ہے لہذا خاتم النبیین کے معنی مصدق النبیین کے ہوئے۔

اس کے جواب میں ہم آیت کا صحیح ترجمہ خود مزاغلام احمد قادری ای کی کتابوں سے نقل کر دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو

ما كان محمد ابا حٰدِي من رجالِكم ولكن رسول الله و خاتم النبیین

(یعنی خاتم میں سے کسی مرد کا باب نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔) یہ آیت صاف دلالت کر

رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول (ہو کر) دنیا میں نہیں آئے گا۔

(مرزا جی کی الہامی کتاب موسومہ از الہادہام۔ ص ۲۱۳ و ۲۵۶ طبع اول)

صاف واضح ہے کہ خاتم النبین کے معنی نبیوں کو بند کرنے والا کے ہیں۔

تفسیر نبوی ﷺ

ما كان محمد اباً ح من رجالكم ولـكـن رـسـوـلـ اللـهـ وـخـاتـمـ النـبـيـيـنـ الاـتـعـلـمـ  
ان الرـبـ الرـحـيمـ الـمـتـفـضـلـ سـمـىـ نـبـيـنـا ﷺ خـاتـمـ الـنـبـيـيـنـ الاـنـبـيـاءـ بـغـيرـ اـسـتـشـنـاـ وـ  
فـسـرـهـ نـبـيـنـاـ فـيـ قـوـلـهـ لـاـ نـبـيـ بـعـدـيـ . (حمامة ابشعی. ص ۲۰).

ترجمہ اzmولوی محمد علی امیر جماعت احمد یہ لا ہور در کتاب النبیۃ فی الاسلام صفحہ ۱۳۰:

محمد ﷺ میں سے کسی ایک شخص کے باپ تو نہیں مگر اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں۔ کیا نہیں جانتے کہ خدا نے کریم و رحیم نے ہمارے نبی ﷺ کو بغیر استثناء کے خاتم الانبیاء فرار دیا اور ہماری نبی ﷺ بطور تفسیر آیت مذکور فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

یہ عبارت بھی صاف ہے کہ خاتم النبین کے معنی خود رسول اللہ ﷺ نے نبیوں کو ختم کرنے کے ہیں۔ صاف حدیث ہے

انہ سیکون فی امّتی کذا بون ثلا ثون کلّهم یز عم انه نبی الله وانا خاتم

النـبـيـيـنـ لـاـ نـبـيـ بـعـدـيـ (مشکوٰة کتاب الفتن فصل ثانی)

(یعنی آخر پرست ﷺ فرماتے ہیں کہ دنیا کے اخیر تک قریب تیں کے دجال پیدا ہوں گے)

(جنوبوت کا دعویٰ کریں گے۔ معمار)

### لفظ خاتم از روئے کتب لغات:

خاتم کسی چیز کو اس طرح بند کرنے کو کہتے ہیں کہ بند شدہ شےے سے نہ خارج ہو سکے، نہ مزید داخل ہو سکے۔ یہاں تک کہ مہر توڑی جاوے۔ جیسے لفافہ بند کرنا، یا پارسل یا بولٹ چونکہ بند عموماً لا کھکھ کی مہر سے کیا جاتا ہے یا صرف کندہ گنیہ کے نقش کرنے سے اس لئے مجاز اس مہر یا گنیہ کو بھی خاتم کہا جاتا ہے۔ ایسا ہی باعث اس کے کہ گنیہ اکثر اوقات ہاتھ کی انگوٹھی میں جڑا ہوا ہوتا ہے، بدیں مناسبت انگوٹھی کو بھی خاتم کہا جاتا ہے۔ یہ

سب مجازی معنی ہیں۔ لفظ خاتم بحسب الوضع حقیقی معنوں میں صرف بند کرنے کے معانی رکھتا ہے۔ یہی مفہوم اس کے مجازی معنوں میں بھی موجود ہے۔

### قرآن پاک سے ایک مثال:

کفار کہتے تھے کہ محمد ﷺ نے خدا پر افتاء کیا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے

فَإِن يَشَأْ اللَّهُ يَخْتِمُ عَلَى قَلْبِكَ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيَحْقِّقُ الْحَقَّ بِكَلْمَاتِهِ .

(الشوری: ۲۳) (اگر خدا چاہے تو اس کا اتر ناید کر دے پوہ بند نہیں کرتا کیونکہ .. وہ احراق حق اور ابطال باطل اپنے کلمات سے کرتا ہے)۔ (براہین احمدیہ مصنفہ مرزا ص ۵۵۳)

### لفظ مہر و خاتم از کتب مرزا قادریانی:

وید کی رو سے تو خوابوں اور الہاموں پر مہر لگ گئی ہے۔ (حقیقتہ الواقع ص ۳)

اسی مطلب کو دوسرا جگہ مرزا جی نے بدیں الفاظ ادا کیا ہے:

۱۔ وید کا پر میشراب ابتدائے زمانہ کے بعد ہمیشہ کے لئے اپنا الہام نازل کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے۔

(چشمہ معرفت ص ۱۳۲)

۲۔ میرے بعد میرے والدین کے گھر اور کوئی لڑکا لڑکی پیدا نہیں ہوا۔ میں ان کیلئے خاتم الاولاد

ہوں (تریاق القلوب ص ۲۷۵ طبع اول ص ۲۷۶ طبع دوم)

۳۔ خدا کی کتابوں میں مسیح موعود کے کئی نام ہیں۔ ایک نام اس کا خاتم الخلفاء ہے یعنی ایسا خلیفہ جو

سب کے آخر آنے والا ہے۔ (چشمہ معرفت ص ۳۱۸)

۴۔ محمد ﷺ کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔ (چشمہ معرفت ص ۲۲۲)

### خاتم النبیین از کتب لغت

۱۔ و من اسماء ه ﷺ الخاتم و الخاتم و هو الذى ختم النبوة بمجيئه

(تاج العروس) (یعنی آپ کے امامے شریفہ سے خاتم اور خاتم ہیں جس کے معنی ہیں کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا)

٢ . الْخَاتِمُ وَالْخَاتِمُ مِنْ أَسْمَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي التَّنْزِيلِ الْعَزِيزِ مَا كَانَ

محمد ابا احد من رجالكم و لكن رسول الله و خاتم النبیین ای آخرهم -

(تہذیب الازھری بحوالہ الابیان)

اسی کے قریب قریب جملہ کتب لغت میں مرقوم و موجود ہے۔

آیت خاتم النبیین کی مختصری شرح کے بعد ہم مرزاً مضمون نگارکی چند قابل جواب تحریفات کا جواب لکھتے ہیں۔

### تحریف مرزاً

ا۔ ہم درود شریف میں آنحضرت ﷺ پر خدا کی ولیٰ ہی رحمت طلب کرتے ہیں جیسی ابراہیمؑ اور اس کی آل پر ہوئی، یعنی دیگر حرمتوں کے ساتھ ساتھ بوت تھی۔ (مفہوم)

جواب: اگر درود شریف پڑھنے سے تم لوگوں کا یہی مفہوم ہوتا ہے تو تم سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی توہین کرنے والا، اور تمہاری اس دعا سے بڑھ کر لغو و لچر دعا شاید ہی کوئی ہو۔

رسول اللہ ﷺ کو وہ افضل و اتم شریعت عطا ہوئی کہ جملہ انبیاء کی شریعتیں مل کر بھی اس پایہ کی نہ ہوں۔ پھر تمہاری یہ کس قدر گستاخی ہے کہ با وجود کہ آج سے تیرہ سو برس پیشتر جو اعلیٰ و احسن کامل و مکمل شریعت آنحضرت ﷺ کو عطا ہوئی تم اس کی عوض آنحضرت ﷺ کے لئے ایسی شریعت چاہتے ہو جو ابراہیمؑ کو مل تھی اتنے استبدل و لون الذی هوا دنی بالذی هو خیر

آپ ہی اپنے ذرا جور و جفا کو دیکھو

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

ماسواس کے یہ کیا لغویت ہے کہ خدا یا! محمد ﷺ کو ابراہیمؑ جیسی بوت دے حالانکہ آپ سید المرسلین ہیں۔

باقی رہا یہ کہ جس طرح آل ابراہیمؑ کو بوت دی گئی، اسی طرح آل محمد کو دی جائے گی۔

یہ خیال بھی از سرتاپا مجنونانہ ہے۔ درود شریف سے یہ مفہوم نکالنا چند وجوہ باطل لغو و لچر بے ہودہ ہے:

اـ نامہ نگار نے خود لکھا ہے کہ، انبیاء سابقین کی طفیل سے کوئی شخص نبی بنا، ایسا ہی مرزا جی نے حقیقتہ الوجی میں لکھا ہے:

حالانکہ امت محمد یہ میں با عقائد شماہی نبوت ہے جو آنحضرت ﷺ کی پیروی سے ملے۔ (ملاحظہ ہو  
اشتہار ایک غلطی کا ازالہ۔ ص ۲۶-۲۵، استفتاء حقیقتہ الوجی)

اندر یہ صورت درود شریف میں تمہارے جیسے داناؤں کا یہ مالگنا کہ الہی ہمیں وہ نبوت عطا کر جو انیاۓ سابقہ کو ملی تھی ایک ایسا الغوم طالب ہے کہ لا نظیر له و لا مثال له۔

۲۔ حضرت ابراہیمؑ کی آل پرتو یہ بھی رحمت ہوئی تھی کہ ان میں صاحب کتاب و شریعت نبی ہوئے۔ کیا امت محمد یہ میں بھی تم لوگ قرآن کے بعد کسی دوسری شریعت کی آمد کے طالب ہو؟  
پھر تو قادیان سے ڈیرا اٹھا کر ایرانی نبی کے ہاں اڑھ جماؤ کہ وہ صاحب کتاب نبی ہونے کا بھی مدعا ہے۔  
اگر درود شریف میں شریعت والی نبوت کو تم مستثنی کرتے ہو، کیونکہ ایسا دعویٰ مرزا کے نزدیک کفر ہے  
(ملاحظہ ہو بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) تو فرمائے یہ استثنائے کس بنایا ہے۔

اگر خاتم النبیین والی آیت اور لا نبی بعدی والی حدیث صحیح ہے جیسا کہ خود تم نے لکھا ہے:  
ہم کہتے ہیں کہ لا نبی بعدی شرعی نبی کیلئے روک ہے غیر شرعی آسکتا ہے،  
تو یہی جواب ہمارا ہے کہ اس آیت و حدیث میں ہر قسم کی نبوت جدیدہ کی بندش ہے جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں خود مرزا صاحب کی زبان سے مزید سننا چاہو تو سنو:

۱۔ لا نبی بعدی میں نبی عام ہے۔ (ایام الحصیح اردو۔ ص ۱۳۶)

۲۔ الا تعلم انَّ الرَّبُّ الرَّحِيمُ الْمُتَفَضِّلُ سَمِّيَّ نَبِيَّنَا خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ  
اسْتِثْنَاءٍ۔ (حمامة البشری۔ ص ۲۰)

۳۔ خدا نے اپنی تمام نبیوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ پر ختم کر دیا۔  
(قول مرزا در اخبار الحکم ۱۸۹۹ء۔ اگست ۱۸۹۹ء)

آدم برس مطلب: درود شریف سے اجرائے نبوت پر استدلال کرنا محض یہودیانہ کھنچ تان ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مرزاًی محرف کی نظر الفاظ کما صلیت علی ابراھیم و علی آں ابراھیم پر ہے۔ وہ لفظ کما سے مشابہت تامہ سمجھ رہا ہے حالانکہ (مرزاً نے لکھا ہے):

یہ ظاہر ہے کہ (ہر ایک جگہ) تشبیہات سے پوری پوری تطبیق (یا مشابہت مفہوم) نہیں ہوتی بسا اوقات ایک ادنیٰ ممالکت بلکہ صرف ایک جزو میں مشارکت کے باعث ایک چیز کا نام دوسری پر اطلاق کر دیتے ہیں۔ (ازالہ اوبام طبع اول حاشیہ ص ۲۷، طبع دوم حاشیہ ص ۳۰)

خلاصہ جواب یہ کہ درود شریف میں حن رحمتوں کو طلب کیا جاتا ہے وہ نبوت کے علاوہ ہیں۔ وجہ یہ کہ:

قرآن شریف آیت الیوم اکملت لكم دینکم  
اور آیت و لکن رسول الله و خاتم النبیین  
میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے (تحکہ گرد و یہ طبع اول ص ۵۲)  
از انجلیٰ آیت خاتم النبیین کے مفہوم کو اللہ کے لئے ایک دلیل مرزاًی نے یہ پیش کی ہے کہ  
آنحضرت ﷺ نے حضرت عباسؓ کو مخاطب کر کے فرمایا **فیکم النبوة و المملكة الخلافة**  
**فیکم والنبوة** (حجج الکرامہ ص ۱۹۷ و کنز العمال ج ۶ ص ۱۷۹)

جواب۔ پہلی روایت حجج الراہمة و کنز العمال دونوں میں موجود ہے مگر دوسری صرف کنز العمال میں ہے۔ لہذا مضمون نگارکار کا اسے حجج الکرامہ کی طرف نسبت کرنا جھوٹ ہے۔

دوسرافریب یہ ہے کہ پہلی روایت کے بعد ساتھ ہی حجج الکرامہ میں لکھا ہے واخر جهہ البر از درسندرش محمد عامری ضعیف است، جسے مرزاًی محرف نے چھواتک نہیں حالانکہ اس کا فرض تھا کہ ختم نبوت کی متعلقہ صریح و بین آیات کے مقابلہ پر اپنی روایت کو مدلل تو بڑی بات ہے کم از کم اس کے چہرہ سے اس بدنماداغ کو مٹاتا مگر افسوس کہ اس نے اپنا فرض ادا نہ کر کے اپنی سیاہ اعتقادی کو اور بھی تاریک کر دیا ہے۔ ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ یہ سیاہ داغ جعلی روایت کے ماتھے پر قدرت نے نقش کر دیا ہے اسکے دور کرنے میں مرزاًی صاحبان کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔

الغرض يہ روایت از روئے سند صحیح نہیں پھر اس پر لطف یہ کہ درایہ بھی اس کا کذب عیاں ہے وجہ یہ کہ یہ الفاظ حضرت عباس<sup>ؑ</sup> کو مخاطب کر کے کہے گئے ہیں حالانکہ بوعباس میں اس کے بعد آج تک کوئی شخص بھی نبی نہیں ہوا۔ باقی رہے مرزا قادیانی، وہ تو ہیں ہی مغل۔ (ملاحظہ ہوتہ کتاب الشہادتین ص ۳۳)

البته ایک طرح سے یہ روایت درایہ صحیح ہو سکتی یعنی بعد صحبت سند کے آنحضرت ﷺ کا یہ مطلب لیا جائے کہ پونکہ حضرت عباس خاندان بنی ہاشم سے آنحضرت ﷺ کے پچاہیں لہذا فیکم النبوة سے مراد نبوت محمدی لی جائے اور یقیناً اگر یہ روایت صحیح ہو تو آنحضرت ﷺ کا یہی مطلب ہے۔ دلیل یہ ہے: آنحضرت ﷺ نے بار بار فرمادیا کہ:

میرے بعد کوئی نبی (ہو کر) نہیں آئے گا۔ (کتاب البریۃ حاشیہ ص ۱۳۷)

ایک دلیل مرزا محرف نے یہ پیش کی ہے:

حضور ﷺ نے فرمایا: تكون النبوة فيكم ما شاء الله ان تكون ثم ير فعها الله تعالى ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ما شاء الله ... ثم تكون ملكا ماضاً فيكون ما شاء الله .. ثم تكون ملكا جبرية فيكون ما شاء الله .. ثم تكون خلافة على منهاج النبوة . چنانچہ اس کے مطابق خلافت راشہ قائم ہوئی پھر اس کے بعد دولت بنو امیہ و عباسیہ کی سخت گیری کا زمانہ آیا۔ اس کے بعد ضروری تھا کہ کوئی آسمانی شخص پیدا ہو وہ مرزا صاحب ہیں۔ (مفہوم)

جواب: حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس میں کسی نبی کے پیدا ہونے کا ذکر بلکہ اشارہ بھی ہو۔ صاف الفاظ ہیں کہ میرے بعد منہاج نبوت پر خلافت قائم ہوگی اور اس کے شاہی اس کے بعد جبری حکومت اس کے بعد پھر خلافت منہاج نبوت پر ۔

پہلی خلافت منہاج نبوت والی خود تمہیں مسلم ہے کہ خلافت راشدہ ہے۔ دوسرا خلافت یا تو وہی ہے جس کا خود اس روایت کے راوی کو خیال ہے یعنی حضرت امام عمر بن عبد العزیز کی خلافت، یا ہمارے زمانہ

میں سلطان عبدالعزیز بن سعود کی، یا آخری زمانہ میں حضرت امام مہدی کی۔  
بتلائے اس میں نبوت کا کہاں ذکر ہے، اس لفظ پر انگلی رکھئے۔

اے جناب! نبوت تو بعد آنحضرت ﷺ کے بندھی ہو چکی۔ تمہارے مسح موعود (مرزا قادیانی) کو تو اس حدیث کی رو سے خلافت بھی نہیں پہنچ سکتی کیونکہ یہاں اس خلافت کا ذکر ہے جو عدل و انصاف کی رو سے خلافت راشدہ کے مطابق ہو تمہارے حضرت مرزا غلام احمد صاحب تو ساری عمر بقول خود یا جو ج ماجوج کی چوکھٹ پر جمیں رکڑتے رہے۔ شرم شرم  
آگے چلو! ایک دلیل یہ دی گئی ہے کہ حدیث میں ہے

ابو بکر خیر النّاس بعده الا ان يَكُونُ نَبِيًّا (کنز العمال۔ ج ۹ ص ۱۲۸)

جواب: کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۱۲۸ میں اس روایت کو تلاش کرنا کیسے۔ اس کی تو جلدیں ہی وہ نہیں ہیں بہر حال یہ حوالہ غلط ہے۔

البته یہ روایت کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۳۸ پر موجود ہے اس کے ساتھ ہی یہ لکھا ہوا ہے  
هذا الحدیث احد ما انکر یہ حدیث ان میں سے ایک ہے جس کا انکار کیا گیا ہے۔ یعنی روایت ہی  
 موضوع نہیں بلکہ جھوٹ سے بھی ایک درجہ اتر کر جھوٹ لہذا مرزا ای محرف کا اس جیسی روایت کا ذہب پر استدلال  
 کرنا ہمارے لئے تو سرت کا مقام ہے۔ آہ

رسول قادیانی کی رسالت۔ جہالت ہے بطلت ہے ضلالت

(مولانا شاء اللہ نے حاشیہ پر شرح کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ حدیث اصول روایت ہی سے غلط نہیں، تو اعد خوبی کی رو سے کہی غلط ہے)  
ذر اٹھہر یئے۔ لوہم اس روایت کو چند منٹ کے لئے بطور فرض مجال صحیح تسلیم کر لیتے ہیں تاہم مرزا ای  
 استدلال غلط کا غلط رہتا ہے جو استدلال مرزا ای نامہ نگار اس روایت سے کر رہا ہے۔ یعنی امت محمد یہ میں  
 آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت جاری ہے۔ روایت کے الفاظ اس مفہوم کے متحمل ہی نہیں ہیں معلوم ہوتا ہے  
 کہ جس طرح مرزا ای مستدل ایمان و دینت سے کورا ہے اسی طرح علوم خادمہ صرف وحوسے بھی نابلد ہے  
 تحقیق بالا سے صاف عیاں ہے کہ یہ روایت بصورت صحیح ہونے کے بھی ختم نبوت کے منافی نہیں اور نہ ہی

اجر انبوت پر دلیل

خلاصہ کلام یہ کہ:

ختم اللہ بر سو لنا النبیین۔ (تحفہ بغداد صے، از مرزا قادیانی)

(یعنی اللہ تعالیٰ انہیاء کے سلسلہ کو ہمارے نبی ﷺ پر ختم کر چکا ہے)۔

پس آپ کے بعد عوی نبوت کرنے والا انہی القابات کا مستحق ہے جو خود مرزا غلام احمد صاحب نے تحریر کئے ہیں یعنی

۱۔ ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ (اشتہار مرزا جنوری ۱۸۹۷ء۔ تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۶۲)

۲۔ ختم المسلمين کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت کو کاذب کا فرجانتا ہوں

(اشتہار مرزا ۲۱۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء۔ تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۲)

۳۔ نبی ﷺ کے بعد نبی ماننا استخفاف شان محمد ﷺ تکذیب کلام الہی دلیری و گستاخی ہے۔

(ایام اصلح - ص ۳۶)

۴۔ جو شخص ختم نبوت کا مکنکر ہوا س کو بے دین دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔

(تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۲۲)

۵۔ (مدعی نبوت) ملعون خسر الدنیا والآخرۃ۔ (اجماع آئمہ مسیح ۲۵)

۶۔ مدعی نبوت مسلمہ کذاب کا بھائی بد بخت مفتری (اجماع آئمہ مسیح ۲۷۔ حاشیہ)

مرزا یوسیٰ تحریرات بالا کے بعد الفاظ ذیل پڑھو۔ مرزا جی رقم ہیں:

قانون قدرت صاف گواہی دیتا ہے کہ خدا کا یہ فعل بھی دنیا میں پایا جاتا ہے کہ وہ بعض اوقات بے

حیا اور سخت مجرموں کی سزا ان کے ہاتھ دلوتا ہے سو وہ لوگ اپنی ذلت اور تباہی کے سامان اپنے

ہاتھ سے جمع کر لیتے ہیں۔

اس کے بعد انصاف سے جواب دو کہ مرزا غلام احمد صاحب قادری کے ساتھ قانون قدرت کا

معاملہ کن اشخاص جیسا رہا؟

انیاء کی طرح یا سخت دل... مجرموں جیسا: بندہ پر منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

(ہفت روزہ اہل حدیث امر تر ۳۱ مئی ۱۹۲۵ء مطابق ۲۷ صفر ۱۳۵۲ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۱ ص ۶۳)

## بیانات مرزا صاحب

مرزا غلام احمد قادری مدعی نبوت تھے۔ نبوت وہ منصب ہے جس کے آگے بڑے بڑے شاہان عالم بھی سراطاعت خم کر دیتے ہیں اور نبی کی اطاعت کو باعث نجات اخروی جانتے ہیں۔ نبوت سے بڑا مرتبہ بتی نوع انسان میں کوئی نہیں ہے۔ کوئی شخص کتنا ہی لمبا چوڑا دعویٰ کرے اپنا منہ ہے لیکن جب دوسروں کو اپنا دعویٰ تسلیم کرائے، یا اپنے اقوال منوائے تو اس میں کلام ہوتا ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادری حسب موقعہ محل اپنے بیانات خود ہی قلم بند کرتے رہے ہیں اور ان کا اقتباس ناظرین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ گومرزائی لظر پچھر پر اہل قلم نے کافی روشنی ڈالی ہے جن کے سامنے یہی ممان کیا چیز ہے۔ مگر تقریب ماہ مئی یہ ہدیہ پیش کیا جاتا ہے کیونکہ اس ماہ میں مرزا غلام احمد صاحب کے انتقال کو ۲۷ سال کا عرصہ ہوا۔ اس لئے ۲۷ نمبر مرزا صاحب موصوف کے حوالہ قلم کئے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ اہل دانش:

تامرد سخن گفتہ باشد عیب و هرش نہفته باشد

کے معیار پر جانچیں

۱۔ ماکان لی ان ادعا النبوة و اخرج من الا سلام و الحق بقو م کافرین۔

(جمالت البشری۔ ص ۹۶)۔

میرا یہ حق نہیں ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے مل جاؤں۔

(آسمانی فیصلہ۔ ص ۳)

۲۔ میرا دعویٰ خدائی کا نہ اقتدار کا، اور میں ایک مسلمان آدمی ہوں جو قرآن شریف کی پیروی کرتا ہوں اور قرآن شریف کی تعلیم کی رو سے اس موجودہ نجات کا مدعی ہوں۔ میرا نبوت کا کوئی دعویٰ

نہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے۔ (جگ مقدس ص ۶۷)

۳۔ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ (تہذیۃ الوجی ص ۲۸)

۴۔ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہمیں مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس کے مستحق نہیں۔ (تحقیۃ الوجی ص ۳۹)

۵۔ صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ (تحقیۃ الوجی ص ۵۰)

۶۔ حدیثوں میں پتشرت حکیم بیان کیا گیا ہے کہ اب جبریل بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۵۷)

۷۔ یہ بات مستلزم محال کہ خاتم النبین کے بعد جبریل کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے۔ (ازالہ اوہام ص ۵۸۳)

۸۔ جاءہ آیل و اختار۔ اس جگہ آئل خدا نے جبریل کا نام رکھا ہے اس لئے بار بار رجوع کرتا ہے۔ (تحقیۃ الوجی ص ۱۰۳)

۹۔ ہاں تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا آنا ایک اجتماعی عقیدہ معلوم ہوتا ہے۔ سوا گری یہ عاجز مسیح موعود نہیں تو پھر آپ لوگ موعود کو آسمان سے اتار کر دھلا کیں۔ (ازالہ اوہام ص ۱۸۵)

۱۰۔ جعلناک المیسیح ابن مریم ہم نے تھے مسیح ابن مریم بنایا۔ (ازالہ اوہام ص ۲۷۲، ۲۳۲)

۱۱۔ اے برادران دین علمائے شرع تین آپ صاحبان میری معروضات کو متوجہ ہو کر سینیں اس عاجز نے مثلی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو مفہوم لوگ مسیح موعود خیال بیٹھے ہیں۔

(ازالہ اوہام ص ۱۹۱)

۱۲۔ مثلًا صحیح مسلم کی حدیثوں میں یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرور نگ کا ہوگا۔ (ازالہ اوہام ص ۱۸)

۱۳۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم کیے جائیں کہ حضرت عیسیٰ کی تین پیش گوئیاں جھوٹی نکلیں۔ اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے۔ (ابجاز احمدی ص ۱۲)

۱۴۔ یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر مو جود ہے کہ مسح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسح نے بھی انجلی میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں مل جائیں۔ (کشی نوح ص ۵)

۱۵۔ اگر زمانہ حال کے مکر میرے ساتھ باستہزادے پیش آئیں تو افسوس کا مقام نہیں کیونکہ ان سے پہلے جو گزرے ہیں انہوں نے اس سے بدتر اپنے وقت کے نبیوں کے ساتھ سلوک کیا۔ مسح سے بھی بہت مرتبہ بھی ٹھٹھا ہوا ایک دفعہ بھائیوں نے جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے چاہا کہ اس کو دیوال نہ قرار دے کر قید خانہ میں مقید کر دیں۔ (فتح اسلام ص ۲۶)

۱۶۔ مسح تو مسح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیوں کہ یہ پانچوں ایک ہی ماں کے پیٹ سے ہیں۔ (کشی نوح ص ۱۶)

۱۷۔ حضرت مسح نے کسی جگہ تثنیت کی تعلیم نہیں دی اور جیتکہ وہ زندہ رہے خداۓ واحد لاشریک کی تعلیم دیتے رہے اور بعد ان کی وفات کے ان کا بھائی یعقوب بھی جوان کا جانشین تھا ایک بزرگوار انسان تھا تو حیدر کی تعلیم دیتا رہا۔ (چشمہ میگی ص ۳۶)

۱۸۔ حضرت یسوع مسح کی طرف سے ایک سچے سفیر کی حیثیت سے کھڑا ہوں (تحفہ قیصریہ ص ۱۸)

۱۹۔ چونکہ اس نے مجھے یسوع مسح کے رنگ میں پیدا کیا تھا اور تو ارطخ کے لحاظ سے یسوع کی روح میرے اندر رکھی تھی۔ (تحفہ قیصریہ ص ۱۷)

۲۰۔ میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسح کی روح سکونت رکھتی ہے یہ ایک ایسا تھنہ ہے جو حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ انگلستان و ہند کی خدمت میں پیش کرنے کے لائق ہے (۱۸)

۲۱۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور تین نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورت میں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود نہ ہو پذیر ہوا۔ (ضمیر انعام آنھم ص ۷)

۲۲۔ اور میں اس وقت اپنی محسن گورنمنٹ کو اطلاع دیتا ہوں کہ وہ مسح موعود خدا سے ہدایت یافتہ اور مسح علیہ السلام کے اخلاق پر چلنے والا میں ہی ہوں۔ (حقیقت مہدی صفحہ ۷)

۲۳۔ متی کی انجیل سے معلوم ہوا کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی ہاں آپ کو گالیاں دینا اور بذریعی کی اکثر عادت تھی آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے غصہ نکال لیتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔ (ضمیمه انجام آئھم ص ۷)

۲۴۔ اگر چہ عباس علی صاحب کی لغزش سے رنج بہت ہوا لیکن پھر میں دیکھتا ہوں کہ جب کہ میں حضرت مسح کے نمونہ پر آیا ہوں تو یہ بھی ضرور تھا کہ بعض معیان اخلاص کے واقعات میں بھی وہ نمونہ ظاہر ہوتے تاہم یہ بات ظاہر ہوئی کہ حضرت مسح کے بعض خاص دوست جوان کے ہم پیالہ و ہم نوال تھے جن کی تعریف میں وہ الہی بھی نازل ہو گئی تھی آخر حضرت مسح سے منحرف ہو گئے تھے۔ میاں پٹرس کیسے بزرگ حواری تھے جن کی نسبت حضرت مسح نے فرمایا تھا کہ آسمان کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں ہیں، جن کو چاہیں، بہشت میں داخل کریں اور جن کو چاہیں نہ کریں۔ لیکن آخر میاں صاحب موصوف نے جو کرتوت دھلائی وہ انجیل پڑھنے والوں پر ظاہر ہے کہ حضرت مسح کے سامنے کھڑے ہو کر اور ان کی طرف اشارہ کر کے کہا نعوذ بالله بلند آواز سے کہا کہ میں اس شخص پر لعنت بھیجتا ہوں (آسمانی نیصل ص ۳۶)

۲۵۔ یہ تو ایک ایسی خبر ہے کہ گویا آج اس نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن چڑھا دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حال میں بمقام یہ ششم پٹرس حواری کا سخنطی ایک کاغذ پر عبرانی زبان میں لکھا ہوا دستیاب ہوا ہے جن کو کتاب کشتنی نوح کے ساتھ شامل کیا گیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے حضرت مسح صلیب کے واقعہ سے تجھیناً پچاس برس بعد زمین میں فوت ہو گئے تھے مسلمانوں تمہیں مبارک ہو آج تمہارے لئے عید کا نہ ہے ان سے پہلے اپنے جھوٹے عقاید کو دفع کرو اور اب قرآن کے مطابق اپنا عقیدہ بنالو کہ آخر شہادت حضرت عیسیٰ کے سب سے بزرگ وار حسابی کی شہادت ہے یہ وہ حواری ہے کہ اپنی تحریر میں جو برآمد ہوئی ہے خود اس شہادت کے لئے یہ الفاظ استعمال کرتا ہے کہ

میں ابن مریم کا خادم ہوں اور اب نوے سال کی عمر میں ایک خط لکھتا ہوں جب کہ مریم کے بیٹے کو مرے ہوئے تین سال گذر چکے ہیں۔ لیکن تاریخ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ بڑے مسیحی علماء اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ پطرس اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش قریب وقت میں تھی اور واقعہ صلیب کے وقت عیسیٰ کی عمر قریباً ۳۳ سال اور پطرس کی عمر تین چالیس سال کے درمیان تھی (تخفیف وہ ص ۱۰) ۲۶۔ اول تو یہ جانا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمان کی جزیا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صد ہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ (ازالہ ادہام ص ۱۷۰)

۲۔ واضح ہو کہ مسیح موعود کے بارے میں جو احادیث میں پیش گوئی ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ صرف آئندہ حدیث نے چند روایتوں کی بنا پر لکھا ہوں بلکہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ پیش گوئی عقیدہ کے طور پر ابتداء سے مسلمانوں کے رُگ و ریشم میں داخل چلی آتی ہے گویا جس قدر اس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے اسی قدر اس پیش گوئی پر شہادتیں موجود تھیں کیونکہ وہ عقیدہ کے طور پر اس کو ابتداء سے یاد کرتے چلے آتے تھے۔ (شہادت القرآن)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرترے جون ۱۹۳۵ء مطابق ۵ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ جلد ۳۲ نمبر ۳۲ ص ۵-۷)

(مصنف کا نام درج نہیں اور پڑھنیں چلتا کہ یہ شائی مضمون ہے یا کسی اور کا۔ بہاء)

## فاروق کی تجویز منظور

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

قادیانی معاصر فاروق میں ہمارے ایک مضمون کا جواب چھپا ہے جو قبل دید و شنید ہے۔ لکھا ہے:  
چلیخ منظور: مولوی (شاء اللہ) صاحب رقم طراز ہیں:

بہائی دین اور قادیانی مذہب اس صورت میں سچے ہو سکتے ہیں جب ان کے بانی اپنے دعویٰ میں

سچ ہوں و دو نہ خر ط القناد (ابل حدیث امرتر ۱۵۔ مارچ ۱۹۳۵ء ص ۵)

مولوی صاحب آپ کا اصول بالکل درست ہے اور آپ نے ان سطور میں بڑی فراخ حوصلگی سے کام لیا ہے اس لئے اب آپ پر لازم ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود (مرزا) کی صداقت پر لکھیں اور ہمارا فرض ہے کہ آپ کی رہنمائی کریں۔ پس آئیے آپ کے گوش گزار ایک سہل طریق کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کوئی نئے مامور و مرسل نہیں بلکہ آپ سے پہلے ہزارہا اللہ تعالیٰ مامور اور مرسل گذر سچے ہیں اور آپ سب مامورین پر ایمان لاتے ہیں اور یقیناً آپ کے پاس وہ معیار ہوں گے جن کی وجہ سے آپ ان انبیاء پر ایمان لائے ہیں۔ پس سہل طریق فیصلہ یہ ہے کہ آپ وہ معیار قرآن کریم اور احادیث صحیح سے اخذ کر کے جو تمام انبیاء پر صادق آئے ہوں اور تمام انبیاء کی صداقت بلا استثنائے احداں سے ثابت ہوتی ہو آپ آئندہ اشاعت سے انہیں درج کرنا شروع کر دیں۔ میں بفضلہ تعالیٰ انہی معیاروں کی رو سے حضرت مرزا غلام احمد قادریانی مسیح موعود و مہدی معمود کا من جانب اللہ ہونا ثابت کر دوں گا و ما توفیق الاباللہ

(اخبار فاروق قادریان ۷۴۳۵ء ص ۹-۱۰)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتری لکھتے ہیں:

ہم اس منظوری کے مشکور ہیں۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ معیار نبوت پر قادریانی نبوت جانچی جائے۔ اس لئے ہم آج وہ معیار پیش کرتے ہیں جو قرآن مجید نے پیش کیا ہے اور مرزا غلام احمد صاحب قادریانی نے تسلیم کیا ہوا ہے۔ اس معیار کو ترک کرنا کسی مومن بالقرآن بلکہ کسی ذی ہوش انسان کا کام نہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے و اَنَّهُ لِكَتَابِ عَزِيزٍ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدِيهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ

حکیم حمید (فصلت: ۱۳۲.۳) (اس کتاب عزیز کی کوئی بات پچھلی یا آئندہ بتائی ہوئی غلط نہ ہوگی)

مطلوب یہ کہ بنی کمنہ سے نکلی ہوئی بات نہ گذشتہ زمانہ کے متعلق غلط ہوگی نہ آئندہ کے متعلق۔ یہ معیار نبوت جو قرآن کریم کا بتا ہوا ہے اور مرزا غلام احمد صاحب قادریانی کا تسلیم کیا ہوا ہے، اخبار فاروق قادریان کو بھی اگر مسلم ہو تو اس پر دقت نظر کر کے ہمیں اجازت دے کہ ہم نبوت قادریانی کو اس پر پرکھیں:

تاسیہ روئے شود ہر کہ دروغ و غش باشد

(ہفت روزہ اہل حدیث امترس ۱۳ جون ۱۹۳۵ء مطابق ۱۴ جون ۱۹۳۵ء جلد ۳۳ نمبر ۳۳ ص ۲)

## مسح پھر ز میں پر

جناب مولوی محمد شفیع صاحب فل Urdu میہاں سلسلہ ضلع گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں:

(اخبار اہل حدیث امترس ۲۰ مئی ۱۹۳۵ء کے بعد)

## قتل خنزیر

یہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ عیسیٰ خنزیروں کو قتل کریں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ واقعی عیسیٰ خنزیروں کو قتل کرادیں گے کیونکہ یہ ایسا جانور ہے جس کا گوشت کھانا تمام شریعتوں میں قطعی حرام ہے اور حضرت نوحؑ سے لے کر محمد ﷺ تک تمام انبیاء اس کا گوشت کھانے سے منع کرتے آئے ہیں لیکن عیسائیوں نے باوجود صریح حرمت کے اسے کھلے بندوں حلال سمجھ کر کھایا۔ اس لئے ضروری ہوا کہ حضرت عیسیٰ آ کر اپنے ہاتھوں سے قتل خزر کریں اور ظاہر کر دیں کہ یہ چیز حلال نہیں ہے بلکہ اس درجہ تک بری ہے کہ اس کا تختم تک دنیا سے مٹا دینا چاہیے جیسے کہ محمد ﷺ نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا کیونکہ جس گھر میں کتنا ہو وہاں رحمت کافرشتہ داخل نہیں ہوتا۔ ایسے ہی جو شخص خزر کا گوشت کھاتا ہے تو اس میں خزر جیسی بے حیائی آجائی ہے اور الحیاء شعبة من الایمان یعنی حیا ایمان کی ایک شاخ ہے اسلئے ایمان کو مکمل کرنے کے لئے حیا کی بھی ضرورت ہے۔ اور دوسرے حرام چیز کھانے سے خدا کی ناراضی ہوتی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے بعض یہودی اقوام کو سبت کے معاملہ میں ناراضی ہو کر انہیں بندرا اور خزر بنادیا۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ایسی چیز جسے حرام اور برا سمجھا جائے اور تمام شریعتیں بیانگ دیں اسے حرام کر دیں اس کا تختم دنیا سے مٹا دیا جائے، تاکہ پھر کوئی جو شریعت کا تابع ہو اسے حرام کھانے کی جرأت نہ ہو اور ایسا نہ ہو کہ حرام کھا کر کہیں مورد لعنت ہو کر مسخر نہ ہو جائے۔

کسر صلیب کی طرح اس کام کے لئے بھی حضرت عیسیٰ کا انتخاب اس لئے کیا گیا تاکہ وہ اپنی

امت کو جو کہ ضالیں سے ہیں انہیں اس گمراہی سے بھی آگاہ کریں اور سیدھے راستے پر چلانیں یعنی حلت و حرمت میں تمیز کروادیں۔

اب رہایہ سوال کہ اس کام کے لئے حضرت عیسیٰ کا آنا کیوں ضروری ہے؟ وہ اس لئے کیونکہ عیسائی لوگ خزر کو حلال سمجھ کر کھاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہوا کی اس کی حرمت واضح کرنے کیلئے اسی امت کا نبی آئے اور اپنی امت کو سمجھائے اور اس کے کھانے سے منع کرے بلکہ ایسی حرام چیز کا ختم تک مٹا دے۔ یہ قاعدہ ہے کہ جس ہستی کو لوگ واجب الاطاعت سمجھتے ہوں، اس کی بات بلا چون چراغ امان لی جاتی ہے۔ بخلاف اس کے کہ دوسرے لوگوں کی بات خواہ کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو، اسے سننا گوار انہیں کیا جاتا۔ لہذا ضروری ہوا کہ حضرت عیسیٰ نفس نفیں تشریف لا کر اپنی امت کی تمام خرابیاں دور کر دیں۔

### حکومت وعدالت :

یہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ حکماً عدلاً ہو کر آئیں گے، سو یہ الفاظ بتار ہے ہیں کہ وہ سیاست کے ساتھ آئیں گے، جیسا کہ فتح الباری کی عبارت یکو ن عیسیٰ حاکماً من حکام هذه الا مة (عیسیٰ اس امت کے حاکم یعنی بادشاہ ہو کر آئیں گے) سے ظاہر ہوتا ہے۔

دوسرے حکم کے معنی منصف (الاصاف کرنے والا) بھی ہیں۔ بعض فیصلہ کرنے والے عادل ہوتے ہیں اور بعض ظالم۔ سو عیسیٰ کے متعلق اس بات کو صاف کر دیا کہ وہ عادل ہوں گے۔ چنانچہ جب آئیں گے تو مسلمانوں میں جوان کا آپس میں اختلاف ہے اسے فیصلہ کر کے دور کر دیں گے۔ کیونکہ فیصلہ میں عدل سے کام لیں گے اس لئے دونوں فریق راضی ہو جائیں گے۔ اور جو وجہ اختلاف ہے اسکو چھوڑ کر خالص مسلمان ہو جائیں گے۔ اور آپس میں پھر دور اول یعنی نزول قرآن کے زمانہ کی طرح آپس میں بھائی بھائی بن جائیں گے۔

کما قال اللہ تعالیٰ:

كنتم أعداء فالْفَ بین قلو بكم فاصبحتم بنعمته أخوانا .

(یعنی فرمایا اللہ نے اے مسلمانو! تم پہلے ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں الہت پیدا کر دی پھر تم

اللہ کی نعمت یعنی اسلام سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے)

شاید کسی کو یہاں سوال پیدا ہو کہ عیسیٰ کے باسیاست ہونے کا کیا فائدہ؟

سو عرض ہے کہ دنیا میں جہاں تک مشاہدہ اور تجربہ گواہی دیتا ہے وہ یہی ہے کہ جب تک لاٹھی ہاتھ میں نہ ہو، تو کوئی فیصلہ مانے کو تیار نہیں ہوتا۔ دنیا میں ایسے صد ہا واقعات روزانہ ہوتے رہتے ہیں کہ دو فریقوں میں جھگڑا ہو گیا۔ کسی مذہبی پیشوایا بڑے آدمی نے صلح کی کوشش کی۔ بلکہ بعض دفعہ دونوں فریقوں نے ان کے سامنے تو صلح کر لی، مگر بعد میں سرکاری عدالت میں جا کر مقدمہ دائر کر دیا۔ وہاں سے جو فیصلہ ہوا پھر اسے لاٹھی کے زور سے مان لیا۔ جہاں لاٹھی کا ڈرنیں تھا وہاں انکار کر دیا، خواہ زبانی خواہ عملی طور پر۔ اس لئے جھگڑوں کو چکانے کے لئے حضرت عیسیٰ کا سیاست کے ساتھ آنا ضروری ہے۔

دوسرے یہ بھی بات ہے کہ مسلمانوں کا عیسائیوں وغیرہ سے بھی اختلاف ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایسا شخص سیاست کے ساتھ آئے تاکہ جو فیصلہ کرے سب لوگ اسے مانیں اور لاٹھی سے ڈریں۔

عادل اسلئے بھی کہا کہ وہ کسی کی بے جار عایت نہیں کریں گے، بلکہ قرآن مجید، حدیث شریف، تو ریت اور بابل کو سامنے رکھ کر جن کو وہ اللہ تعالیٰ سے اچھی طرح سیکھے ہوئے ہیں جیسا کہ اللہ فرماتا ہے:

و يَعْلَمُهُ الْكِتَابُ وَ الْحِكْمَةُ وَ التَّوَارِثُ وَ الْأَنْجِيلُ (آل عمران - ٣٨)

(اور اللہ اس کو (عیسیٰ) کتاب، قرآن، حکمت، حدیث، تورات اور انجیل سمجھائے گا)

ان کے مطابق فیصلہ کریں گے اس لئے کسی کو اعتراض کرنے کی گنجائش نہ ہوگی۔

ٹیکس کی موقوفی اور اڑائی کی بندش:

یہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ جزیہ کو موقوف کریں گے، اور ایک روایت میں ہے، اڑائی کو موقوف کریں گے۔

سواس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے نزول کے وقت لوگ طرح طرح کے ٹیکسون اور طرح طرح کی اڑائیوں سے تنگ آگئے ہوں گے اور ریخت ٹیکسون کی بھرمار سے تنگ ہوگی (جزیہ کا معنی انگریزی میں ٹیکس ہے اور یہ سب لوگوں کو معلوم ہے کہ ہمارا کوئی کام اور پیشہ آمدی اور زمین وغیرہ ٹیکس سے بچ ہوئی نہیں ہے سو نتیجہ ظاہر ہے کہ ٹیکس سے ہمارا ناک میں

دہ ہے)۔ عین اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے حضرت مسیح ابن مریم کو زمین میں دوبارہ بھیج دیں گے تاکہ وہ آکر ہر قوم کا ٹیکس بند کر دیں اور بادشاہوں کو اپنا حلقہ بگوش بلکہ اسلام کا حلقہ بگوش بنا کر وحدت اسلامی قائم کر دیں اور لڑائی کا خاتمہ کر دیں اور نئے سرے سے کنتم اعداء فالف بین قلوبكم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا کامنظركھا کرسب کوآپس میں بھائی بھائی بنادیں۔

دنیا کی سیاست کے ماہرین سے یہ مخفی نہیں کہ آج کل دنیا کسی ایسی ہستی کے لئے سراپا انتظار اور بے قرار ہے کہ وہ جلد آئے جو لڑائیاں موقوف کرے اور ٹیکسون کی بھرمار سے نجات دلائے۔ سوجب وہ ہستی نمودار ہو گی تو ان تمام تکالیف کا علاج کر دے گی اور دنیا کی بے چینی دور ہو کر امن و امان کا دور دورہ ہو جائے گا اور دنیا دیکھ لے گی کہ واقعی یہی وہ ہستی ہے جس کا اللہ کے سچے نبی محمد رسول اللہ ﷺ نے وعدہ دیا تھا اور وہ پورا ہو کر رہا کیونکہ سورج نکلتا ہے تو تمام دنیا میں اجالا ہو جاتا ہے اور سب بے اختیار پکارا ٹھہتے ہیں کہ سورج نکل آیا سوایا ہی مسیح ابن مریم کے نزول کی برکات جب ظاہر ہوں گی تو ہر ایک بے اختیار پکارا ٹھہتے گا کہ آنے والا آگیا۔

اب رہا یہ سوال کہ اس کام کے لئے کیوں حضرت عیسیٰ کا انتخاب کیا گیا؟

وہ اس لئے کیونکہ اس وقت تمام دنیا پر عیسائی اقوام کی بادشاہت ہو گی اور وہ قومیں اس ہستی کے سامنے سرتسلیم خم کر سکتی ہیں جو کہ ان کے نزدیک واجب الاطاعت ہو پس اس کام کیلئے حضرت عیسیٰ کا ہی آنا ضروری ہوا۔

### تقسیم مال اور حجت سجدہ

یہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ نازل ہو کر مال تقسیم کریں گے لیکن کوئی قبول نہیں کرے گا بلکہ اس وقت مسلمانوں کو ایک سجدہ دنیا اور دنیا کے تمام مال و دولت سے زیادہ بہتر اور پیارا ہو گا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے نزول کے وقت لوگوں میں اسلام کی محبت پھر ویسی ہی پیدا ہو جائے گی جیسی کہ قرن اول یعنی صدر اول کے صحابہ کرام میں موجود تھی۔ یعنی یہ کہ اسلام اور خدا کی عبادت کے مقابلہ میں دنیا اور دنیا کے مال و دولت کو تغیری خیال کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ جو فرمایا ہے کہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسلام کا اول زیادہ شامدار ہو گایا آخر، سو یہ اس وقت

پورا ہو کر رہے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کہنا یوں ہی نہیں جا سکتا۔  
 بعض لوگ شائد یہ کہیں کہ نعوذ باللہ اس پیش گوئی میں شک پایا جاتا ہے۔ سو یہ عرض ہے کہ ادنیٰ تامل سے یہ شبہ دور ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کشف میں اسلام کے اول اور اسلام کے آخر کی ترقیاں دھائی گئی تھیں کیونکہ دونوں وقت کی ترقیاں ایک نمایاں حیثیت میں دھائی گئیں اس لئے آپ نے دفعہ خوشی سے فرمایا، نہیں کہا جا سکتا کہ اسلام کا اول زیادہ شاندار ہے یا آخر۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ جون ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۲ھ ارجیع الاول جلد ۳۳ نمبر ۳۳ ص ۲۵)

## کوئٹہ کا زلزلہ قادیان پر گرا

(خدا شرے بر انگیزد کہ دراں خیر مباشد)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

ہمارا دعویٰ ہے کہ دنیا کا کوئی اہم واقعہ ہواں میں قادیانی نبی کی تکذیب کا سامان کافی ہو گا مگر امت مرزا سیہ (ہر دو صنف) اس بنیت سے بھی زیادہ ہوشیار ہے جس کا قصہ امرتسر میں یوں مشہور ہے۔ امرتسر میں بزمانہ حکومت سکھاں شہر کا کوئی سکھرئیں محلے کے کسی بیجی پر خفا ہوتا تو اس کو حوالی میں بلوا کر دس میں جوتے رسید کر دیتا۔ ہوشیار نبیا پہلے ہی سوچ سمجھ کر ململ کا کم سے کم نصف تھان دھوتی کے اندر رکھ لیتا۔ جب واپس آتا تو شہامت اعداء سے ڈرتے ہوئے ڈیوڑھی میں سر جھاڑ کر ململ سر پر رکھ کر رکھتا۔ جب کوئی پوچھتا کہو مہاراج، سردار صاحب نے کیوں بلا یا تھا۔ مہاراج ململ کے تھان کی طرف اشارہ کر کے فرماتے یہ بخسیس دینے کو۔

یہی کیفیت امت مرزا کی ہے۔ کوئٹہ میں قیامت خیز زلزلہ آیا جو حقیقت میں مرزا غلام احمد صاحب قادری کی تکذیب کرتا ہے مگر دونوں پارٹیوں نے اس کو مرزا صاحب کی صداقت پر پیش کیا ہے۔  
 لطیفہ: مرزا سیہوں کی لاہوری پارٹی کو جب کوئی کہے مرزا صاحب قادری کی فلاں پیش گوئی غلط

ہوئی، تو کہا کرتے ہیں کہ پیش گوئی پر بحث معمولی بات ہے کسی اصول پر ہونی چاہیے۔  
لیکن کوئی کے زلزلہ پر خلیفہ قادیانی (مرزا محمد احمد) نے خطبہ دیا تو ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری نے بھی

اس سے مسرور ہو کر ایک مضمون لکھ مارا۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان تصبکم سیئہ یفرحوا بها  
تفصیل سے سنبھلے! کوئی میں قیامت کا نمونہ زلزلہ آیا (اعاذنا لله منہا)۔ اس پر تمام ہندوستان نے اظہار غم  
کیا۔ خصوصاً سندھ اور پنجاب میں ماتم پا ہوا۔ مگر قادیانی کے خلیفہ (مرزا محمد احمد) نے یہ جو ان کو اس پر ایک  
خطبہ دیا جس میں جی کھول کر خوشی اور غلط بیانی بلکہ دھوکہ دہی سے کام لیا اور خلافت پری کا حق خوب ادا کیا۔  
جیسا ہے کہ ان لوگوں کو یہ خبر ہے کہ اہل حدیث زندہ ہے۔ یہ بھی خبر ہے کہ اہل حدیث، مرزا صاحب قادیانی  
کا صحیح معنی میں مبلغ ہے۔ کسی ایرے غیرے کی تحریف لفظی یا معنوی چلنگیں دیتا، پھر بھی اخفاء حق میں جرأت  
کرتے ہیں تو ان کی بابت یہ کہنا بے جا نہیں کہ بکف چراغِ داشتہ چل رہے ہیں۔ ہم ڈنکن کی چوٹ سے علی و  
جا لیقین کہتے ہیں کہ زلزلہ کوئی متعلق خلیفہ قادیانی نے اور ڈاکٹر بشارت نے سراسرا اخفاء حق سے کام لیا ہے  
نoot: کوئی انذاری واقعہ کسی معنی کے حق میں نشان صداقت و طرح سے ہو سکتا ہے  
۱۔ وہ عذاب خاص اسکے مکنروں پر آئے جیسے ارشاد ہے:

و عَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ

(التوہب: ۲۶) (خانے کافروں کو عذاب کیا۔ یہی بدلكافروں کا ہے)

یعنی عذاب خاص کافروں پر آئے تو نشان صداقت ہوتا ہے۔ بالکل صحیح ہے۔

کوئی کا زلزلہ اس قسم کا نہیں خود مرزا ای بھی اپنے شمار کے اعتبار سے کافی مرے اور مخالف بھی کافی نچے۔

۲۔ یا وہ معنی اس واقعہ کی خبر دے تو اس کے خبر دینے کی حیثیت سے اس کے حق میں نشان صداقت ہو سکتا ہے

۔ یہ اصول بھی صحیح ہے جیسے:

غَلَبَتِ الرُّومَ فِي اَدْنِي اَلَّا رَضٌ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلْبِهِمْ سِيَغْلِبُونَ فِي بَعْضِ

سنتین۔ (الروم: ۳-۲) (رومی مغلوب ہو کر غالب ہوں گے)

سوال یہ ہے کہ زلزلہ کوئی نشان صداقت کس حیثیت سے ہوا؟

خلیفہ قادریان (مرزا محمود احمد) کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں حیثیتوں سے اس کو نشان مرزا جانتے ہیں ان کا اختیار ہے ہم ان کے مضمون کی روح رواں چند نظرات جانتے ہیں جن کے الفاظ یہ ہیں:  
 حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ زلزلہ کا نشان خدا تعالیٰ ۵ دفعہ دکھائے گا اور چونکہ یا الہام زلزلہ کا نگڑہ کے بعد ہوا اس لئے یقینی بات ہے کہ ابھی تین اور ہیبت ناک زلزلے آنے والے ہیں۔ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ پانچ زلزلے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد آئیں گے۔ اگر کاغذ کے زلزلہ کو شامل کر لیا جائے تو بھی دوزلزلے باقی رہتے ہیں ہر دفعہ کا زلزلہ پہلے کی نسبت زیادہ نقصان اور دہشت ناک ہوتا ہے۔ (الفضل ۱۰ جون ۱۹۳۵ء ص ۲)

پس قادیانی دعویٰ قائم ہو گیا۔ اب ہمارا جواب سنئے۔

ہمارا بیان ہمارے لفظوں میں نہیں بلکہ بڑے مرزا صاحب کے الفاظ میں ہو گا۔ ہمارا بیان اس کر ناظرین حیران ہوں گے کہ خلیفہ قادریان (مرزا محمود) کو اتنی غلط بیانی کرنے پر جرأت کیسے ہوئی جب کہ بڑے مرزا غلام احمد صاحب کی تصنیفات مک میں پھیل چکی ہیں، خاص دفتر اہل حدیث میں پہنچ چکی ہیں۔ بہر حال اس کا جواب دینا خلیفہ قادریان کا سوال ہے۔ ہمارا کام تو بڑے میاں کے الفاظ پیش کر دینا ہے۔

نمونہ قیامت زلزلہ تو خود بڑے میاں (مرزا قادیانی) کے زمانے ہی میں ٹھلا کر معدوم ہو گیا تھا، اب اس سے ڈرانا یا زلزلہ کو اس کا مصدقہ بنانا۔ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آیدہ برکلہ خود بایزدہ کا مصدقہ ہے۔ پس مرزا صاحب قادریانی متوفی کا کلام سنئے جو بڑے زلزلے کو منظور محمد لدھیانوی کے گھر میں لڑکا پیدا ہونے سے وابستہ کرتے ہیں۔ جب وہ پیدائشیں ہوتا تو نہایت لطیف حیلہ سے زلزلہ کو بھی دور کر دیتے ہیں۔ سارے الفاظ آپ کے یہ ہیں:

پہلے یہ وحی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہو گا بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا کا پیدا ہو گا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے ظہور کے لئے ایک نشان ہو گا۔ اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہو گا کیونکہ وہ ہماری ترقی سلسلہ کیلئے بشارت دے۔ اسی طرح اس کا نام عالم کا باب ہو گا کیونکہ اگر لوگ تو پہنچیں کریں گے تو بڑی بڑی آفتیں

دنیا میں آئیں گے۔ ایسا ہی اس کا نام کلمۃ اللہ اور کلمۃ العزیز ہو گا کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہو گا جو وقت پر ظاہر ہو گا۔ اور اس کے لئے اور نام بھی ہوں گے۔

مگر بعد اس کے میں نے دعا کی اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے  
رب اخْرَ وقت هذا۔ اخْرِهِ اللَّهِ الِّي وقت مسمی۔

یعنی خدا نے دعائیوں کے اس زلزلہ کو سی اور وقت پر ڈال دیا ہے۔

اور یہ وحی الہی قریباً چار ماہ سے بدرا اور الحکم میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور چونکہ زلزلہ نمونہ قیامت آنے میں تاخیر ہو گئی اسلئے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی لہذا پیر منظور محمد کے گھر میں ۲۷ جولائی ۱۹۰۶ء بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی اور یہ دعا کی قبولیت کا ایک نشان ہے اور نیز وحی الہی کی سچائی کا ایک نشان ہے جو لڑکی پیدا ہونے سے قریباً چار ماہ پہلے شائع ہو چکی تھی مگر یہ ضرور ہو گا کہ کم درجہ کے زلزلے آتے رہیں گے اور ضرور ہے کہ زمین نمونہ قیامت زلزلہ سے رکی رہے،  
گی جب تک وہ موعود لڑکا پیدا ہو،

یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت کی نشانی ہے کہ لڑکی پیدا کر کے آئندہ بلا یعنی زلزلہ نمونہ قیامت کی نسبت تسلی دے دی کہ اس میں بوجب وعدہ اخرہ اللہ ای وقت مسکی ابھی تاخیر ہے اور اگر ابھی لڑکا پیدا ہو جاتا توہر ایک زلزلہ اور ہر ایک آفت کے وقت سخت غم اور اندریشہ دامن گیر ہوتا کہ شاید وہ وقت آگیا اور تاخیر کا کچھ اعتبار نہ ہوتا اور اب تو تاخیر ایک شرط کے ساتھ مشروط ہو کر معین ہو گئی۔

(حقیقتہ الوجی۔ ص ۱۰۰ احادیث)

کیسی صاف بیانی ہے کہ زلزلہ مثل قیامت کا آنا اس شرط سے مشروط ہے کہ پیر منظور محمد کے ہاں لڑکا پیدا ہو۔ چونکہ اس کے ہاں آج تک بھی لڑکا پیدا نہ ہوا بلکہ دونوں میاں بیوی (منظور محمد، اور محمدی بیگم) اس دارفانی سے عرصہ ہوار خصت بھی ہو گئے، پس وہ زلزلہ نمونہ قیامت بھی رخصت ہوا:  
اچھا ہوا مری مالاٹوں میں رام چپن سے چھوٹی

احمدی دوستو! کتاب حقیقت الوجی میں عبارت مرقومہ دیکھ کر حوصلہ کر کے خلیفہ سے پوچھو کہ جناب زلزلہ نمونہ قیامت تو منظور محمد لودھانوی کے گھر لڑکا پیدا نہ ہونے کی وجہ سے رفع دفع ہو گیا پھر کبھی زلزلہ بہار کو، اور کبھی زلزلہ کوئٹہ کو آپ موعودہ زلزلہ قرار دے کر آپ نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ ہمیں بھی شرمندہ کرتے ہیں۔ گو ہمارا ایمان تو یہی ہے کہ بقول:

پھرے زمانہ پھرے آسمان ہوا پھر جا  
بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گو خدا پھر جا  
ہم خلیفہ کی ارادت مندی سے کبھی ہٹنے کے نہیں مگر جناب (خلیفہ) آپ ہمارے زخموں پر نمک  
پاشی کر کے ہماری تکلیفات میں اضافہ کیوں کرتے ہیں:

نہ چھیرے اے غلت باد بہاری راہ لگ اپنی  
تجھے اٹھکیلیاں سوچھے ہیں ہم بے زار بیٹھے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امر تر ۲۱ جون ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۲ھ ارجع الاول جلد ۳۳ نمبر ۷-۹)

## آنے والا زلزلہ شدید ہو گا

### قادیانی آواز کا اثر و ہمی طبائع پر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امر تری لکھتے ہیں:

قادیانی گروہ پر پیگنڈہ کرنے میں یورپ سے بھی بڑھ گیا ہے اپنی بات کو ایسے عمدہ طریق اور محنت سے پھیلاتے ہیں کہ بڑے بھاری دوراندیش کے سوا کوئی نہیں جان سکتا کہ اصلیت کیا ہے جوں ہی قادیان سے یہ آوازنگی کہ زلزلہ کوئٹہ کے بعد ایک اور شدید زلزلہ نمونہ قیامت آنے والا ہے پس یہ آواز دھینے دھینے ملک میں ایسی پھیلی کہ دہلی جیسے ہشیار شہر میں بھی اس کا اثر جا پہنچا۔ اجou کو اہل دہلی جا گتے اور دوڑتے رہے امر تر کے وہم پسند لوگ بھی گھروں سے باہر نکلے رہے باقی مقامات کی کیفیت اخبار سیاست لا ہور نے لکھی ہے

جودرج ذیل ہے:

## زلزلہ کے خوف سے اہالیان لاہور

### گھروں سے نکل کر میدانوں میں جاسوئے

لاہور - ۱۳ جون۔ بروز پیر دس جون کو لوگ کوئئے کے زلزلہ سے بھی زبردست زلزلہ کے خوف سے میدانوں میں جاسوئے اسی قسم کی اطلاعات شیخوپوری گجرات ڈنگہ اور دیگر مقامات سے موصول ہوئی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کئی لوگ شب بھر عبادت گزاری میں مصروف رہے اس شب کی وجہ حسب ذیل بیان کی جاتی ہے۔ جب کوئئے میں زلزلہ کی اولين اطلاعات اشاعت پذیر ہوئیں ہیں تو اسی وقت ان لوگوں نے جو عادتاً مجبور تھے قصے کہانیاں مشہور کرنا شروع کر دیئے ایک کہانی یہ بھی بیان کی جاتی ہے جو ایک اخبار نویس کو ایک دس سالہ لڑکے نے جو کوئئے سے گاڑی میں آ رہا تھا نہایت۔ اس نے بیان کیا کہ زلزلہ سے کچھ عرصہ پیشتر دن کو ایک فقیر بازاروں میں آیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ تمہارے مکانات گرد میں مل جانے والے ہیں اگر تمہیں اپنی زندگیاں بچانے کا خیال ہے تو کوئئے سے فوراً نکل بھاگو۔ یہ بات سن کر لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں لیکن فقیر ان کو امتناء کر کے جاچکا تھا بعد میں لوگوں کو خیال آیا کہ فقیر سے کچھ اور دریافت کریں چنانچہ انہوں نے فقیر کو تلاش کرنا شروع کیا مگر اسے نہ ملنا تھا نہ ملا۔ ظاہر ہے کہ مندرجہ بالا قصہ ایک افسانہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ جب اس کہانی کا اثر عوام پر سے جاتا رہا تو افواہ گھٹرنے والوں اور ان کے دوستوں نے یہ افواہ اڑائی کہ لاہور میں زلزلہ آنے والا ہے مگر بعد میں یہ بھی کہہ دیا گیا کہ نہ صرف لاہور میں بلکہ بہت سی مگھبوں پر زلزلہ آیا گا، بعض اخبارات میں یہ اطلاع بھی شائع ہوئی کہ لاہور ایک آتش فشاں پہاڑ پر واقع ہے جو زلزلے کے ساتھ ہی پھٹ جائے گا اس افواہ نے آگ کی تیزی کے ساتھ شہر حاصل کی اور پنجاب بھر میں مشہور ہو گیا کہ دس تاریخ کی شب کو زلزلہ آنے والا ہے کئی لوگ ایسے ہیں جو قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے ۸، اور ۹ کی درمیانی شب کو زلزلہ محسوس کیا ہے۔ دس تاریخ کی

شب کو آدمی رات کے قریب یکدم جھکڑ چلنا شروع ہو گیا کہ اب تک رات کو اس قسم کا طوفان نہیں آیا تھا اس جھکڑ سے دروازے اور کھڑکیوں کے پٹ زور زور سے کھلنے اور بند ہونے لگے جس سے کرخت آوازیں پیدا ہونا شروع ہو گئیں۔

کتوں نے جو مستقبل کو جانتے ہیں (جباء کا خیال ہے) زور زور سے ہوتا شروع کر دیا ان حالات میں تو ہم پرست لوگ بہت ہی خوف زدہ ہو گئے بلکہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ لوگ جومیدانوں میں سوئے اس وقت جلد جلد اپنے بستر اور چار پائیاں چھوڑ کر بھاگ اٹھے اور عبادت میں مشغول ہو گئے اخبارات کا شبینہ عملہ اپنے کاروبار میں مشغول رہا بلکہ انہیں جھکڑ وغیرہ کی اطلاع بھی نہ ہوئی۔ کئی لوگ صحیح تک سوئے ہی نہیں۔

یہ چینی صرف غیر تعلیم یافتہ لوگوں تک محدود نہ تھی بلکہ تعلیم یافتہ اور باخبر حلقہ بھی اس میں بتتا تھا خصوصاً عورتیں تو اسی غم میں گھلی جا رہی تھیں ٹھنڈی سڑک پر چند آدمی تار گھر کے قریب رات کے ایک بجے چار پائیوں کے گرد جمع ہو گئے تھے اور سوتے نہیں تھے کہ کہیں سوتے ہی میں زلزلہ نہ آجائے، کہ اتنے میں ایک دم جھکڑ چلنا شروع ہو گیا جس سے دو چار پائیوں کی چھر دنیاں مع ڈنڈوں کے اڑ گئیں۔ اس واقعہ نے اس جماعت میں سخت کھلبی ڈال دی کہ وہ سمجھے کہ زلزلہ آن پہنچا۔ اور دیگر مقامات کے افراد کو بھی اس قسم کے واقعات سے واسطہ پڑا ہو گا، تو اتنی ان بے چاروں کے لئے وہ شب کا منسخت مشکل ہو گیا۔ (ا۔پ) (سیاست لاہور ۱۹۳۵ء)

حضرت مولانا ثناء اللہ امتری لکھتے ہیں: زلزلہ واقعی ڈرنے کے لائق ہے مگر جس زلزلہ کی خبر صحیح ہو وہ ڈرنے کے لائق ہے نہ کہ وہ جس کا منبع ہی معلوم نہ ہو۔ زلزلہ کے متعلق صحیح خبر سنئے جسے ہم ایسے حوالے سے بتاتے ہیں جس کی تردید یا تکذیب ناممکن ہے۔ غور سے سنئے:

یا ایها الناس اتقوا ربکم ، ان زلزلة السّاعة شی عظیم۔ یو م ترو نہا تذہل  
کلّ مرضعة عمماً ارضعت و تضع کل ذات حملها و ترى النّاس سکاری  
و ما هم بسکاري ولكن عذاب الله شدید۔ (اج ۲: ۱۷) (بے شک زلزلہ قیامت براہونا ک واقعہ

ہے جس دن تم اس کو دیکھو گے اس روز ہر ماں اپنی اولاد کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل گردادے گی اور تم لوگوں کو متوا لاد دیکھو گے حالانکہ لوگ متوا نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب بخت ہوگا)

برادر ان اسلام! قادیانی افواہ ہوں پر توجہ نہ کرو خدائی الارام پر ایمان رکھ کر اعمال صالحہ پر توجہ کرو اور یقین رکھو کہ:

یاں رہنے کی مہلت کوئی کب پاتا ہے  
آتا ہے اگر آج تو کل جاتا ہے  
جو کرنے ہیں کام ان کو جلدی کر لو  
طلبی کا پیام وہ چلا آتا ہے

(ہفت روزہ الہمدیث امر تر ۲۱ جون ۱۹۳۵ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ جلد ۳۳ نمبر ص ۱۵-۲۳)

## جدید نبی کا اعلان

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امر ترسری لکھتے ہیں:

ہمارے ناظرین مولوی فضل احمد ساکن چنگا بنگیاں ضلع راوی پنڈی پنجاب کو جانتے ہوں گے جنہوں نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ارادت مندی میں (برغم خود) درجہ نبوت پایا ہے۔ آپ بھی باتباع مرزا قادیانی متوفی دنیا کی بتاہی کے الہامات بکثرت کیا کرتے ہیں حال میں جو کوئی بلوچستان میں زائر ہے آیا ہے موصوف کا دعویٰ ہے کہ ہم نے اس کی بابت پہلے ہی اعلان کر دیا تھا۔ اسی اعلان میں مزید فرماتے ہیں جو صرف ہندوستانیوں کی دل چھپی کا نہیں بلکہ ساری دنیا کیلئے اس میں دلچسپی ہے ودیہ ہے کہ: مورخہ ۲۳ جون ۱۹۳۱ء کو خدا تعالیٰ نے غربی ممالک کے متعلق ایک قافیہ دار فقرہ میں یہ خبر فرمائی۔

یہ آئندہ کے لئے خبر ہے: غربی دنیا مٹ جائے گی دلکھ لینا دستو مورخہ ۶ جون کو میں نے خدا تعالیٰ کے حضور میں یہ عرض کی کہ آیا یہ قویں اسلام کی طرف آئیں گی یا نہیں؟ اور پھر عرض کی گئی کہ ان کو اسلام میں لانے کی کتنی مہلت عطا فرمائی گئی۔ اس کا جواب خدا تعالیٰ نے عربی زبان کے لہجہ میں بالفاظ ذیل مرحبت فرمایا۔ عشرين سنۃ۔ یعنی بیس سال کے

عرصہ کے اندر اسلام میں آگئے، تو یہ ممالک بچ جائیں گے ورنہ فنا کئے جائیں گے پھاڑاڑیں  
گے اور سمندر اچھل پڑے گا۔ (ص ۲)

مولانا شاء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: دنیا سے مراد سارا یورپ ہے جو ہندوستان سے بلکہ ایشیاء  
سے مغرب کی جانب ہے۔ اس لئے یہ الہام ایسا ہے کہ دنیا ساری کو اس سے دل چھپی ہے کیونکہ یورپ کی  
صنعت و حرفت سے ایشیا ایسا دبا ہوا ہے کہ مجالِ دم زدن نہیں رکھتا۔ اس لئے اس کے منہ سے ہر وقت رکلتا ہے:

اک زمانہ ہے ستم دیدہ فلک کے ہاتھ سے  
یہ ہندو لا بھی کبھی زیر و زبر ہو جائے گا  
اس الہام کو ہوئے چار سال تو ہو گئے باقی رہے ۱۶ سال، سوال اللہ کو علم ہے کہ یورپ جدید نبی کو مان کر  
پچ رہتا ہے یا انکار کر کے تباہ ہو جاتا ہے۔ خدا ہمارے ملک کو محفوظ رکھے۔

(ہفت روزہ الہ حدیث امرتسر ۲۸ جون ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۲ھ ریج الاول جلد ۳۳ نمبر ۲۵ ص ۲)

### پنجابی مشلت

شیخ الاسلام مولانا شاء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: آج کل پنجاب میں قادیانی ہی کا تذکرہ ہر ایک انسان کے زبان  
زد ہے مسلمان قوم اس وقت قادیانی کے بارے میں تین قسموں یا مشلت کے تین طبقوں میں منقسم ہے  
ایک مرزاںی جو حکلم کلام اسلام احمد قادیانی کو مسح موعود اور مجدد غیرہ مانتے ہیں۔

دوسرے مغلیں مرزا، احرار وغیرہ جو مسلمان احمد صاحب قادیانی کو مع اتباع مرزا کے کافر قرار دیتے ہیں۔  
تیسرا گروہ یا اشخاص وہ ہیں جو کفر میں تو احتلاف نہیں کرتے مگر احرار کی سخت مخالفت کرتے ہیں اور اس سخت تو  
ہیں کرتے ہیں۔ اس گروہ کے سر کردہ سید حبیب شاہ صاحب مالک اخبار روز نامہ سیاست ہیں۔ لا ہور میں  
جو احرار کے حق میں مرزا یوں سے زیادہ بدگو ہیں۔ دیکھیں مسلمانوں کا یہ مشلت کب تک قائم رہتا ہے

اللهم اهد نا لما تحب و ترضي

(ہفت روزہ الہ حدیث امرتسر ۲۸ جون ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۲ھ ریج الاول جلد ۳۳ نمبر ۲۵ ص ۲-۷)

## شیطان مر ج کا تھا

### مگر ابھی تک رحمانی فوجوں کے ساتھ لڑ رہا ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امر تسریؒ لکھتے ہیں: آج کل قادیان میں احمدیہ جماعت پر وہ مصیبت نازل ہے کہ دشمن کو بھی رحم آتا ہے۔ کہاں دارالامان تھا جس کی بابت کہا جاتا تھا:

چ گوئی با تو گر آئی چہا در قادیان بنی  
دوا بنی شفا بنی غرض دار الامان بنی

خداجانے مولوی سعد اللہ دuhanوی مرحوم کو کشف ہوا یا الہام سے انہیں قادیان کا آئندہ حال معلوم ہوا تھا کہ وہ اس کے جواب میں کہہ گئے:

چ گوئم با تو گر آئی چہا در قادیان بنی  
و با بنی خزاں بنی غرض دار الزیان بنی

جو لوگ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کے خطبے اور اڈیٹر الفضل کے لیڈر رمضان میں پڑھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ آج قادیان میں اور اس کے بعد ساری احمدیہ زمین میں جو کچھ (بقول خلیفہ قادیان) ہو رہا ہے وہ مولوی سعد اللہ مرحوم کے شعر کی عملی تفصیل ہے۔ آہ! آج (بقول قادیانی پرلس) احمدیہ جماعت کی حالت زار اس شعر کی مصدقہ ہے:

سودا نہ نکل گھر سے کہ ہیں ڈھونڈتے تجھے  
لڑکے پھرے ہیں پتھروں سے دامن بھرے ہوئے

اس لئے خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نہایت قابلیت سے اپنی جماعت کو تسلی دیتا ہوا اپنے باپ کی طرح زمین آسمان کے قلبے ملاتا ہے۔ ۲۲ جون ۱۹۳۵ء کے الفضل میں جو خطبہ خلیفہ کا درج ہوا ہے اس میں احمدیوں اور احراریوں کے مقابلے کو رحمانی اور شیطانی جنگ جنگ کہہ کر آخر رحمانی (اپنی) فتح کا یقین دلایا ہے۔ خلیفہ کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

یاد رکھو یہ آخری جنگ ہے جو شیطان اور رحمان کی فوجوں میں ہو رہی ہے اس وقت شیطان مارا جائے گا یا خدا کے فرشتے (احمدی؟) مارے جائیں گے سچائی غالب آئے گی یا جھوٹ غالب آئے گا۔ پس میں کہتا ہوں کہ اگر تم سچائی کے دلدادہ ہو، اور اسے دنیا میں قائم کرنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ تو تم اپنے دلوں میں حلف اٹھاؤ کر چاہے تم پھانسی پر لٹکا دیئے جاؤ تم سچائی کو نہیں چھوڑو گے۔

(افضل قادیانی ۲۲ جون ۱۹۳۵ء ص ۵)

ہم غلیفہ قادیانی کی تقریر کی تحسین کرتے ہیں اور صاف کہتے ہیں کہ مخصوص فوج کو لڑانا قابل جرئت ہی کا کام کا کام ہے۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کی اس مصیبت کے زمانہ میں ڈھارس بندھانا غلیفہ صاحب ہی کا کام ہے۔ مگر ہم تو بڑے میاں (مرزا غلام احمد) کے قدر انوں میں سے ہیں، ان چھٹ بھیوں کی باتیں ان کے مقابلے میں ہمیں نہیں بچتیں خاص کر جہاں چھوٹے میاں اور بڑے میاں کے بیان میں اختلاف ہو، ہم چھوٹے میاں کی طرف دیکھیں؟ ناممکن ہے۔

اختلاف یہ ہے کہ عرصہ ہوابڑے میاں مرزا غلام احمد صاحب متوفی کہہ گئے ہیں کہ میرے آنے سے شیطان مارا گیا۔ مجھ سے پہلے وہ بھاگ پھر تارہ لیکن میرے وقت میں میں وہ قتل ہو گیا۔ مرزا صاحب قادیانی کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

شیطان نے آدم کو مارنے کا منصوبہ کیا تھا اور اس کا استیصال چاہا تھا بھر شیطان نے خدا تعالیٰ سے مهلت چاہی اور اس کو دی گئی ای وقت المعلوم بہ سبب اس مهلت کے کسی نبی نے اس کو قتل نہ کیا اس کے قتل کا ایک ہی وقت مقرر تھا کہ وہ مسح موجود (مرزا) کے ہاتھ سے قتل ہو۔ (ملفوظات احمدیہ۔ ج ۲ ص ۳۱)

نظریں! اگر بڑے مرزا کے زمانہ میں قتل ہو چکا تو اب وہ کہاں سے زندہ ہو کر فوج تیار کر کے رحمانی فوج کے سامنے دندناتا ہوا آگئیا ہے۔ کیا کوئی تنفس مرنے کے بعد زندہ ہو کر دنیا میں آسکتا ہے؟ نہیں بڑے میاں (مرزا غلام احمد قادیانی) کہہ گئے ہیں انہم لا یر جعون ہمارے خیال میں خلیفہ صاحب ( محمود احمد ) کا احرار یوں کوشیطانی فوج اور شیطان کوان کا قائد (پرسلار) کہنا مخف ادعا ہے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے انتقال کے بعد ریل کے جاری رہنے پر کسی شاعر نے کہا تھا:

مرا دجال لیکن ہے ابھی اس کا گدھا باقی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتھ جولائی ۱۹۳۵ء مطابق ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ جلد ۳۳ نمبر ۶ ص ۲)

## کیا مسیح موعود و حضرت مہدی آج چکے؟

مولوی ابوسعید عبدالعزیز جalandھری دارالحدیث لاڈیانہ سے لکھتے ہیں:

یہ مسئلہ ایک معرب کتاب آراء زمانہ موجودہ میں سمجھا جاتا ہے کیونکہ گروہ مرزا آئی تو مرزا غلام احمد کو مسیح خیال بلکہ یقین کرتے ہیں، دوسری جماعت حقہ محمد یہ مرزا صاحب موصوف کو مسیح نہیں کہتے کیونکہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ بھی آنے والے مسیح کو بار بار بالنصرۃ پیش کر رہے ہیں جو اوصاف مسیح کے مذکور ہیں وہ مددوح کے اندر قطعاً نہیں اور سب اوصاف سے قطع نظر کر کے ایک وصف کو ملاحظہ کیجئے۔ مسلم شریف میں ہے:

لید عنون الی المال فلا یقبله احد

حضرت مسیح لوگوں کو مال دیں گے کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔ اس قدر برکتیں ہو جاویں گی کہ ہر ایک غنی بن جاوے گا۔ صاحب نصاب، زکوٰۃ لے کر منادی کریں گے کوئی زکوٰۃ نہیں لے گا۔ یہ نہ سمجھ لینا کہ خود رئیس و جاگیر دار ہو گا۔ نہیں سب کا حال ایک جیسا ہو گا۔ کیا آج یہ وصف ہے۔ بقول مرزا یہ مسیح موعود ہوئے اور شیر پنجاب کی دھمکی میں کوچ کر گئے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ اس کا برعکس ثابت ہے وہ یہ کہ لوگ بھوکے پیاس سے خاص کر مسلمانوں کی حالت توجب سے مرزا غلام احمد قادریانی ہوئے ابتر سے ابتر ہو گئی۔ مزدوری ملتی نہیں۔ کئی لوگ فاقہ میں موصوف کو گالیاں دیتے ہیں بہت سے لوگ عیسائی ہو جاتے ہیں۔ کوئی آریہ، کوئی سباتی ہو جاتا ہے۔ کیا ایسے مسیح کی پیش گوئی حدیث میں آئی ہے۔

میں یقین اور وثوق سے کہتا ہوں کہ کوئی مرزا آئی بھی قادریانی ہو، یا لا ہوری، ان باتوں سے انکار نہیں کر سکتا۔ بلکہ کوئی بھی ادنی سے ادنی عقل رکھنے والے کو گنجائش نہیں ہو سکتی کہ موصوف کو مسیح کہے۔ کیونکہ خود مرزا غلام احمد صاحب مسیحیت سے انکار کر رہے ہیں۔ ازالہ اور ہام صفحہ ۱۹۹ اپر فرماتے ہیں: میں مسیح نہیں، مثلی مسیح ہوں۔ لفظ مثلی مضاف ہے لفظ مسیح کی طرف۔ جیسا کہ غلام زید میں غلام مضاف ہے زید کی طرف

۔ جس کا معنی ہے زید کا غلام۔ لہذا نتیجہ ہیں ہے، کہ مضام و مضام الیہ دونوں ایک نہیں ہو سکتے۔ زید اور غلام مثال مذکورہ میں ایک نہیں، اسی طرح مثیل اور مسح ایک نہیں۔ اگر اس سے زیادہ وثوق چاہتے ہو، تو پڑھیے کتاب مذکور صفحہ ۲۰۰ پر موصوف مرزا صاحب قادریانی بڑے کھلے الفاظ میں فرماتے ہیں کہ ممکن ہے بلکہ بالکل ممکن ہے کہ مسح جوشان و شوکت وجاه و جلال کے ساتھ مطابق حدیث نبویہ کے آجائے کیونکہ یہ عاجز غربت و ناتوانی و فقری لباس میں آیا ہے۔

اب تو امید ہے کہ دونوں فریقین کی تسلی و تشفی ہو گئی ہو گی۔ اب تو سمجھ گئے ہو کہ مرزا صاحب قادریانی کہتے ہیں کہ میرے منکر کو کافرنہ کہا جاوے کیونکہ افرتواس کو کہہ سکتے ہیں جو حضرت مسح کا منکر ہوا اور میں مسح نہیں۔ اگر کچھ کسر باقی ہے تو میں خدا کے فضل و کرم سے پوری کر کے چھوڑوں گا۔ ملاحظہ ہو براہین احمدیہ

جلد ۲۔ موصوف مرزا صاحب فرماتے ہیں:

حضرت عیسیٰ جب دوبارہ دنیا میں نازل ہوں گے تو اسلام کو چاروں کونوں تک پہنچادیں گے بلکہ والله نعمت نورہ کا اشارہ ہی حضرت عیسیٰ کی طرف ہے۔

آپ کو معلوم ہے یہ کس کتاب میں لکھا ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس پر مہر ثبت شدہ ہے، جس کے اندر کوئی غلط نہیں جو کچھ اس کے اندر مذکور ہے خدا کے فرمان سے ہے۔

اب میں بطور خیر خواہی نصیحت کرتا ہوں کہ دنیا کے مال کی پرواہ نہ کرو۔ اللہ والے بن جاؤ۔ لنا علم و للجهال مال کے مطابق اللہ کو راضی کرلو

کچھ کرو خوف خدا کیا حشر کو دو گے جواب  
کام کس آئے گی یہ دولت کمائی آپ کی  
اب رہا مہدی ہونا موصوف کا، اس پر بھی ایک حدیث مختصر الفاظ میں پیش کرتا ہوں مہدی کی

وصف ابو داؤد جلد ۲ کی حدیث موجود ہے۔ حدیث

ملئت الا رض عد لاما ملئت جوراً۔

(امام کے وقت تمام زمین عدل سے بھر جائے گی جیسا کہ پہلے ظلم و استبداد سے بھری ہو گی)۔

اب غور فرمائیے کہ اس کے مطابق مہدی آچکے ہیں جب کہ ظلم ترقی پر ہے۔ ہر طرف مظلوم رور ہے ہیں۔ خاص کراحرار اسلام کی جماعت و جماعت مرزا سید دنوں آواز بلند کر رہے ہیں۔ ہر ایک کہتا ہے کہ ہم پر دوسرا گروہ ظلم کر رہا ہے۔ امید ہے کہ موجودہ زمانہ میں جو ظلم بین طور پر کھلمنکھلا ہوتا ہے اس سے مرزا تی فریقین انکار نہیں کریں گے۔ نتیجہ یہ ہے کہ جس کی پیش گوئی حضور ﷺ نے فرمائی ہے وہ ابھی نہیں آیا کیونکہ اس کے والد کا نام عبد اللہ والدہ کا نام آمنہ بی بی۔ پیدائش بستی قرعمک بیکن میں ہوگی۔ مرزا غلام احمد قادریانی کے اندر کوئی بھی وصف موجود نہیں۔ البتہ وہ وصف جوان خیل متی کے بابے کی آیت ۱۵ میں پیش گوئی کی ہے کہ جھوٹے نبیوں سے خبردار ہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیں میں آئیں گے مگر باطن میں پھاڑ نے والے بھیڑیے ہیں ان کے بھلوں سے تم ان کو پہچان لو گے۔

پیش گوئی بالکل صاف الفاظ میں ظاہر کر رہی ہے کہ یسوع کے لباس میں ملبوس ہونے والے اپنے آپ کو مجھ کھلا کر دنیا جمع کرنے والے بیشک موجود ہیں خدا کے لئے زندگی کو غیمت سمجھو آج ہی مرزا بیت سے تائب ہو کر سچ رہ بہادری کامل کی شفاعت چاہئے والوں میں اپنانام کرلو ورنہ قیامت کو کوئی حامی نہیں ہو گا :

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً آج کل کے انبیاء سے

( ہفت روزہ الٰہ حدیث امر ترسی ۵ جولائی ۱۹۳۵ء مطابق ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ جلد ۳۳ نمبر ۶۷ ص ۲۳۳ )

## پنجاب کے دو تاریخی مقدمات

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امر ترسی لکھتے ہیں :

عرصہ بیس سال سے زیادہ ہوا ہو گا کہ آریوں کے اخبار ست دھرم پر چار ک جاندھر میں لا الہ ملشی رام (شردھا تنہ) کے قلم سے ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں اخبار عام لا ہور کے اڈیٹر (پنڈت گوپی ناتھ) کو گناہ جنمی پنڈت لکھا نہما پنڈت صاحب موصوف نے تقریرات ہند کی دفعہ ۵۰۰ کے ماتحت تو ہیں عزت کا استغاشہ کیا آریوں کی طرف سے پنڈت جی کے برخلاف ایسے ثبوت پیش ہوئے کہ مجسٹریٹ نے مستغیث کے حق میں ان

الفاظ سے زیادہ وزن دار الفاظ لکھے جو ملزم کے قلم سے نکلے تھے۔ کیونکہ آریوں نے یہاں تک ثبوت دیا تھا کہ پنڈت جی نے گائے کا گوشت بھی نوش فرمایا ہے۔ آریوں نے اس فصلے کو اپنی تاریخی فتح جان کر بصورت ٹریکٹ ہزارہا کی تعداد میں شائع کیا تھا۔

دوسرے مقدمہ قادیانی کیس ہے جو سر کارنے مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب پر دائر کیا تھا۔ جس کا فصلہ اخباروں میں بڑی دھوم دھام سے شائع ہوتا رہا ہے۔

اس مقدمہ میں بھی بہت سے تخفی راز آشکارا ہوئے ہیں۔ اگر پنڈت جی کے گائے کا گوشت کھانے کا راز مکشف ہوا، تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے شراب منگانے کا ثبوت ہوا۔

اسی طرح دوسرے امور مخفیہ منصہ ظہور پر آگئے۔ قادیانی خلیفہ (جناب مرزا محمود احمد) کہتا ہے کہ یہ مقدمہ حکومت نے ہمارے مفید مطلب جان کرنہیں چلایا بلکہ ہمارے مفاد کے خلاف چلایا۔ مگر قادیانی خلیفہ کے مریدوں میں سے ایسے گواہ بھی گزرے تھے جنہوں نے بڑے جوش سے کہا تھا کہ اگر میں جلسے میں ہوتا تو عطاء اللہ شاہ کی تقریر سن کر مرجا تیامار دیتا۔ اس قسم کی شہادتوں سے مقدمہ کو قوت دینا مقصود تھا پھر یہ کیونکر مانا جائے کہ قادیانیوں نے مقدمہ کی پیروی نہیں کی۔

پس یہ مقدمہ امت مرزا کے حق میں اسی طرح مفید مطلب ثابت ہوا جس طرح لاہلہ مشی رام والا مقدمہ پنڈت گوپی ناتھ کے لئے مفید ہوا تھا: خدا شرے بر انگریز دک در آں خیر مباشد اس لئے پنجاب کے یہ دونوں تاریخی مقدمے یاد رکھنے کے قابل ہیں  
(ہفت روزہ الہ حدیث امترس ۵ جولائی ۱۹۳۵ء ص ۱۶)

## قادیانی، کفایت اللہ دہلوی، جماعت احمدیہ لاہور

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

لاہور کے مرزاں اخبار پیغام صلح میں ایک چلتی بنام مولانا کفایت اللہ دہلوی دیکھا گیا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نسبت علماء اسلام عموماً دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور منکرین

مسلمانوں کو فرکھا، ہم (لاہوری مرزا آپ) آپ (مولانا کفائت اللہ) کو صدر جمیعت علماء کی حیثیت سے منتخب کر کے چلنج دیتے ہیں کہ ہمارے امیر مولوی محمد علی صاحب لاہوری کے ساتھ اس خصوص میں مباحثہ کر لیں۔

اس کے جواب میں جماعتِ اسلامین لاہور کی طرف سے جواب نکلا کہ وہ اس چلنچ کو قبول کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں لاہوری مرزا یوں نے لکھا کہ ہم تو ۸ کروڑ مسلمانوں کی قائم مقامی کی مدعی جماعت کے صدر کو مخاطب کرتے ہیں، تاکہ اس مناظرہ سے سب مسلمانوں کے ساتھ فیصلہ ہو سکے۔

اس کے بعد اخبار پیغام صلح لاہور میں ایک مضمون نکلا جس میں ذکر ہے کہ با بوعبد الحق صاحب احمدی مولانا کفائت اللہ کے پاس گئے اور ان سے سوالات کئے جن کے جوابات مولانا نے جو دیے وہ (بقول ان کے) سب کے سب عدم واقفیت از کتب مرزا قادیانی پر ہیں۔ اور مولانا کفائت اللہ صاحب نے جماعت احمدیہ کی خدمت کی تعریف کی اور مبحث کے متعلق اپنی عدم واقفیت وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔

ہم ( ثناء اللہ ) تو مرزا یوں کی بلکہ خود ان کے بڑے میاں مرزا صاحب متوفی کی روایات کی بابت بہت پرانی رائے رکھتے ہیں کہ یہ جماعت مع اپنے پیشوں کے سب کے سب جابر جعفری کی پارٹی ہیں..... ہم ان مدعاں تحقیق و تدقیق سے سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ آپ کا الصاف اور طریقہ تحقیق ہے کہ کسی عالم کو یہ جان کر کے وہ آپ کے لٹریچر سے پورا واقف نہیں، مخاطب کر کے اسے چینچ دینا اور واقفوں کی طرف رخ نہ کرنا۔ بھر اس کا نام تحقیق حق اور تبلیغ دین رکھنا ابلیغ ہی نہیں تو اور کیا ہے؟ بحالیکہ آپ جانتے ہیں کہ امر ترس وغیرہ بلا دبنجاب میں آپ کے سوالوں کے جواب دینے کے لئے بفضلہ تعالیٰ کئی افراد موجود ہیں جن میں سے ایک کا دعویٰ ہے

مجھ سا مشتاق جہاں میں کوئی پاؤ گے نہیں۔

گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیا لے کر

بس اگر آپ کو ان دونوں مسئللوں کی تحقیق کا شوق ہے جس کیلئے مولانا کفائت اللہ کو آپ نے چلنچ دیا ہے تو آپ ادھر کا رخ کیجئے۔ ہم آپ کا چلنچ قبول کر کے دونوں مسئللوں پر بحث کرنے کو تیار ہیں۔ اگر یہ خیال ہو کہ مولانا کفائت اللہ کو ہم نے جمیعت العلماء کی صدارت کی وجہ سے چلنچ دیا تھا، اور

آپ اس کے صدر نہیں ہیں، لہذا ہم آپ (شاعر اللہ) سے بحث نہیں کریں گے۔ تو جواب سنو! میں جمیعت العلماء کا صدر نہیں مگر تمہارے بانی سلسلہ کا مد مقابل ہوں۔ جس کو وہ ہمیشہ مخاطب کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آخر کار آپ نے آخری فیصلے کا جو اعلان کیا وہ خاص میری ذات سے متعلق تھا۔ کیونکہ آپ نے میری موت کو تمام مباحثت میں فیصلہ کن قرار دیا تھا۔ غور کریں میری یہ حیثیت صاف نہیں ہوئی۔ اب بھی بحال ہے بلکہ بڑی قوت سے بحال ہے۔ اس لئے میں کہہ سکتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اس بحث کے بعد دوسری بحث آخری فیصلے پر ہوگی۔

یعنی دوستے آپ کی طرف سے زیر بحث ہوں گے اور ایک میری طرف سے۔ رہا منصفوں کا تقریر۔ سو یہ امر بالکل آسان ہے۔ مجھے وہی صورت منظور ہوگی جو آپ کے بانی سلسلہ (مرزا صاحب قادریانی) نے آریوں کے سامنے پیش کی تھی۔ امید ہے آپ کو اس سے اعراض نہ ہوگا۔ آپ کے پوچھنے پر وہ حوالہ بتایا جائیگا۔ سردست اتنا نوٹ کر لیجئے کہ منصفوں کی صورت وہی ہوگی جو بڑے مرزا صاحب نے آریوں کے سامنے پیش کی تھی۔ (شائد مولانا کا اشارہ مرزا غلام احمد کی اس تحریر کی طرف تھا۔

مناسب ہے کہ سوامی (دیانند) صاحب کوئی مقام اور ثالث بات خیار اور انعقاد جلسہ کی تجویز کر کے بذریعہ کی مشہور اخبار کے مشہر کر دیں۔ لیکن اس جلسہ میں شرط یہ ہے کہ جلسہ بحاضری چند منصفان صاحب لیاقت اعلیٰ کی تین ان میں سے ممبران برہم سماج اور تین صاحب مسکی مذہب ہوں گے قرار پاویگا۔ اول تقریر کرنے کا حق ہمارا ہو گا کیونکہ ہم معرض ہیں۔ پھر پنڈت صاحب بر عالمت شرائط جو چاہیں جواب دیں گے۔ پھر ان کا جواب اجواب ہماری طرف سے گزارش ہو گا اور بحث ختم ہو جائیگی۔ (نقش از کلاغ ط بصورت اعلان سوامی دیانند صاحب کے نام۔ ص ۲۰ کتابت احمدیہ جلد دوم۔ طبع قادریان یعقوب علی تراب)۔ جس کو بحیثیت اتباع مرزا تسلیم کرنا آپ کا فرض ہے۔ کیونکہ آپ کا سارا تابہ بانہ مرزا صاحب قادریانی کی تصدیق کیلئے ہے۔ اگر اب آپ نے میرے ساتھ مباحثہ کرنا منظور نہ کیا بلکہ اور کسی کو مخاطب کیا تو میں ایک آہ سرد بھر کر ہوں گا:

جاتا ہے یارِ تمعَّنِ بکفِ غیر کی طرف  
اے کشۂ ستمِ تیری غیرت کو کیا ہوا  
(ہفت روزہ اہل حدیث امرترس ۱۲ جولائی ۱۹۳۵ء مطابق ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ جلد ۳۳ نمبر ۳۷ ص ۵-۶)

## مرزاٰی سوال جماعت اہل حدیث پر

شیخ الاسلام حضرت مولانا شااء اللہ امر تری لکھتے ہیں :

جماعت مرزاٰیہ مکلتہ سے ایک دوورقہ اشتہار آیا ہے جس میں علماء اہل حدیث سے (بیعم خود) ایک بڑا بھاری وزنی سوال کر کے اس کا جواب طلب کیا ہے۔ سوال کا خلاصہ یہ ہے :

قرآن شریف میں مذکور ہے کہ مومن آل فرعون نے فرعونیوں کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ حضرت یوسف تھا رے پاس آئے جب وہ فوت ہو گئے تو تم نے کہا اس اب خدا کوئی رسول نہ بھیجے گا تاہم انکے بعد رسول آتے رہے۔ تم اہل حدیث بھی کہتے ہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا ایسا عقیدہ رکھنے والے مسرف اور کلی ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزد یہ گمراہ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کسی نبی کے بعد یہ عقیدہ گھٹ لینا کہ آئندہ کوئی نبی نہ ہو گا گمراہی ہے۔ (ص، اشتہار مذکور)

سارے اشتہار کی جان بس اتنا ہی مضمون ہے۔ احمدی ممبرو! پہلے ہمارا عقیدہ سن لو جو قرآن و حدیث کی روشنی میں یوں ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے

ما كانَ مُحَمَّداً أباً حِدِّيْ منْ رَجَالَكُمْ وَلَكُنْ رَسُولُ اللهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ  
(محمد میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن رسول اللہ اور خاتم النبیین ہیں)۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بغیر استثناء کے خاتم الانبیاء کا القب دیا ہے اس کی تفسیر آنحضرت ﷺ نے اپنے اس ارشاد کے ساتھ فرمائی ہے: لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

بتاؤ! ایسا کہنا والے گمراہ یا مہتدی۔ اگر گمراہ ہے تو اپنے گھر کی خبر لو کیونکہ یہ قول تھا رے پیشووا کا ہے جس کی نبوت پر تم بحث کرتے ہو اعتبار نہ ہو تو اس کی کتاب حمامۃ البشری عربی کا صفحہ ۲۰ دیکھو۔ اور اگر ایسا کہنے والا ان لوگوں کی طرح گمراہ نہیں ہے جنہوں نے حضرت یوسف کے بعد کہا تھا کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا پھر اہل حدیث ایسا کہنے سے کیوں ان لوگوں جیسے ہو گئے۔ ایک ہی بات کے قائل کو مومن کہنا اور اسی کے قائل کو

گمراہ کہنا: کہو جی کون دھرم ہے۔

سنوا! اصل بات یہ ہے کہ حضرت یوسفؑ کے بعد ایسا کہنے والوں کا قول فرمان خداوندی کی سند کے بغیر تھا اور ہمارا عقیدہ خدا کے ارشاد کے ماتحت ہے علاوہ اس کے ان لوگوں کا قول ان یبعث اللہ من بعده رسول لا بری نیت سے تھا ہمارا عقیدہ بھلی نیت سے ہے وہ حضرت یوسفؑ کی نبوت کے منکرتے اس لئے انہوں نے ان کے انتقال کے بعد جو آئندہ کے لئے رسول آنے کا انکار کیا تو اس نیت سے کیا تھا کہ: یوسف کے مرنے سے بلا ٹالی اب یہ بلا پھر پیدا نہ ہوگی۔

مگر ہم اور مرتضیٰ غلام احمد صاحب مذکورہ قول میں اس نیت سے انکاری نہیں بلکہ ہمارا انکار تعلیم خدا رسول پر ہے۔ پس دونوں میں فرق ہے۔

لطیفہ: ۱۸۹۳ء کا واقعہ ہے جن دنوں مرتضیٰ غلام احمد صاحب اور ڈپٹی عبداللہ آختمؑ کا مباحثہ تھا، ایک شخص محمد سعید طرابلی مرتضیٰ صاحب کو ملنے آیا۔ مرتضیٰ نے اس پر بڑا فخر کیا کہ دور دراز سے علماء عرب ہمارے حضرت مرتضیٰ صاحب سے ملاقات کو آتے ہیں۔ کسی طرح اس کو میری بھی خبر مل گئی، تو وہ مجھے بھی ملنے آیا۔ با توں با توں میں کہنے لگا مرتضیٰ غلام احمد صاحب قادیانی کے حق میں، میں نے ایک عربی قصیدہ لکھا ہے اس پر انہوں نے مجھے دوسرو پرہ انعام دیا۔ میں (شاء اللہ) نے کہا ذرا سنا تو سہی۔ اس نے سنایا تو اس میں ایک شعر مرتضیٰ صاحب قادیانی کو مخاطب کر کے یوں کہا تھا:

(ترجمہ): تو (مرزا) وہ شخص ہے جس کی بابت رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی۔ کیا اچھا وعدہ تھا جو سچا ثابت ہوا۔

یہ سن کر میں نے کہا: کیا تم نے اس کو مسح موعود کہا؟ اس (محمد سعید طرابلی) نے کہا: نہیں۔ میں (شاء اللہ) نے کہا: پھر تو کیوں کہتا ہے کہ تو وہی ہے جس کا رسول نے وعدہ دیا ہے۔ اس نے جواب دیا: کیا حضور ﷺ نے دجال کا وعدہ نہیں دیا۔ میں نے تعریف موعود بہ کی نہیں کی موعود بہ (دجال) برا ہے۔ وعدہ رسول پورا ہوا۔

تب میں (شاء اللہ) نے کہا۔ انت مثل المتنبی یمدح مرہ یہ جو آخری

یہ قصہ بیان کر کے مشتہرین ملکتہ سے پوچھتا ہوں کہ تم مرازائی جب یہ شعر سننے ہو گے اور اس شعر سے سمجھتے ہو گے وہ تمہارے نزدیک ایمان ہو گا، جب کہ اس سے قائل کی جو مراد ہے وہ تمہارے نزدیک..... حالانکہ کلام ایک ہی ہے

ٹھیک اسی طرح حضرت یوسف ... کی بات کہنے والے بدنیت ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے حق میں کہنے والے سچے ہیں کیونکہ خدا کے حکم سے کہتے ہیں .. ( ہفت روزہ اہل حدیث امترس ۱۹ جولائی ۱۹۳۵ء ص ۶ )

## مسح موعود جہاد بالسیف کرے گا

خبر الفضل قادیان ۲ جولائی ۱۹۳۵ء میں ایک مضمون نکلا ہے جس میں رقم مضمون (اڈیٹر الفضل) نے کمال یہ کیا ہے کہ حدیث کی رو سے لکھا ہے کہ ، مسح موعود کی جماعت جہاد بالسیف نہیں کرے گی۔ اس دعویٰ پر ایک روایت کو دلیل پیش کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

ایک اور حدیث میں آتا ہے عصا بتان من امتی ا حذر هما الله من النار عصابة

تغزوا الہند و عصابة تكون مع عیسیٰ بن مریم

یعنی میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ آگ سے بچائے گا۔ ایک گروہ وہ ہو گا جو ہندوستان میں جہاد کرے گا اور ایک گروہ وہ ہو گا جو عیسیٰ بن مریم کے ساتھ ہو گا۔ اس حدیث کے ماتحت امت محمدیہ کا پہلا گروہ تو وہ ہے جس نے حضرت سید احمد صاحب بریلوی کے ساتھ ہو کر جہاد کیا۔ آپ اپنی صدی کے مجدد اور نہایت راست باز انسان تھے۔ جب آپ نے دیکھا کہ پنجاب کے مسلمانوں پر سکھ ظلم کر رہے ہیں جس کی وجہ احکام دینی کی بجا آوری کے سوا اور کوئی نہ تھی، تو اس وقت آپ نے مظلوم مسلمانوں کو سکھوں کے مظالم سے نجات دلانے کے لئے اپنا وطن چھوڑ دیا ایک چھوٹے سے گروہ کے ساتھ سکھوں پر حملہ کا ارادہ کر لیا۔ یہ وہی بہادر جان شاروں کا گروہ ہے جس کی طرف آخر حضرت ﷺ اپنی حدیث کے پہلے حصہ میں اشارہ فرمایا ہے مگر اس کے ساتھ ہی

رسول کریم نے یہ بھی فرمایا کہ ایک دوسرے گروہ کو بھی اللہ تعالیٰ نار جہنم سے بچائے گا اور وہ مسح موعود کے ساتھی ہیں۔

یہ مقابلہ صاف بتلاتا ہے کہ مسح موعود کی جماعت جہاد بالسیف نہیں کرے گی کیونکہ یہی ایک بات ہے جو ان دونوں گروہوں میں مابہ الامتیاز ہے۔ یعنی ایک تو جہاد بالسیف کرنے والے ہیں، اور ایک مسح کے ساتھی۔ اگر دونوں غازی ہوتے تو رسول اللہ ﷺ اس طرح فرق بیان نہ فرماتے کہ ایک... اخ (الفضل مذکور)

قادیانی مضمون نگار کا سید احمد شہید اور ان کے ساتھیوں کی مجاہد ان زندگی کا اعتراض ہمارے لئے باعث مسرت ہے الفضل ما شهدت به الا عداء۔ اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے ساتھیوں کو جہاد بالسیف کی اعلیٰ خدمت سے سبک دوش کرنے کی کوشش کرنا آیت قرآنی کی تصدیق ہے فلما كتب عليهم القتال تو لوا (جب جہاد کا وقت آیا تو منہ پھیر گئے)

جو تن آسمیاں چاہیں اور آپو بھی  
وہ قوم آج ڈوبے گی گر کل نہ ڈوبی  
سینے! اول تو اس حدیث کا پتہ نشان نہیں بیاتا کہ کس کتاب کی ہے، کیسی ہے؟ لیکن ہم اس تکلیف میں آپ کو ڈالنا نہیں چاہتے بلکہ سیدھی راہ پر آپ کو لے جاتے ہیں۔ پس سینے!  
اس میں شک نہیں کہ مسح موعود، دجال کے لئے آئیں گے اس زمانہ کے مسلمانوں کا جو کام صحیح حدیث (سنن ابو داؤد) میں آیا ہے، یہ ہے

الجهاد فی سبیل الله ما ض منذ بعثنی الله الی ان یقاتل آخر امتی الدجال  
(من در جه منشقی باب الجهاد فرض الكفایہ) (یعنی فرمایا جہاد اللہ کے راستے میں جاری ہے جب سے خدا نے مجھے نی کر کے بھیجا ہے یہاں تک کہ میری امت کا آخری حصہ دجال کے ساتھ لڑائی کرے گا)  
اگر تم پوچھنا چاہتے ہو کہ یہ کون لوگ ہوں گے، تو سنو:

ثُمَّ تَغْزُونَ الرُّوْمَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ ثُمَّ تَغْزُونَ الدَّجَالَ (مسلم)

(یعنی حضرت ﷺ نے فرمایا تم رو میوں سے غزا (جہاد) کرو گے خدا اس کو فتح کرے گا پھر تم دجال کے ساتھ جہاد کرو گے) یہ حدیث صحیح مسلم کی ہے۔ اس میں جو .. اخْرُجَ (خبر اہل حدیث کے زیر نظر شمارے کا یہ درحق پھٹا ہوا ہے۔ اس لئے مضمون ناکمل ہے۔ بہاء) (هفت روزہ اہل حدیث امر تسلیم ۱۹۳۵ جولائی ۱۹۴۶ء مطابق ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ جلد ۲۳ نمبر ۹ ص ۳)

## قادیانی کے زلزلے

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بڑے ہوشیار اور زمانہ شناس تھے۔ آپ کی امت بھی اسی قدر ہوشیار ہے۔ کوئی موقع نہیں چوکتے۔ جوں ہی دنیا میں کوئی حادثہ ہوا، انہوں نے سراہلیا اور فوراً اعلان کر دیا کہ ہمارا دعویٰ ثابت۔ چاول سفید ہوں یا سرخ زمین بہر حال گول۔  
۲۔ اپریل ۱۹۰۵ء سے ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء تک ہندوستان میں تین سخت زلزلے آئے۔ ان تینوں زلزلوں کو مرزا غلام احمد قادیانی اور امانت مرزانے اپنے صدق پر دلیل بتایا۔

پہلے زلزلہ (اپریل ۱۹۰۵ء) کے وقت مرزا غلام احمد صاحب خود زندہ تھے۔ انہوں نے اسی روز (۳۔ اپریل) ہی کوایک طویل اشتہار دیا جس میں ٹھوائے، تو جان نہ جان میں تیراہمیان، کھیج تان کر اپنے الہاموں سے زلزلہ کی پیش گوئی ثابت کی جس کا جواب اسی زمانہ میں اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۷۔ اپریل میں دیا گیا تھا، جو ۱۶ مارچ ۱۹۳۲ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں مکر نقل ہو چکا ہے۔

اس کے بعد ۱۵ جنوری ۱۹۳۲ء کو صوبہ بہار میں زلزلہ آیا، تو قادیانی سے صداقت مرزا کی آواز اٹھی کہ ہمارے بڑے حضرت کے کہنے کے مطابق یہ زلزلہ آیا ہے۔ اس کا جواب اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۹ فروری ۱۹۳۲ء اور ۲ مارچ ۱۹۳۲ء میں دیا گیا اور بذریعہ اشتہار بھی شائع کیا گیا۔

اس کا خلاصہ یہ تھا کہ جس زلزلہ کی پیش گوئی کو زلزلہ بہار پر لگایا جاتا ہے، اس کی بابت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے صاف لکھا ہوا ہے کہ میری زندگی میں پوری ہو گی۔ (ملاحظہ ہوئیمہ جلد ۵ برائیں احمد یوسف ۹۷۔)  
اب جب کہ کوئی میں زلزلہ شد یہ آیا تو قادیانی میں لگی کے چراغ جلے۔ قادیانی پر لیں اور قادیانی

خلیفہ (مرزا محمود احمد) نے جی کھول کر اس سے اپنی سچائی کا ثبوت دیا۔ اس لئے ہم نے اہل حدیث مورخہ ۲۱ جون ۱۹۳۵ء میں سوال کیا تھا:

اس قسم کے حادثات کو مدعی سے وجہ سے تعلق ہو سکتا ہے:

- ۱۔ ایک یہ کہ اس کے انکار کی وجہ سے ہوئے ہوں۔
- ۲۔ دوم اس وجہ سے کہ اس کی پیش گوئی کے مطابق ہوئے ہوں۔

یہ زلزلے کس قسم سے ہیں۔ قسم اول سے یا قسم دوم سے؟

ہمارے اس سوال جواب صاف لفظوں میں تو قادریان سے آیا ہیں، اس لئے ہم خود ہی بتاتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادریانی اس قسم کے حادثات کو کس وجہ سے اپنی صداقت کی دلیل بتایا کرتے ہیں۔ موصوف کی نظم متعلق زلزلہ میں سے ابتدائی اشعار یہ ہیں:

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن  
زلزلہ کیا اس جہاں سے کوچ کر جانے کے دن  
تم تو ہو آرام میں ہم اپنا قصہ کیا کہیں  
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرا نے کے دن  
کیوں غصب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو  
ہو گئے ہیں اس کا مو جب میرے جھٹلانے کے دن  
(حقیقتہ الوجی صحفا اخیر)

اشعار مرقومہ کے چھٹے مصروف میں صاف مذکور ہے کہ زلزلے اور دیگر عذابات مرزا صاحب قادریانی کی تندیب کرنے کی وجہ سے لوگوں پر آتے ہیں اور آتے رہیں گے چنانچہ قادریان کے نامی شاعر (گویا استاد داغ) مولوی غلام رسول آف راجہی اپنی ایک نظم مشابہ نثر میں کہتے ہیں

یہ دیکھ کر نشان نصرت یہ دیکھ کر بھی نشان عزمت  
نہ سوچیں پھر بھی یہ عقل والے تو صدق کیا بے نشان رہیا

جو پہلے نبیوں کے وقت آئے ہوئے ہیں ظاہر عذاب  
 ریگے جاری یہ حملے جب تک یہ کج جہاں بد عنان رہے گا  
 یہ قادیان ہے نبی کی بستی یہ تحت گاہ رسول حق ہے  
 خدا ہے قادیر ہے یہ وعدہ یہ بلده دارالا مان رہے گا  
 خدا کی قہری تجلیوں کے ظہور کا یہ وقت عبرت  
 کہیں زلزال کہیں حادث کا دور دورہ عیاں رہے گا  
 (الفضل قادیانی ۱۹۳۵ء)

ان اشعار میں بھی وہی اظہار ہے جو مرزا غلام احمد صاحب کی مذکورہ عبارت سے عیاں ہے کہ زلزلے اور  
 عذاب مرزا صاحب کی تکذیب اور انکار کی سزا ہے۔ پس اب یہ عذابات اور زلزلے وغیرہ اس آیت کے  
 ماتحت ہوئے جس کے الفاظ یہ ہیں:

انزل جنودا لَمْ ترو ها و عذَّب الَّذِينَ كفروا و ذلك جزاء الْكافرِينَ (الْتوبَةٌ: ۲۶)  
 (یعنی خدا نے آسمانی فوج بھیجی جس کو تم لوگوں نے ندیکھا اور کافروں کو عذاب کیا۔ یہی سزا کافروں کی ہے)۔  
 نتیجہ۔ اگر یہ ارشاد مرزا غلام احمد حق ہے اور اس کے متعلق تائیدی نظم بھی صحیح ہے تو نتیجہ بھی لاریب صحیح ہے کہ  
 اڈیٹر اہل حدیث (فاتح قادیانی) معاپنے شاف اور معتمد مبران و کارکنان احرار خدا کے زدیک مستوجب سزا نہیں  
 ورنہ زلزلہ سے نہ بچتے (اعاذ نا اللہ)

احمدی ممبرو! کیا کہتے ہو؟ چونکہ یہ نتیجہ بالکل صحیح اور قبل قبول ہے اس لئے اخبار الفضل کے ہشیار  
 اڈیٹر نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تصریحات کے خلاف پہلو بدلت کر یوں لکھا کہ:  
 ہم یہ نہیں کہتے کہ محض حادث کا آنا مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت ہے بلکہ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ  
 یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی پیش گوئی کے ماتحت ان کا غیر معمولی طور آنا اور مسلسل آنا آپ کی  
 صداقت اور خدا تعالیٰ کے زور آور حملوں کا ثبوت ہے۔ (الفضل قادیانی ۱۹۳۵ء)

پس یہ مضمون ہماری پیش کردہ دو صورتوں میں سے صورت میں داخل ہوا یعنی زلزلہ.....حضرت مرزا صاحب  
 قادیانی.....وقوع ہوا۔ پس اب مطلع صاف ہے۔ پیش گوئی دیکھنا چاہتے ہیں جو تینوں زلزلوں (کانگڑہ بہار اور

کوئی) کی بابت مرزا صاحب نے کی تھی۔ کانگڑہ (پنجاب) میں ۲۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو زلزلہ عظیم آیا۔ اس سے پہلے مرزا غلام احمد صاحب قادری نے ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء کو ایک اشتہار دیا جس کی روح روایہ عبارت ہے

عفت الدیار مhalha و مقامها یعنی یہ ملک عذاب الٰہی سے مت جانے کو ہے نہ مستقل

سکونت امن کی جگہ رہے گی اور نہ عرضی امن کی جگہ یعنی طاعون کی وبا ہر جگہ عام طور پر پڑے گی۔

(اشتہارالوصیت)

جب کانگڑہ میں زلزلہ آیا تو مرزا غلام احمد صاحب نے حسب عادت جھٹ پہلو بدلو کر اس اشتہار کو زلزلہ کانگڑہ پر لگا دیا۔ حالانکہ زلزلہ کانگڑہ اس اشتہار کی تاریخ سے صرف ایک ماہ بعد آیا تھا اگر عالم الغیب کی طرف سے مخلوق خدا کو تنبیہ کرنی ہوتی تو بہت آسان تھا کہ طاعون کی بجائے زلزلہ کہہ دیتا مگر ایسا نہیں ہوا کیونکہ یہ لفظ الہام میں نہیں ہاں بعد حدوث زلزلہ نکتہ بعد الوقوع کے ماتحت بات بنائی گئی ہے مفصل اخبار اہل حدیث امر ترس ۲۶ امارچ ۱۹۳۲ء میں ملاحظہ ہو۔

### زلزلہ بہار

ملک میں طاعون کی روانی دیکھ کر پہلے تو مرزا غلام احمد صاحب قادری کا رخ طاعون کی طرف رہتا تھا زلزلہ کانگڑہ کے بعد آپ کا رخ زلزلوں کی طرف ہو گیا آپ نے ایک قیامت خیز زلزلہ کی خبر دی جس کو بعد انتقال مرزا صاحب ان کے مریدین زلزلہ بہار پر لگاتے ہیں۔ مگر قربان جائیں خدائے قدوس کے جس نے فرمادیا ہے کہ انکار کرنے والوں کے ہاتھ پاؤں گواہ نگریں گے۔ ٹھیک اسی طرح ہم مرزا غلام احمد صاحب کے دست ہائے مبارک کو پیش کر کے ان کے دعاوی کو غلط ثابت کرتے ہیں۔ با انصاف ناظرین مرزا غلام احمد قادری کی ہدایت غور سے سنیں:

آپ ذرہ کان کھول کر سن لو کہ آئندہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیش گوئی ہے بار بار وحی الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیش گوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدے کے لئے ظہور میں آئے گی۔ (ضمیمه برائین احمدیہ ج ۹۵ ص ۹۷)

کون نہیں جانتا کہ مرزا غلام احمد صاحب کا انتقال میں ۱۹۰۸ء میں ہوا اور زلزلہ بہار جنوری ۱۹۳۲ء میں آیا۔

ناظرین غور کریں ۲۶ سال کا فاصلہ کوئی معمولی بات نہیں۔ اتنے فاصلے کو قطع کر کے زلزلہ بہار کو مرزا غلام احمد صاحب قادریانی کی زندگی میں لے جانا مشکل بلکہ محال تو بے شک ہے، مگر ان لوگوں کے لئے سب کچھ آسان ہے جو مشق سے مراد قادریان مان جاتے ہیں۔ جس کی بابت یہ شعر موزوں ہے

طف پر طف ہے الماء میں میرے یار کے یار  
ہائے حلی سے گدھ لکتا ہے حوز سے ہمار

### زلزلہ کوئٹہ:

۳۱ مئی ۱۹۳۵ء کو یہ زلزلہ آیا۔ امتحان مرزا نے اس کو بھی مرزا غلام احمد صاحب قادریانی کی صداقت کا نشان بنایا ہے چنانچہ الفضل میں مرذا صاحب قادریانی متوفی کے الفاظ دلائل کرنے گئے ہیں:

زلزلہ کا نشان خدا تعالیٰ ۵ دفعہ لگائے گا اور چونکہ یہ الہام زلزلہ کا نگڑہ کے بعد ہوا، اس لئے یہ یقینی بات ہے کہ ابھی تین اور ہیبت ناک زلزلے آنے والے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ پانچ زلزلے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد آئیں گے۔ اگر کا نگڑہ کے زلزلہ کو شامل کر لیا جائے، تب بھی دو زلزلے باقی رہتے ہیں۔ ہر دفعہ کا زلزلہ پہلے کی نسبت زیادہ نقصان دہ اور دوہشتم ناک ہوتا ہے۔

(الفضل قادریان ۱۹۳۵ء جون)

اس حوالے میں جن پانچ زلزلوں کا ذکر ہے... پہلے چار زلزلے ہلکے اور خفیف ہوں گے اور دنیا ان کو معمولی دیکھے گی اور پھر پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہو گا کہ لوگوں کو سوداگی اور دیوانہ کر دے گا، یہاں تک کہ وہ تمنا کریں گے کہ وہ اس دن سے پہلے مر جاتے۔

اب یاد رہے کہ اس وحی الہی کے بعد اس وقت تک جو ۲۲ جولائی ۱۹۰۶ء ہے اس ملک میں تین زلزلے آپکے ہیں۔ یعنی فروری ۲۸ ۱۹۰۶ء اور مئی ۱۹۰۶ء اور جولائی ۱۹۰۶ء۔ مگر غالباً خدا کے نزدیک یہ زلزلوں میں داخل نہیں ہیں کیونکہ بہت خفیف ہیں۔ شاید چار زلزلے پہلے ایسے ہوں گے جیسا کہ ۲۔ اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ تھا اور پانچواں قیامت کا نمونہ ہو گا۔

وَاللَّهُ أَعْلَمْ۔  
(حقیقتہ الوجی، ج ۹۳ حاشیہ)

اس عبارت کی تشریح خود مرزا نے اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۰ پر یوں کی ہے:

پہلے یہ وحی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے ظہور کے لئے ایک نشان ہوگا۔ اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا کیونکہ وہ ہمارے ترقی سلسلہ کے لئے بشارت دے گا اسی طرح اس کا نام عالم کتاب ہوگا، کیونکہ اگر لوگ تو بہیں کریں گے تو بڑی بڑی آفتین دنیا میں آئیں گی۔ ایسا ہی اس کا نام کلمۃ اللہ اور کلمۃ العزیز ہوگا، کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جو وقت پر ظاہر ہوگا۔ اور اس کے لئے اور نام بھی ہوں گے۔ مگر بعد اس کے میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔ اس دعا کا اللہ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے رب اخْر وقت هذا۔ اخْرہ اللہ الی وقت مسمی۔ یعنی خدا نے دعاقبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال دیا ہے اور یہ وحی الہی قریباً چار ماہ سے اخبار بدرا اور الحکم میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور چونکہ..... پیر منظور محمد کے گھر میں یہ اجولائی ۱۹۰۶ء کو بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی اور یہ دعا کی قبولیت کا ایک نشان ہے اور نیز وحی الہی کی سچائی کا ایک نشان ہے جو لڑکی پیدا ہونے سے قریباً چار ماہ پہلے شائع ہو چکی تھی مگر یہ ضرور ہوگا کہ کم درجہ کے زلزلاتے رہیں گے اور ضرور ہے کہ زمین نمونہ قیامت زلزلہ سے رکی رہے جب تک وہ موعود لڑکا پیدا ہو۔ یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت کی نشانی ہے کہ لڑکی پیدا کر کے آئندہ بلا یعنی زلزلہ نمونہ قیامت کی نسبت تسلی دے دی کہ اس میں بمحض وعده آخرہ اللہ الی وقت مسکی ابھی تاخیر ہے اور اگر ابھی لڑکا پیدا ہو جاتا تو ہر ایک زلزلہ اور ہر ایک آفت کے وقت سخت غم اور اندر یہ دامن گیر ہوتا کہ شاید وہ وقت آگیا اور تاخیر کا کچھ اعتبار نہ ہوتا اور اب تو تاخیر ایک شرط کے ساتھ مشروط ہو کر معین ہوگئی۔ (حقیقتِ الوحی۔ ص ۱۰۰۔ ۱۰۱ احادیث)

پس اب تو خود مرزا غلام احمد صاحب ہی کے کلام سے ثابت ہو گیا کہ زلزلہ نمونہ قیامت ایسی شرط سے مشروط ہے جس کا تحقق اب ناممکن الوقوع ہے کیونکہ پیر منظور محمد اور اس کی بیوی (محمدی بیگم) دونوں اس

جهان سے مرزا غلام احمد صاحب قادریانی کی طرح چل دیئے ہیں پس بحکم اذا فات الشرط فات  
المشرو طسب کارخانہ ہی درہم برہم ہو گیا : آں قدح بشکست و آں ساقی نماز  
نہ منظور محمد کے گھر میں عالم کتاب لڑکا پیدا ہوا، نہ زلزلہ نہ نمونہ قیامت نشان صداقت مرزا قادریانی واقع  
ہوا۔ اسی کو کہتے ہیں: نہ نومن تیل ہو نہ رادھانا چے  
احمدی دستو! شرط کے بغیر مشروط کو ثابت رکھ کر کیوں بے وضو نماز پڑھتے ہو:  
ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدوں کا۔ یہ تیرے زمانہ میں دستور تکلا  
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۔ ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۲ھ جمادی الاول جلد ۳۲ نمبر ۳۷ ص ۵-۳)

## نئے نبی کا نیا الہام

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:  
قادیانی امت میں آج کل کئی ایک نبی ہیں۔ ایک دلو قادیانی ہی میں ہیں۔ بعض ادھر ادھر بھی نور  
پھیلارہے ہیں۔ ان سب سے سر کردہ نبی مولوی فضل خان ساکن چنگانکنیال (پنجاب) ہیں۔ جو اپنے الہامات  
شائع کر کے پبلک کوفائدہ پہنچاتے رہتے ہیں چنانچہ جدید الہام ان کا جو قسمی آیا ہے اس میں حسب سنت مرزا  
چند اشخاص کی موت (چرسال کے اندر) کی خبر دی ہے:

۱۔ مرزا محمود احمد خلیفہ قادریان۔ ۲۔ مرزا مبارک احمد ولد خلیفہ قادریان موصوف۔ ۳۔ چودھری فتح محمد سیال قادریان  
۴۔ عبداللہ خان ولد میاں محمد علی خان آف مالیر کوٹلہ۔ ۵۔ مولوی صدر الدین آف لاہور۔ ۶۔ ڈاکٹر مرزا  
یعقوب لاہور۔ ۷۔ چودھری منظور الہی لاہور۔ ۸۔ مستری غلام محمد (لہم) لاہور۔ ۹۔ ڈاکٹر سراج قبائل لاہور۔

ان کے علاوہ بھی چند لوگ ناقابل ذکر ہیں

یہ خط کیم جو لائی ۱۹۳۵ء کا ہے اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ:  
تاریخ معین بتانا منع ہے۔ تاکہ غلطی نہ ہو جائے؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔ ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۲ھ جمادی الاول جلد ۳۲ نمبر ۳۷ ص ۵)

## ختم نبوت اور قادیانی امت

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاہ اللہ امر تری لکھتے ہیں:

ایک ٹریکٹ مرتبہ معلیٰ اجmir وی (پنجابی) ہماری نظر سے گذر جسکی سرنخ ہے، عقیدہ ختم نبوت، احمدیہ جماعت کا جزو یہاں ہے۔

اس ٹریکٹ میں اس طرح دھوکہ دیا جس طرح عیسائی لوگ بائیبل سے توحید کی آیات نکال کر کے کہا کرتے ہیں کہ ہم بھی موحد ہیں۔ یہاں تک کہ پادری فنڈر لکھتا ہے کہ: مشرک حیوان ہے۔

مگر توحید کی تشریع ان کے نزدیک اور ہے اور مسلمانوں کے نزدیک اور۔ اسی طرح خاتم النبیین کی تشریع مسلمانوں کے نزدیک یہ ہے

لا نبیٰ بعدی آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

گرقادیانی اصطلاح اس کے خلاف ہے۔ وہ ختم نبوت کے معنی یہ کرتے ہیں:

اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا ہے یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو

کسی اور نبی کو نہیں بخشی اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی

(حاشیہ حیثۃ الوجی - ص ۱۹۷) (ٹریکٹ مذکور - ص ۳)

یہ عبارت ملک کی عام زبان اردو میں ہے۔ اس کا مضمون صاف ہے کہ امت مرزائیہ بلکہ خود مرزاغلام احمد بھی آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین ان معنی میں نہیں مانتے جن معنی میں سب مسلمان مانتے ہیں، بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نبی گر خاتم ہیں۔ چنانچہ ان کے عقیدہ کا ایک شعر ان کامانی اصمیر جانے کو کافی ہے:

جو آئے ابتدا میں رونق غار حرا ہو کر

گئے واپس نبی گر اور ختم الانبیاء ہو کر

(لفظ قادیان ۲۶ مارچ ۱۹۳۵ء)

پس خاتم النبیین ان دو معنی کے لحاظ سے بالکل مسئلہ توحید کی مانند ہے جس کے قائل عیسائی

اور مسلمان دونوں ہیں، مگر تشریع دونوں کی اس قدر الگ ہے کہ ایک دوسرے کو تو حید کا ممکنہ قرار دیتا ہے۔ قرآن شریف خود عیسائیوں کے دعویٰ تو حید کو بے اعتبار جان کر ان کے عقیدہ کے لحاظ سے فرماتا ہے

فقد كفر الذين قالوا ان الله ثالث ثلاثة (پ ۶. ع ۱۳)

اسی طرح مسلمان بھی قادیانی تشریع کو بے اعتبار جان کر کہتے ہیں اور ٹھیک کہتے ہیں

لقد كفر الذين قالوا ان محمدًا خاتم النبیین بمعنی جا عل النبیین۔

تشابهت قلو بهم

(فتروزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔ اگست ۱۹۳۵ء مطابق ۸ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ نمبر ۳۲ جلد ۱ ص ۵۔ ۶)

## امیر جماعت لاہور و خلیفہ قادیانی سے ایک سوال

(ایک احمدی کے قلم سے)

حضرت مرزا صاحب (قادیانی) نے اپنے آپ کو خاتم الخلفاء اور محمدی سلسلہ کا چودھویں خلیفہ پیش کیا ہے، اور بقول مرزا صاحب قادیانی، حضرت عیسیٰ موسوی سلسلہ کے چودھویں خلیفہ اور خاتم الخلفاء سلسلہ موسویہ ہیں، جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ بھی اس کی تائید فرماتے ہیں کہ میرے او عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ پس عرض ہے کہ جن مسلمانوں نے حضرت مرزا صاحب قادیانی کو مانا ہے امام آخر الزمان سمجھ کر مانا ہے، جس کا اسلام میں آخری عہدہ سمجھا ہے، تو اب سوال یہ ہے کہ جیسے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی حدیث کے ماتحت صدی کے سرپرہو کرانی صداقت فرماتے ہیں اب جو صدی ختم ہو کر پندرھویں صدی شروع ہوگی تو کوئی امام آئے گا یا نہیں۔

اگر کوئی آگیا، تو حضرت مرزا صاحب قادیانی آخری نہ رہے، اور مسلمان آخری کوہی ماننے کے قائل ہیں۔ اگر کوئی نہیں آئے گا تو حدیث ہر صدی کے سرپر مجدد آنے کی غلط ہو کر الزام قائم ہوگا۔ اگر کہو کہ مرزا غلام احمد صاحب کے تابع ہو کر صدی کے سرپر آئے گا، تو نبی کریم بنڈ کرتے ہیں اور مرزا صاحب قادیانی اس کی تائید کرتے ہیں جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں۔ اگر آپ اسلام سے یا مرزا غلام احمد صاحب

سے کچھ بھی تعلق رکھتے ہیں، تو میں انہی کا واسطہ دے کر آپ سے ملتمن ہوں کہ مجھے ضرور جواب دے کر مشکور فرمائیں اگر خود جواب نہ دیں تو آپ کی سند سے کوئی آپ کا نام نہ ہی جواب دے دے۔  
 رقم: خاکسار علی محمد بن جن وال احمدی و محمدی مسلمان و مبراج بن جن اہل اسلام متصل مسلم ہائی سکول لاہور  
 (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔ ۱۹۳۵ء مطابق ۸ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ نمبر ۳۲ جلد ۶ ص ۶)

## ایک سوال کا جواب

(الہامات مرزا قادیانی اور مولوی محمد علی لاہوری)

مفتی صاحب ریاست مانگروں کاٹھیاواڑ لکھتے ہیں:

یوں تو مرزا صاحب کی کوئی کتاب خالی نہیں جس میں بڑے شدومد کے ساتھ رسالت و نبوت بلکہ تشريعی نبوت کا دعوی نہ کیا ہو لیکن حسب ذیل جب الہامات قبل غور ہیں کوئی شخص مرزا صاحب کو مخاطب کر کے کہتا ہے:

۱ - قل يا ايها الناس اني رسول الله اليكم جميعاً (اے مرزا کہہ دے کہ لوگوں میں تم سب کی طرف خدا کا رسول ہو کر آیا ہوں) (البشری۔ ج ۲ ص ۵۶۔ اشتہار معیار الاخیار)

۲ . یہس انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم۔ (اے سردار، مرزا، تو مرسل ہے، رسولوں میں سے ہے، سیدھی راہ پر) (حقیقتہ الوجی۔ ص ۷۰۔ امصنفہ مرزا صاحب)

۳. انا ار سلنا اليکم رسو لا شا هداً عليکم كما ار سلنا الى فرعون رسو لا (ہم، خدا، نے تجھے، مرزا، کو حجۃ للعلمین بناء کر بھیجا ہے)۔ (حقیقتہ الوجی۔ ص ۱۰۱)

۴ . ما ارسلناك الا ر حمة للعالمين  
 (ہم، خدا، نے تجھے، مرزا، کو حجۃ للعلمین بناء کر بھیجا ہے) (حقیقتہ الوجی۔ ص ۸۲)

۵ . سبحان الذى اسرى بعده ليلًا (پاک ہے خدا جس نے اپنے بندے، مرزا، کورات کی سیر، معراج، کرائی)۔ (ضمیرہ حقیقتہ الوجی۔ ص ۸۱)

۶ . هو الذى ار سل رسو له بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله  
 ومبشراً بر سول ياتى من بعدى اسمه احمد

یہ سب قرآن شریف کی آیات ہیں جو سردار دو جہاں محدث رسول اللہ ﷺ کی شان میں نازل ہوئیں۔  
 مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ یہ آیات میری شان میں مجھ پر وحی کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ جو آیات رسول اللہ ﷺ کی شان میں اور جو دوسرے انبیاء کرام کی شان میں ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مرزا صاحب کی شان میں نازل کی ہیں صراحة رسول اللہ اور دیگر انبیاء کی برادری کا دعویٰ ہے خدا نے جن خطابات جلیلہ مخصوصہ سے اپنے حبیب پاک محمد ﷺ کو مخاطب فرمایا انہی خطابات سے مرزا غلام احمد صاحب قادریانی کو مخاطب فرمایا ہے گویا اللہ تعالیٰ کے نزدیک محمد رسول اللہ ﷺ اور مرزا صاحب قادریانی برابر ہیں۔ آخر صاف ہی کہہ دیا  
 مُنْمَ مُحَمَّدًا حَمْدًا كَهْجَنِي بَاشَدْ (درشین)

پھراللہ تعالیٰ مرزا غلام احمد صاحب کو کہتا ہے

لو لاك لما خلقت الا فلاك (اے مرزا گرتونہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا)۔ (حقیقتہ الوجی ص ۹۹)  
 مرزا غلام احمد صاحب قادریانی کے کلمات پر غور فرمائیے۔ مطلب صاف ہے کہ اگر مرزا صاحب قادریانی نہ ہوتے تو آسمان بھی نہ ہوتے، اور محمد رسول اللہ ﷺ بھی نہ ہوتے معاذ اللہ۔ رسول اللہ ﷺ کی اتنی تو ہیں اور اپنی اتنی بڑائی۔ انجام کا رصاف ہی کہہ دیا کہ میں محمد ﷺ سے افضل ہوں۔

لَهُ خَسْفَ الْقَمَرِ الْمَنِيرِ وَإِنَّ لَى

غَسْفًا إِلَقْمَرَانِ الْمَشْرِقَانِ اتَّنْكِرُوا

(اعجاز احمدی ص ۱۷)۔ (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک چاندگر ہن ہوا تو کیا ہوا میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا گر ہن ہوا)،

رسول اللہ ﷺ کی تو ہیں، اپنی بڑائی، مجرزہ شق القمر کا انکار، حقیقتہ الوجی میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مجرزات تین ہزار ہیں اور میرے بڑے بڑے نشانات تین لاکھ ہیں۔ استغفار اللہ ﷺ کے سچا خدا ہی ہے جس نے قادریان میں اپنا رسول بھیجا۔ ( واضح البلاء ص ۱۱)  
 ۸۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی و رسول ہیں۔  
 ۹۔ خدا تعالیٰ نے میری تعلیم میری بیعت اور میری وحی کو مدارنجات ٹھہرایا ہے (اربعین نمبر ۶ ص ۲)

۱۰۔ جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا (حقیقتہ الوجی)  
 ۱۱۔ ایک ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے  
 (حقیقتہ الوجی - ص ۱۶۳)

۱۲، جو مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ کافر ہے (ملخصاً حقیقتہ الوجی - ص ۱۷۹)

۱۳۔ تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۸ اپر اپنی امت کو حکم ہوتا کہ تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور  
 مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ (نیز فتاویٰ احمد ص ۸۳)

ایضاً۔ یہی نہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادریانی خود ہی رسول تھے بلکہ آپ کے والد صاحب بھی  
 رسول اللہ تھے چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادریانی کی وجی میں خدا تعالیٰ، مرزا صاحب قادریانی کو کہتا ہے  
 انی معک یا ابن رسول اللہ میں تیرے ساتھ ہوں اے رسول کے بیٹے۔ (ریویوا فریلی جنتر قادریان - دسمبر ۱۹۰۵ء)

معاذ اللہ۔ سردار دوجہاں محمد رسول اللہ ﷺ کے والد تو رسول نہ تھے، لگر مرزا غلام احمد قادریانی کے  
 والد بھی رسول تھے۔

درثین وحقیقتہ الوجی میں آدم سے لے کر خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیاء کے نام اور  
 صفات اپنے لئے مخصوص کئے ہیں۔

اور مرزا غلام احمد صاحب قادریانی کو اپنی وجی پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ تمام پیغمبروں کی وجی کا۔

نیز مرزا غلام احمد صاحب قادریانی کی وجی خطا سے ایسی ہی پاک ہے جیسا کہ قرآن۔ درثین میں فرماتے ہیں:

زندہ شد ہر نبی بآدم نم۔ ہر رسولے نہاں بہ پیرا ہنم

انبیاء اگر چہ بودہ اند بسے۔ من بعرفان نہ کترم ز کے

حضرت مسیح سے مرزا صاحب تمام شان میں بڑھ کر ہیں (حقیقتہ الوجی - ص ۱۳۸)

خدا تعالیٰ نے اپنے اختیارات مرزا غلام احمد صاحب کے حوالے کر دیئے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب  
 قادریانی کی وجی میں خدا فرماتا ہے

انما امرك اذا اردت شيئاً ان تقول له كن فيكون - (اے مرزا تیری شان یہ ہے کہ جب کسی

چیز کو تو کہے کہ ہو جا، تودہ ہو جاتی ہے)۔ (حقیقت الوجی ص ۱۰۵)

نیز نصرۃ الحق میں اس کی تصریح ہے مرزا غلام احمد سے خدا نے بیعت بھی کی۔ خدا کے پیغمبھر بنے۔ (دافت البلاء)

خدا نے مرزا غلام احمد صاحب کو تو حیدی، تفریدی، القاب سے بھی ملقب کیا ہے۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب، اول العزم رسول اصحاب اموں حتیٰ کہ حضرت علیؑ امام حسینؑ سے بھی افضل تھے فرماتے ہیں

کربلا نیست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

ایک منم کہ حسب بشارات آدم۔ عیسیٰ کجا است تا بنہد پا به منبرم  
ماشاء اللہ آپ باوجود ان دعاوی کے شیرین زبان بھی بہت تھے۔ شیخ سعداللہ لدھانوی کی نسبت لکھتے ہیں:  
ذلیل، فاسق، شیطان، ملعون، سفیہوں کا ناطقہ، بدگو، خبیث، مفسد، منحوں اے ابن بغا۔ وغیرہ  
مشتبہ نمونہ از خروارے۔ یہ گوہر فشانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے پیڑوں کو مبارک ہو۔  
قرآن شریف کا کثیر حصہ جس میں جہاد کا ذکر ہے وہ مرزا صاحب کی وجی سے منسوب ہو گیا۔ دیکھوار بعین وغیرہ  
اول تودعاوی بالا ہی جھوٹ ہیں، اس کے علاوہ بھی مرزا صاحب قادیانی نے بہت جھوٹ بولا ہے۔  
کہیں لکھ دیا کہ اگر قرآن مجید نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹ ہوں۔

کہیں کہا کہ قرآن میں انا انز لناہ قریباً من القادیان لکھا ہوا ہے۔  
ازالہ اوہام صفحہ ۶۷ میں مکہ مدینہ قادیان تین شہروں کا نام قرآن میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ (برائین احمدیہ ص ۵۵۸)

میرے وقت میں خدا نے حج کو جانا بند کر دیا۔ (حقیقت الوجی ص ۱۹۸)۔

ایسے شخص اور اس کے مرتد اور گمراہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ جو مسلسلہ ختم نبوت کو باطل ٹھہرا کر اپنی نبوت کا مدعی ہو، اور دوسروں کے واسطے نبوت رسالت کا دروازہ کھولتا ہو، اپنے نہ مانے والے دنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں کو کافر کہتا ہو، باوجود اسکے مولوی محمد علی صاحب لاہوری مرزا غلام احمد کو مستحب موعود مانتے ہوئے کس معصومانہ انداز میں لکھتے ہیں کہ:

ہم مرزا صاحب کو مجدد اور ظلیٰ بروزی نبی مانتے ہیں مستقل نبی نہیں مانتے۔ آپ کے ماننے یا نہ ما

نئے کا سوال نہیں مدعی کے دعاوی اور مدعی کو مع دعاوی ماننے کا سوال ہے اس کا آپ اعلان کر چکے ہیں۔ (خبر پیغام صلح لاہورج ۲۵ نمبر)

نیز پیغام صلح جلد اول نمبر ۳۳، ۱۹۱۳ء کتوبر ۱۹۱۳ء میں پیغامیوں کا اعلان ہے، خدا کو شاہد کر کے لکھا ہے کہ: همارا بیمان ہے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادریانی) اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے۔

پھر کیسے کہا جاتا ہے کہ ہم کلمہ گو کافرنہیں کہتے۔ اگر واقعی نہیں کہتے تو پھر کلمہ گو کو کافر کہنے والے کو کافر اور اقوال بالا کے قائل کو مفتری اور کذاب کیوں نہیں کہتے۔ یا کم از کم یہی اعلان کر دیا جائے کہ ہم مرزا غلام احمد صاحب کی کتابوں کے ان صفحوں کو نہیں مانتے جن میں اقوال بالا اور سب و شتم درج ہے اور ان کی اشاعت بند کر دیں۔ مگر وہ نہیں کر سکتے جب کہ مرزا صاحب قادریانی کو مسیح موعود مانتے ہیں تو ان کے ایک ایک حرف کو سچا جانتے اور مانتے ہیں۔ مذہب سے ناواقف مسلمانوں اور مغرب زدہ مسلمانوں کو تلقیہ (منافقت کر کے) دھوکہ دیتے ہیں۔ اور ان ہی کے روپ نہ سے مرزا صاحب قادریانی کی تصانیف کی اشاعت کرتے ہیں جن میں مندرجہ بالا اقوال درج ہیں حتیٰ کہ مترجم قرآن شریف کی شرح اور حاشیہ میں بھی حضرت مرزا غلام احمد کی اشاعت ہو رہی ہے۔ مجددیت کی بجائے احمدیت (مرزا بیت) پھیلائی جا رہی ہے۔ لہذا مسلمان خصوصاً علماء و زعماء محمد یاں ہوشیار ہو جائیں کہ مرزا ای تمام فرقے قادریانی ہوں یا لا ہوری کمالی ہوں یا ظہیری، سب اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کے نام مبارک کو مٹا کر احمدیت اور غلام احمد کو پھیلانا چاہتے ہیں۔

یہ فرقے اسلام اور مسلمانوں کے لئے سخت خطرناک ہیں۔ یہ لوگ مرزا غلام احمد کو سرور کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرح کہ نہیں سمجھتے (مولانا! معاف فرمائیے، کم کیا اونچا سمجھنے کے مکلف ہیں اس الہام کے کیا معنی ہیں۔ تیرا، مرزا کا تخت سب تختوں سے اونچا بچایا گیا۔ حقیقتہ الوجی۔ ص ۸۹۔ ثناء اللہ امرتسری) مرزا غلام احمد صاحب قادریانی پر جب کوئی اعتراض کیا جاتا ہے، تو یہ لوگ فوراً ہی اعتراض رسول اللہ ﷺ پر کر دیتے ہیں۔

ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ احمدی (مرزا ای) مذہب سے خود بچے اور مسلمانوں کو بچانے کی کوشش کرے۔ و اللہ اعلم و علمہ اتم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶۔ اگست ۱۹۳۵ء مطابق ۸ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ نمبر ۳۲ جلد ۶ ص ۸)

## احراری اور قادریانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امیر ترسی لکھتے ہیں:

پنجاب میں ایک جماعت اسلامیہ ہے جس کا نام احرار اسلام ہے۔ یہ جماعت عموماً ملکی اور مذہبی کا مول میں دخل دیا کرتی ہے اور بڑے حوصلے سے دخیل ہوتی ہے۔ تحریک شمیر میں انہوں نے بڑا کام کیا تھا۔ چند دنوں سے ان کا رخ قادریانی قلعہ کی طرف ہے۔ جس کا اثر یہ ہے کہ قادریانی قلعہ کا افسر (میان محمد احمد) اور قادریانی اخبارات احراری کا نام و روز بان رکھتے ہیں۔ ہائے احرار نے ستایا، ہائے احرار نے مارا۔ یہی احرار مسجد شہید گنج لاہور کی وجہ سے آج کل خاص و عام میں مورد عتاب ہیں۔ پہلے ان پر آواز کستی ہے۔ ان کی تقریروں میں رخنا انداز ہوتی ہے۔ منہ سے نامعلوم الفاظ نکالتی ہے، بلکہ ہاتھوں سے بھی ناشائستہ افعال کرتی ہے جو حکم تلاک الایام نداولہا بین الناس ہمارے خیال میں بالکل معمولی بات ہے اور جس وجہ سے پہلے احرار پر خفا ہے وہ وجہ ہمارے نزدیک بھی معقول ہے۔ مگر قادریانی اخبارات اور مبلغین اس کو زیادہ اہمیت دے کر اپنی کرامت کا اظہار کر رہے ہیں۔

یہ بات ذرہ قابل غور ہے۔ ان کو تاریخ احمد یہ پر نظر کرنی چاہیے۔ سب سے پہلے ۲ ستمبر ۱۸۹۳ء کی تاریخ یاد کریں کہ ڈپٹی عبداللہ آفیم عیسائی کی میعاد موت گذرنے پر جب وہ زندہ رہا تو پہلے نے مرزا غلام احمد کے حق میں کیا کیا کہا۔ یاد نہ ہو تو اس زمانہ کے چند اشعار جو عام طور پر اشتہارات میں شائع ہوئے تھے۔ سن لیں

ایسی مرزا کی گت بنائیں گے۔ سارے الہام بھول جائیں گے  
 خاتمه ہوئے گا نبوت کا۔ پھر فرشتے کبھی نہ آئیں گے  
 غصب تھی تجوہ پر ستم گرچھٹی سمبر کی۔ نہ دیکھی تو نے نکل کر چھٹی سمبر کی  
 ذلیل و خوار ندامت چھپا رہے تھے کہ تھا۔ تیرے مریدوں پر محشر چھٹی سمبر کی  
 ہم اس مخالفت اور بدگوئی کا نقشہ نہیں دکھاسکتے جن کا مظاہر ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء کیا گیا۔ یہ ہنگامہ ایک

مقام پر نہ تھا، سارے ملک میں تھا۔ اغیار تو بازاروں میں اچھلتے کو دتے پھرتے تھے اور محلص احمدی حضرات (فرادیان مرزا قادیانی) سرچھپائے گوشہ نشین تھے۔ ایسے دم بخود کہ کاٹو تو ہو نہیں۔ بلا و توجہ باب نہیں دیتے

نہ چھیڑ اے نگہت باد بھاری راہ لگ اپنی  
تجھے اٹھکیلیاں سو جھے ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

ہم انصاف سے کہتے ہیں کہ احرار کے خلاف اس وقت جو مظاہرہ ہے، اس مظاہرہ کا عشر عشیر (سو ان حصہ) بھی نہیں جو مرزا صاحب قادیانی کے برخلاف ستمبر ۱۸۹۷ء میں اپریل ۱۹۱۲ء میں ہو چکا ہے جب لدھیانہ مباحثہ میں فریق مرزا تی کو شکست ہوئی اور انہوں نے سہ صدر پر بطور تاوان دیا۔ حالانکہ ان دونوں شکست خوردوں میں بڑا فرق ہے۔ احرار کوئی رسول نہیں، ملہم نہیں، مسح نہیں، مہدی نہیں کہ ان کا دعویٰ موید من اللہ ہونے کا ہو۔ برخلاف اس کے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ تھا کہ مجھے خدا نے بتایا ہے کہ تیری فتح ہوگی۔ فریق مخالف جو انسان کو خدا بنار ہا ہے اُنہیں کے اندر بسراۓ موت ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ اس روز حق کی فتح ہو گی۔ لنگڑے چلیں گے اندر ڈیکھیں گے۔ وغیرہ۔

اہل حق سے مراد مرزا غلام احمد کی ذات خاص تھی اور اہل باطل سے مراد ڈپٹی عبداللہ آنھم (عیسائی مناظر) اور اس کی پارٹی تھی۔ جو اس پیش گوئی کے خاتمہ پر بڑے مزے سے اچھاتی پھرتی تھی اور اشعار گاتی تھی جن میں سے ایک دو یہ ہیں:

نچہ آنھم سے مشکل ہے رہائی آپ کی  
توڑ ہی ڈالیں گے وہ ناز ک کلائی آپ کی  
ڈھیٹھ اور بے شرم بھی دنیا میں ہوتے ہیں مگر  
سب پ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی  
ہم امید رکھتے ہیں جس طرح پہلا پہلوان اپنی شکست سے دل برداشتہ نہیں ہوا تھا، اسی طرح  
احرار بہادر بھی دل گردہ مضبوط کر کے یہ شعر

گرتے ہیں شہسوار ہی میدان جنگ میں  
وہ طفل کیا کرے گا جو گھنٹوں کے بل چلے  
پڑھتے ہوئے میدان قادیانی میں جا براجیں گے۔

(ذخیر روزہ اہل حدیث امرت ۹۔ ۱۹۳۵ء مطابق ۸ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ نمبر ۲۳ جلد ۱۵)

## مرزا قادیانی کا انتہائی درجہ اور قرآن سے تعلق

(از نامہ نگار)

مرزا غلام احمد قادیانی نے پیر مہر علی شاہ کے اس سوال کے جواب میں کہ  
کیوں تمہاری وحی از قبل اضغاث احلام اور حدیث نفس نہیں ہے،  
نزول الحکیم میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے، اس سے اختصار اقتباس ہدیہ ناظرین کرتا ہوں تاکہ واضح ہو جاوے کہ مرزا  
غلام احمد کو قرآن کریم کے ساتھ کس قدر محبت عقیدت اور استفادہ کا تعلق تھا، اور کیا مرزا صاحب قادیانی نے جو  
درجہ پایا اور خدا کو پہچانا اور ہربراہی اور گناہ سے محفوظ رہے، یہ قرآنی رہبری اور ابتابع نبوی ﷺ کی وجہ سے تھا،  
یا اس کلام کی برکت کا نتیجہ تھا جو مرزا صاحب قادیانی پر نازل ہوا؟  
سننے مرزا صاحب قادیانی نزول الحکیم صفحہ ۸ پر یوں رقم طراز ہیں:

سواسی طرح میرا حال ہے خدا کا کلام جو میرے پر نازل ہوا اور ہوتا ہے وہ میری والدہ ہے (نہ قرآن  
مجید) جس سے میں پیدا ہوا اس نے مجھے ایک وجود بخشنا جو پہلے نہ تھا اور ایک روح عطا کی جو پہلے نہ  
تھی میں نے ایک بچے کی طرح اس کی گود میں پرورش پائی اور اس نے مجھے ہر ایک ٹھوکر سے سنبھالا  
اور ہر ایک گرنے کی جگہ سے بچالیا (نہ قرآن مجید نے) وہ کلام ایک شمع کی طرح میرے آگے آگے چلا  
یہاں تک کہ میں منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ اتنی  
تحوڑی سی کلام کے بعد (ص ۸۸ پر) لکھتے ہیں:

میں کیونکہ اس سے انکار کروں اس نے (میرے الہام نے) تو مجھے خدا کھلایا اور چشمہ شیریں کی طرح

معارف کا پانی مجھے پلاتا رہا

پھر صفحہ ۹۹ پر یوں تحریر فرماتے ہیں :

دل من برد و الفت خود داد۔ خود مرشد بوی خود استاد

(بمیر ادل لے لیا اور اپنی محبت مجھے دی اور اپنی وحی سے خود میر استاد ہو گیا)

اس شعر میں مرزا صاحب قادر یانی صاف بتا دیا کہ بلا واسطہ غیرے خدامیر استاد ہو گیا (غائبِ ظلی نبوت

کا دعویٰ ابتداء میں تھا) اور :

وحی او را عجب اثر دیدم۔ روئے آں مہر زال قمر دیدم

(یعنی میں نے اس کی وحی کا عجب اثر دیکھا۔ اس سورج (خدا) کو میں نے اسی چاند (الہام) سے دیکھا

ان عبارتوں سے بکمال وضاحت عیاں ہے کہ خدا کی معرفت قادر یانی مرزا صاحب کو اپنے الہام  
سے ہوئی، نہ قرآن سے ۔

اسی طرح مرزا غلام احمد صاحب کا ہر بدی سے محفوظ رہنا اور مدراج علیا حاصل کرنے کا باعث صرف  
ان کا الہام ہے نہ قرآن مجید۔ قرآن اور سنت رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور ان کے طفیل حصول نبوت کا ادعا  
صرف مسلمانوں کی تالیف کی وجہ سے تھا جو بعد از رفع ضرورت اصیلت آشکار کر دی۔

۲۔ کیا مرزا غلام احمد صاحب کے مامور ہونے کے وقت قرآن شریف اپنے برہان اور فرقان  
ہونے کے درجے سے گرچا تھا، یا اپنی اسی سابقہ حالت نزول پر بحالہ ہدی لئنا س درجہ پر قائم تھا۔ اور مرزا  
صاحب قادر یانی کی بعثت کے وقت نئے و تازہ کلام الہی کی ضرورت تھی، یا اس یقین کے حصول کے لئے جو  
انسانی ترقی اور گناہ سے بچنے اور قرب الہی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے قرآن حکیم ہی کافی تھا۔

سینے! اس کی تفصیل مرزا غلام احمد صاحب قادر یانی، نزول امسیح کے صفحہ ۹۲ پر یوں تحریر فرماتے ہیں :

یقین کا ذریعہ خدا کا کلام ہے جو بخیز جہنم من الظلمات الی النور کا مصدقہ ہے۔ سو چونکہ عہد نبوت پر  
تیرہ سو برس گزر گئے ہیں اور تم نے وہ زمانہ نہیں پایا جب کہ قرآن صد ہائشانوں اور حمکتے ہوئے انوار  
کے ساتھ ارتتا تھا، اور وہ زمانہ پایا جس میں خدا کی کتاب، اس کے رسول اور اس کے دین پر ہزارہا

اعتراض عیسائی اور دہریہ اور آریہ وغیرہ کر رہے ہیں، اور تمہارے پاس بغیر لکھے ہوئے چند ورقوں کے جن کی اعجازی قوت سے تمہیں خبر نہیں، اور کوئی ثبوت نہیں۔ اور جو معجزات پیش کرتے ہو وہ مغض قصوں کے رنگ میں ہیں، تو اب بتلا کہ تم کس راہ سے اپنے تیئں یقین کے بلند معیار تک پہنچا سکتے ہو، اور کس طریق سے دشمن کو بتلا سکتے ہو کہ تمہارے پاس خدا پر یقین لانے کے لئے اور گناہ سے بچنے کے لئے ایک ایسی چیز ہے جو دشمن کے پاس نہیں، تا وہ انصاف کر کے تمہارے مذہب کا طالب ہو جاوے۔ اس... سے ایک عقل مند کو کیا فائدہ کہ ایک گوبر چھوڑ کر دوسری گوبر کو کھاوے۔ سچائی کو ہر ایک سعید دل لینے کو تیار ہے بشرطیکہ سچائی اپنے نور کو دکھلاؤ۔ جس اسلام کو آج یہ مخالف مولوی اور ان کا گروہ غیر مذہب کے لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں وہ صرف پوسٹ ہے، نہ مغز اور محض افسانہ ہے، نہ حقیقت۔ (نزول الحمسہ ص ۹۲)

ubarat بالا میں مرزا غلام احمد صاحب قادریانی نے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ گناہ سے بچنے اور خدا پر یقین کرنے اور بینار بلندی تک پہنچنے کا ذریعہ خدا کا کلام ہوتا ہے اور جب تک صد ہاشم اور حکمت ہوئے انوار مشہودات کے درج پر قرآن حکیم کے ساتھ رہے، اس وقت تک قرآن کی رہبری مکمل رہی۔ مگر جب سے وہ نشانات اور انوار درجہ شہود سے اوچھل ہوتے ہوئے منقولی رنگ اختیار کرتے گئے، تو قرآن مجید کی رہبری کمزور ہوتی گئی۔ اب ایسا وقت ہے کہ قرآن مجید مسلمانوں کے نزدیک بجز چند لکھے ہوئے ورقوں کے اور کسی درجہ کا نہیں رہا، اس کی اعجازی قوت مسلمانوں سے مخفی ہو گئی، اور معجزات قصوں کے رنگ میں آگئے۔

تو اب مسلمان بتلائیں کہ کتاب اللہ پر ایسی حالت وارد ہو جانے کے بعد ان کے پاس کون سی چیز ایسی ہے جو دشمن کے پاس نہ ہو، تاکہ دشمن اسلام کا طالب ہو سکے اور عظیم دن انسان ایسا نہیں کر سکتا کہ ایک گوبر چھوڑ کر دوسری گوبر کھائے۔

یعنی الہامی کتاب میں مختلفین کے پاس بھی ہیں وہ کیونکرا پتی کتاب میں چھوڑ کر قرآن شریف کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں مرزا صاحب قادریانی نے وجہ بالا بیان کرتے ہوئے ثابت کر دیا کہ مسلمانوں کے پاس کچھ نہیں رہا۔ صرف قرآن شریف تھا، مگر حالات نے اس کو اپنے اصلی درجہ پر نہیں رہنے دیا۔ اور اب وہ صرف چند لکھے

ہوئے ورقے ہیں اور بس۔ اس سے ایسا یقین پیدا نہیں کیا جا سکتا جس سے خدا کی طرف وصول ممکن ہو یا جس سے گناہ چھوڑے جاسکیں۔

نیز غور کیجئے کہ مرزا غلام احمد صاحب کے دماغ میں دیگر مذاہب کی کتب اور قرآن شریف کی تشبیہ کے لئے گوبر کے سوا کوئی اور چیز نہیں آسکی؟

(میاں محمد خلیف قادریان نے لاہوری مرزا یوں کو روٹی کے اس ٹکڑے سے تشبیہ دی تھی جو گندی روٹی پر گرا ہو۔ اس تشبیہ کو لاہوری جماعت نے بہت بر اسمجھا کیا وہ اس گوبر والی تشبیہ کو بھی بر جائیں گے؟۔ شاء اللہ)

قرآن مجید کے اصلی درجہ سے گرجانے کا ذکر مرزا غلام احمد صاحب دوسری جگہ یوں فرماتے ہیں:

قرآن شریف خدا کا کلام تو ہے بلکہ سب سے بڑا، مگر وہ تم سے بہت دور ہے تمہاری آنکھیں اس کو دیکھنہیں سکتیں۔ اور اب وہ تمہارے ہاتھ میں ایسا ہے جیسا کہ تورات یہودیوں کے ہاتھ میں۔ اسی وجہ سے اگر تم انصاف کرو تو گواہی دے سکتے ہو کہ پیا عث اس کے کہ اس پاک کلام کے یقینی انوار تمہاری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں تم اس سے باطنی تقدس کا کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ (نزول الحجۃ۔ ص۔ ۹۳)

صاف کہہ دیا کہ قرآن مجید کا اب وہی درجہ ہے جو قرآن کے نزول کے وقت تورات کا تھا۔ تورات ان حالات کی بنیا پر جو اس پر وارد ہوئے ہدایت کرنے کے قبل نہیں رہی تھی۔ مرزا صاحب قادریانی کے عنديہ میں قرآن بھی اپنے انوار کے پوشیدہ ہو جانے سے اس قبل نہیں رہا کہ اس سے باطنی تقدس حاصل کیا جاسکے۔ ۳۔ اب خدا کا پہنچنے کا ذریعہ اور تمام بیماریوں کا علاج مرزا غلام احمد صاحب اس کلام کو بتاتے ہیں جو تازہ تازہ مرزا صاحب پر نازل ہوا۔ سنبھلیں:

اس لئے قبل اس کے جو تم مرد خدا کی لعنت تمہاری پرده دری کرے گی یقین اپنے نوروں کے سمیت آیا کوئی آسمان تک نہیں پہنچا سکتا مگر وہی جو آسمان سے آتا ہے۔ اگر تم جانتے کہ خدا کا تازہ تازہ اور یقینی اور قطعی کلام تمہاری بیماریوں کا علاج ہے تو تم اس سے انکار نہ کرتے جو عین صدی کے سر پر تمہارے لئے آیا۔ (نزول الحجۃ۔ ص۔ ۹۴)

دوسری جگہ صفحہ ۹۵ پر مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں:  
غرض تمام برکات اور یقین کی بخشی وہ کلام قطعی اور یقین ہے جو خدا یعنی تعالیٰ کی طرف سے بندہ پر نازل ہوتا ہے۔

نیز آپ لکھتے ہیں:

اور یہ کہ کیونکر یقین کی آنکھ سے خدا کو دیکھا جاوے، اس کا جواب کوئی مجھ سے سنے یا نہ سنے، مگر میں یہی کہوں گا کہ اس یقین حاصل کرنے کا ذریعہ خدا کا زندہ کلام ہے جو زندہ نشان اپنے اندر اور ساتھ رکھتا ہے جب وہ آسمان سے اترتا ہے، تو نئے سرے سے مردلوں کو قبروں سے نکالتا ہے۔

(نزوں المسیح، ص ۹۷)

کیا خوب ہی وضاحت فرمادی کہ تم نہیں جانتے کہ میرا الہام، جو اپنے نوروں کے سمیت آیا، خدا تک پہنچا سکتا ہے۔ اور برکات و یقین کا قفل میرا الہام و کلام کی بخشی کے بغیر نہیں کھل سکتا۔ اور میں یہی کہوں گا کہ یقین کے حاصل کرنے کا ذریعہ خدا کا زندہ کلام ہے جو زندہ نشان اپنے اندر اور ساتھ رکھتا ہے۔ اور وہ وہی ہے جس کے گواہوں اور نشانوں کی فہرست نزوں میں آخر میں نمبر شمار کے ساتھ آپ نے دی ہے۔  
قرآن مجید کے مجزات صرف قصہ ہو گئے جو بقول مرزا صاحب ایسے قصے ہندوؤں کے پاس زیادہ ہیں اور قرآن حکیم کی اعجازی قوت مسلمانوں سے مخفی ہو گئی۔ اب قرآن مجید حسب تصریحات مرزا غلام احمد صاحب قادر یانی نو عذ باللہ مردہ کتاب ہے۔ ہدایت کے قابل وہ زندہ کلام الہی ہے جس کے نشانات بھی زندہ ہیں اور مشہود ہیں اور مرزا صاحب قادر یانی پر نازل ہوتا ہے۔

۲۔ مرزا غلام احمد صاحب کا الہام تورات انجیل سے کم نہیں، اور نہ قرآن مجید سے اس کا درجہ کم ہے۔ جو شخص اس کلام کو جو مرزا صاحب قادر یانی پر نازل ہوا، اگر تورات انجیل اور قرآن حکیم سے درجہ میں کم سمجھے، تو وہ جھوٹا اور لعنی ہے۔ چنانچہ نزوں میں مرزا غلام احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں؛  
لیکن اگر کوئی کلام یقین کے مرتبہ سے کم تر ہو تو وہ شیطانی کلام ہے نہ ربانی۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ جب آفتاب طلوع کرتا ہے اور اپنی کریں میں پر چھوڑتا ہے تو اس کی روشنی ایسی صاف دنیا پر پڑتی

ہے کہ کسی دیکھنے والے کو اس کے نکنے میں شک باقی نہیں رہتا اور نہ وہ کہہ سکتا ہے کہ کل کا سورج تو پیغام تھا مگر آج کا شکی ہے۔ (نزول المسمی ص ۱۰۸)۔

اس سے واضح ہے ہے کہ جس طرح دونوں کی روشنی میں تفاضل نہیں ہوتا اور ہر دن کی روشنی دینے والا ایک ہی سورج ہوتا ہے اسی طرح خدا بھی ایک ہے، اس کے الہام اور کلام بھی ایک درجہ پر ہوتے ہیں اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ہر ایک دن میں اسی دن کی روشنی کام آتی ہے نہ اس سے پہلے دن کی روشنی۔ اسی طرح وہی الہام اور کلام مفید ہوتا ہے جو اسی وقت کا ہو اور اس کے نشانات بھی زندہ ہوں اور وہ صرف مرزا غلام حمد صاحب قادریانی کا کلام ہے نہ قرآن مجید

آنچہ من بشnom ز حکم خدا بخدا پاک دمنش از خط

بچوں قرآن منزه اش دامن از خطہا ہمیں ست ایمان

(نزول المسمی ص ۹۹)۔ (جو خدا کی وحی میں سنتا ہوں اللہ کی قسم میں اس کو خط سے پاک سمجھتا ہوں۔ اور

قرآن کی طرح اس کو منزہ جانتا ہوں اور یہی میرا ایمان ہے)

اپنے الہام کو قرآن کی طرح منزہ عن الخطہ سمجھنا مرزا صاحب قادریانی کے ایمان میں داخل ہے۔

لہذا کوئی آدمی صرف مرزا صاحب قادریانی پر ایمان لا کر مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ مرزا غلام احمد صاحب کے جمیع الہام پر ایمان نہ لائے اور اس کو باقی کتب آسمانی کے برابر نہ سمجھے۔ اور یہ وہی مرزا غلام احمد صاحب ہیں جو مصلحتاً کسی وقت یہ کہتے تھے

من عیسیٰ رسول نیا ورده ام کتاب۔ (ازالاداہم)

اور: قمر ہے چاند اور وہ کا ہمارا چاند قرآن ہے۔ (برایین احمدیہ)

من خدا را بدرو شاختہ ام۔ دل بدیں آتشش گداختہ ام

بخدا ہست ایں کلام مجید از دہان خدائے پاک وحید

(میں نے اسی الہام سے خدا کو بیچنا اور اسی الہام سے میرا دل جلا۔ خدا کی قسم یہ، میرا الہام، کلام مجید ہے جو خدائے پاک واحد کے منہ سے نکلا ہے)

آں یقینے کہ بو عیسیٰ را۔ بر کلام، کہ شد برد القا  
آں یقینے کلیم بر تورات۔ آں یقین ہائے سید السادات  
کہ نیم زال ہمہ بروئے یقین۔ ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(وہ یقین جو عیسیٰ کو اس کلام پر تھا جو اس پر نازل ہوا، اور وہ یقین کو موسیٰ کو تورات پر تھا، اور وہ یقین جسوس و رکنات ﷺ کو (اپنی کتاب قرآن پر) میں اپنے الہام پر یقین کرنے میں ان سب سے کم نہیں ہوں اور جو کم کہہ وہ جھوٹا اور ملعون ہے)

جب مرزا غلام احمد صاحب قادریانی کا الہام جمیع انبیاء کے الہام اور خصوصاً قرآن کریم سے کم نہیں اور اپنے اندر اور ساتھ زندہ نشانات اور انوار اور برکات رکھتا ہے اور دوسری سابقہ کتابوں کے نشانات جب مردہ ہو گئے اور ان کے مجذبات تصویں کے رنگ میں آکر محض فسانہ کی صورت اختیار کر گئے اور ان کا درجہ صرف چند لکھے ہوئے ورقوں سے زیادہ نہ رہا ہو، ان کی اعجازی قوت دنیا سے مستور ہو گئی ہو، تو پھر انصاف سے بتائیے کہ ہدایت پانے کے لئے کیا صرف وہی الہام اور کلام معین نہیں ہو گا جس میں فضائل مذکورہ تازہ بتازہ موجود ہوں۔ اور وہ حسب تصریح مرزا صاحب قادریانی وہی زندہ کلام ہے جو ان پر ہی نازل ہوا۔ جب وہ نازل ہوتا ہے تو نئے سرے سے مردوں کو قبروں سے نکالتا ہے۔

درصل مرزا غلام احمد صاحب قادریانی، الہامات کی مستقل کتاب رکھتے ہیں اور مستقل نبوت کے دعویدار ہیں باقی طلیل بروز اور متی نبی ہونے کی پیچیدگیاں وقتی اور دورانی کیفیتیں ہیں جو حصول مقصد کے لئے عوام الناس کے سامنے رکھ کر ان کی وحشت اور اضطرار کو رفع کرنے کے واسطے پیش کی گئیں  
چنانچہ نزول امتح کے صفحہ ۹۹ پر آپ تحریر فرماتے ہیں:

آنچہ داد است ہر نبی را جام - داد آن جام را مرا تمام

زندہ شد ہر نبی بآدم - ہر رسولے نہاں بہ پیرا ہنم

ہر نبی کو جو جام دیا گیا مجھے وہ سب جام پوری طرح دیئے گئے ہر نبی میرے ہی آنے سے زندہ ہوا ہر رسول میرے پیرا ہم میں چھپا ہوا ہے کیا یہ وہی درجہ تو نہیں جو تمام مسلمان نبی کریم ﷺ کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں: آنچہ خوبیاں ہمہ دارند تو تنہاداری

(ہفت روزہ الہحدیث امرت ۱۲۔ ۱۹۳۵ء مطابق ۱۵ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۸۶ ص ۵۔ ۷)

## مولانا ثناء اللہ صاحب کا کھیت پھل لارہا ہے

مولوی عبدالحاق ڈیروی سابق واعظ اہل حدیث کانفرنس دہلی لکھتے ہیں:

ناظرین! آج آپ کے سامنے ایک خاص نمبر ہے مختلف مضامین زیر نظر ہوں گے ولیکن اصل یہ ہے کہ یہ تمام کارروائی بحیثیت مضمون و مناظرہ خواہ وہ کتاب قادیانی مذہب مصنفہ الیاس برلنی کی صورت میں ہو، یا تصنیفات معماری کے رنگ میں، چھوٹی انجمن ہو، یا جمیعت احرار کی صورت میں، یعنی قابل تردید حقیقت ہے کہ بنیاد دراصل جو آخری فیصلہ کی صورت میں من جانب اللہ قائم اور ظاہر ہوئی وہ مولانا فاتح قادیانی ( ثناء اللہ امرتسری) کا وجود ہے باقی سب اسی کی فرع اور شاخیں ہیں (اس اعلان کے بعد مرزا صاحب قادیانی دو سال کے اندر فوت ہو گئے۔ اگر موت نہ آتی تو ضرور تکمیل کام پہنچتا۔ تعمیل موت نے سب کام خراب کیا مرزا صاحب کا کیا قصور؟ ثناء اللہ) جس طرح کہ پنجاب کے طول و عرض میں کوئی بھی مدعا نبوت ہو وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے کھیت کا پھل ہے کیونکہ آپ ہی سے باب نبوت مفتوح ہوا۔ سنئے:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ارشاد فرماتے ہیں:

یہ انتشار نورانیت اس حد تک ہو گا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے بھی نبوت

کریں گے اور عوامِ الناس روح القدس سے بولیں گے۔ (ضرورۃ الاماں۔ ص ۵)

پس ہماری نگاہ میں بلکہ تمام بالنصاف اور بصیرت افروز نگاہوں میں جس طرح احمد نور کا بلی، بوثا جنمی، عبداللہ پٹواری، وغیرہم مدعاں نبوت مرزا غلام احمد صاحب کے کھیت کا پھل ہیں، بعینہ اسی طرح جماعتی رنگ میں ہو، خواہ انفرادی حالت، چھوٹی ہو یا بڑی جمیعت، پنجاب میں ہو یا دکن میں، جو بھی قادیانی جھوٹی نبی کے متعلق کام ہے یا آئندہ ہو گا، وہ حضرت فاتح قادیانی ( ثناء اللہ امرتسری) کا شمر ہے:

اے بادشاہ ایں ہمہ آورہ تست

اس مختصر مگر ضروری تمهید کے بعد میری خادمانہ التجاصرف یہ ہے کہ ہم مرزا غلام احمد صاحب آنجمانی

پر منصفانہ نگاہ ڈالتے ہیں تو آپ کا مقصد تشریف آوری صرف خدمت اسلام پر مبنی نہیں بلکہ آپ نے اس کی تکمیل کو ان معیار صداقت ٹھہرایا ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادری فرماتے ہیں:

میرے آنے کے مقصد ہیں: اولاً مسلمان اصل اسلام پر قائم ہو جائیں۔ ثانیاً عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہوا وران کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے دنیا اس کو بھول جائے۔ خدا واحد کی عبادت ہو

(اخبار الحکم قادریان ۱۹۰۵ء)

مرزا غلام احمد صاحب قادری نے مختلف مقامات پر خود اس کی تشريح کر دی ہے تاکہ فرمان جناب شرمندہ احسان اغیار نہ ہو بلکہ اخصار دو حوالے درج ذیل ہیں۔ مرزا صاحب قادری فرماتے ہیں:

مسح موعود جس کے نام سے میں آیا ہوں اس کے زمانہ میں تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جاویں  
گی اور ایک ہی مذہب اسلام ہو جائے گا۔ (چشمہ معرفت ص ۸۳)

ضروری ہے کہ اختلاف اور فرقہ بندی کی موجودہ عدالت مسلمانوں سے نہیں بلکہ تمام اقوام عالم کا اختلاف مت کر فقط اسلام کی اصل تصویر دنیا کے سامنے قائم ہو یعنی فقط ایک ہی مذہب اسلام ہو۔

۲۔ میرا کام جس کے لئے میں کھڑا ہوں یہ ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تیلیث کے تو حید پھیلاوں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر قائم کروں پس اگر مجھ سے کروڑ ہانشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غالی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسح موعود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ غلام احمد۔ (اخبار بد قادریان ۱۹۰۶ء)

ناظرین! آپ کے اعلان سے صاف ظاہر ہے کہ اس دن ۱۹۰۶ء تک یہ دونوں حقیقی مقصد ظہور میں نہیں آئے اور میں آپ کا اصل آنہجہانی ہوئے یعنی کیا مسلمانوں کی اصلاح ہوئی۔ عام مسلمان تواریخ کنار خود مریدوں کی بھی اصلاح نہ کر سکے۔ سنئے! مرزا صاحب قادری کی شہادت ہم پیش کرتے ہیں:

ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص الہیت اور تہذیب اور پاکدی اور پرہیز

گاری اور لہی محبت باہم پیدا نہیں کی میں انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ خود غرضی کی بنا پر لڑتے ہیں اور ایک دوسرے سے دست بدامان ہوتے ہیں بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں وغیرہ۔ (شہادۃ القرآن ص ۲)

(لا ہو اور قادیانی کے دو مرکز صرف مرزا صاحب کیلئے مصدق بنے ہیں تاکہ کسی منکروں انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔)

آئیے اصول اسلام کے ماتحت آپ کو بتلاؤں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کا نقشہ آنجناہ بنتیؑ نے کیا بتلایا ہے

و لتدھبن الشحناء و التباغض و التھاسد و ليعود الى المال فلا يقبله  
احد۔ (مشکوٰۃ باب نزول الحج) مسیح موعودؑ کے زمانہ میں لوگوں کے بغض و حسد دور ہو جائیں گے اور مال کی طرف بلائے جائیں گے کوئی قبول نہ کرے گا

(کیا قادیانی میں کوئی روپ نہیں کرتا۔؟ الٰ خلیفہ اور اس کے اتباع۔)

اب ذراعیسی پرستی کے ستون کو دیکھتے کہ کہاں تک کمزور ہوا۔

اس کے لئے مردم شماری ۱۹۲۱ء، ۱۹۳۱ء ابالت تیب شاہد ہے کہ عیسائی آبادی بڑھ رہی ہے۔ کیوں نہ ہو، مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں کہ میں نے پچاس الماریاں کتب حکومت کی تائید میں لکھیں اور اسلامی ملک میں بکثرت شائع کیں یہی وجہ ہے کہ عیسائی آرگن بیانگ دہل کہہ رہا ہے کہ قادیانی نبی عیسائیت کا مبلغ ہے۔ قادیانی اور لاہوری دوستوغور سے سنو! آج تک مسلمان یہ مانتے رہے کہ حضرت عیسیٰ کو یہود یوں نے صلیب نہیں دی، مگر مرزا جی کہتے ہیں کہ انہوں نے مصلوب کیا اور یہ سمجھ کر فن بھی کر دیا کہ وہ مر گئے۔ مگر دراصل وہ صلیب پر مرے نہ تھے بلکہ مردہ سا ہو گئے تھے۔

لیعنی مسیحیوں کا سارا عقیدہ مان گئے۔ صرف، سا، کی کسر رہ گئی ہے۔ اب ہمیں مسلمانوں کو یہ منوانا آسان ہو گیا کہ حضرت مسیح مصلوب ہو گئے اور اسی پر تمام مسیحی دین کامdar ہے (لیعنی وفات مسیح پر جس پر تمام قادیانی کا بیت المال خرچ ہوتا ہے اور مسلمانوں کو مسیحی پاریوں کے لئے مستعد کیا جاتا ہے) کیونکہ پولوں رسول کہتے ہیں اگر مسیح مصلوب نہیں ہوا تو تمہارا ایمان بے فائدہ ہے۔

۶۰ کروڑ مسلمانان عالم کو مسیح کی مصلوبیت مناویوں لے قادیانی نبی خدا جانے کس منہ سے کہتے پھرے کہ میرے

دم سے نام و نشان مٹ جائے گا (اسو سطے پچاس الماریاں پر کیں)

قادیانی دوستو! کیا بھی میدان مناظرہ میں آکر بولو گے کہ مسلمان عیسائیوں کا خدا زندہ بتلا کر عیسائیت کی امداد کر رہے ہیں۔ یہ وہ بات کہ حضرت فاتح قادیان ایدہ اللہ نے مدتوں پہلے فرمائی تھی کہ عیسائیت کی بنیاد کفارہ پر ہے چونکہ مسیح مصلوب نہیں ہوا سلسلے کفارہ باطل ہے نہ بانس ہونے بانسری بجے۔ کیا ب شهد شاہد من اهلہا کے باوجود بھی انکار پر مصروف ہو گے۔ انصاف سے کہنا عیسائیت کے مروج آپ ہیں یا مناظر اسلام۔

اب نتیجہ ناظرین پر چھوڑتا ہوں کہ مرزا صاحب آنجمنی نے اسلام کی کتنی خدمت کی اور اپنے اصول

مقرر کردہ کے مطابق کہاں تک کامیاب ہو کر تشریف لے گئے جلدی میں یہ نہ کہہ دینا  
بنے کیوں کر کہ ہے سب کارالثا۔ ہم اللہ، بات اٹی یا رالثا

اب ذرا چیز اسلامی تو قیر و تعظیم ہے وہ دیکھتے میں مغارّت کشیرہ کے ساتھ نہیں بلکہ سرز میں قادیان میں باکل کا عدم ہے یا دوسرے لفظوں میں اسلام اور ہادی اسلام سے کھلی عداوت ہے یہی وجہ ہے کہ قادیانی پر لیں کا ضروری اور بہترین شغل صرف مختلف اسلام ہے۔ ایک دوہارے درج ذیل ہیں:

حضرت مسیح موعود (مرزا) کا ذہنی ارتقا، آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔ اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے (ان الفاظ کو نہایت غور سے پڑھیں۔ ثناء) نبی کریم کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوج تمدن کے نقش کے نہ ہوا ورنہ قابلیت تھی (قادیانی ریویو آف ریلی جنری ۱۹۲۹ء)

(اہل حدیث بتلائے کہ تمدن سے کیا مراد ہے جو حضور ﷺ اور عہد فاروقی میں نہیں تھا اور آج حکومیت کے باوجود قادیانی احباب پر محیط ہے)

۲۔ یہ باکل صحیح ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد ﷺ سے بڑھ سکتا ہے۔ (ڈائری خلیفہ قادیان ۱۹۲۲ء)

۳۔ میرا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) اس قد رسول کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلے کہ وہی ہو گئے ولیکن کیا شاگرد استاد کا مرتبہ ایک ہو سکتا ہے گوشہ گرد علم کے لحاظ سے استاد کے برابر ہو جائے

کہ جو کچھ رسول کریم کے ذریعہ سے ظاہر ہوا ہی مسح موعود نے کر دکھایا اس لحاظ سے برا بر بھی ہو سکتا ہے۔ (ذکر الہی ص ۹)

نظرین! یہ ہے نفع مند خاردار قوم قادیانی نبی کا درخت جس کے ترشیخ سے دنیاۓ اسلام ہر وقت بیزار اور متفقر ہے خدا جانے یہ لوگ کس منہ سے عوام کو کہتے ہیں کہ ہم خدمت اسلام کر رہے ہیں صاف کیوں نہیں کہتے کہ شاہ یمن کی طرح جلسہ قادیان کو ظلیح قرار دے کر لوگوں کو کہ اور مدینہ منورہ سے ہٹا کر قادیان کو کعبہ بنانا قصوداً صلی ہے حقیقت تو یہ ہے کہ مرزا نمبر کے لئے فقط یہی کافی ہے کہ حضرت فاتح قادیان زندہ ہیں اور آپ کا آخری فیصلہ شان ایزدی کے ساتھ خوب پھل لارہا ہے

اصلها ثابت و فرعها فی السماء۔

(ہفت روزہ الہجہ بیث ۲۳۔ ۱۹۳۵ء مطابق ۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ، جلد ۳۲ نمبر ۲۳ ص ۶۵)

## مسح موعود کے آنے کا وقت ہے؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امر ترسی لکھتے ہیں:

ہیضہ، طاعون وغیرہ امراض کا ہونا بے شک حکیموں اور ڈاکٹروں کو چاہتا ہے، مگر یہ امر ہر ایک دانا جانتا ہے کہ ڈاکٹروں کے آنے کا مقتضی اور نتیجہ دو چیزیں ہوتی ہیں ایک نہیں۔ مقتضی، وبا، ہے۔ اس کا نتیجہ صحت، ہے۔ مگر قادیانی دماغ میں یہ بات نہیں سما سکتی وہ مقتضی اور نتیجہ کو ایک ہی جانتے ہیں ان کے نزدیک طاعون کے زمانہ میں ڈاکٹر کے آنے کی ضرورت ہے مگر وہ ڈاکٹر کے آنے اور ڈیوٹی پوری کر کے پیشنا پا جانے کے بعد بھی طاعون کو بدستور دیکھ کر ڈاکٹر کے آنے کا زمانہ کہتے ہیں۔ ساتھ ہی اس کے یہ غصب بھی کرتے ہیں کہ پہلے ڈاکٹر کو ماہر فن اور کامیاب بھی مانتے ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ ڈاکٹر کے آنے کے بعد اگر وہ باد ف نہیں ہوئی تو ڈاکٹر کو ناکام بلکہ ناٹری کہتے لیکن ان کی اٹی سمجھ میں یہ سیدھی بات نہیں آتی کہ نتیجہ اور مقتضی دو چیزیں الگ الگ ہوتی ہیں۔ انہی کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے

فَمَا لِهُؤُلَاءِ الْقَوْمُ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا (پ ۵ ع ۸)۔

چجھے

اللہ سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے  
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے  
اس تہمید کے بعد قدیانی اخبار کا مضمون پڑھئے جس میں (برعم خود) اہل حدیث امرتسر کا جواب دیا  
ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے

مسلمان کی تعریف: اہل حدیث ۳۱ میں مسلمانوں کی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو ناظرین کی  
خطاط درج کیا جاتا ہے:

مسلمانوں میں ۹۹ فی صدی لوگ ایسے مسلمان ہیں جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ  
مسلمان ہونے کے کیا معنی ہیں مسلمان کا لفظ ہر خاص و عام کی زبان سے سنا۔ لغت کی کتابوں میں  
بھی اس لفظ کو سینکڑوں مرتبہ پڑھا، اخباروں میں بھی مسلمانوں نے چھپا ہوا دیکھا لیکن یہ خاک نہ  
سمجھ سکا کہ مسلمان کون قوم ہے۔ سنی سنائی کچھ بتیں کانوں میں پڑی ہوئی تھیں ان کی بنا پر خیال  
کرتا تھا کہ مسلمان اس کو کہتے ہیں جس نے پینگ بازی کبوتر بازی، مرغ بازی، بیبر بازی،  
تمار بازی، اور ہم چوں قسم کی تمام بازوں کو اپنے حق میں رجسٹر کرالیا ہو۔

ہاں اور مسلمان اس کو کہتے ہیں جس کا مایہ ناز پیشہ گدائی ہو، فلاش ہو، دھوکہ باز ہو، یہ جڑا ہو، چور  
ہو، چغلی ہو رہو۔

پس اس سے زیادہ مسلمان کے متعلق دماغ میں تخیل نہ تھا۔

صورت کے اعتبار سے مسلمان کا تخیل بھی عجیب تھا مسلمان اس کو سمجھتا تھا جو خوب موٹا تازہ  
ہو، رخسارے پر داڑھی کے بال ہوں، جبین نیاز پر سجدہ کا سیاہ داغ ہو، سر پر عمائد بندھا ہو، خوب  
لباق چوڑا چغزیب بدن ہو، پیروں میں پائیجا مدد شرعی سے آگے بڑھا ہوانہ ہو۔

لیکن قرآن و حدیث والا مسلمان امیروں میں تلاش کیا، مسجدوں میں کھوجا، خانقاہوں میں ڈھونڈھا،  
حکومت کے دفاتر میں ججوکی، کوئی کمروں میں تلاش کیا، مگر آخرا کارپریشانی بسیار کے بعد معلوم

ہوا کہ اس قسم کے انسان کی پیدائش اب بالکل بند ہو گئی۔ (ص ۹-۱۰)

ناظرین! کیا یہ لا یبقى من الاسلام الا اسمه و لا یبقى من القرآن الا  
رسمه مساجد هم عاًمراة و هي خراب من الهدى علماء هم شر من تحت اديم  
السماء کی حرف بحر تدقیق نہیں۔ کیا بھی مسیح موعود کے آنے کا وقت نہیں کیا کوئی اور سر  
امت مرحومہ کے خراب ہونے میں باقی ہے۔ کیا بھی خدا بندوں کے علاج سے بے خبر ہے کیا بھی  
تک اس کے کانوں میں آہ و بکا کی آواز نہیں پہنچی۔ یقیناً پہنچی۔ اور اس نے اپنے مامورو مرسل ہادی و  
رہنمای حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادر یانی کو پہنچ دیا۔ اس سے زیادہ اور کیا دلیل آپ کی صداقت  
کے لئے ہو سکتی ہے کہ آپ ضرورت کے وقت تشریف لائے۔ پس مبارک ہے وہ جو آسمانی آواز کو  
پہنچاتا ہے اور اس پر ایمان لاتا ہے اور بد قسمت ہے وہ جو ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے کہ  
ابھی ضرورت نہیں۔

مولانا شاء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: ہم مانتے ہیں کہ لوگوں کی گمراہی متفقی اس امر کی ہے کہ مسیح موعود  
آئے۔ خدا کرے کہ آئے۔ قادر یانی مبرو! تم لوگ بھی ہماری اس تمنا کی تائید کرتے ہو، اگر کرتے ہو تو  
راست پسندی سے مرزاصاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہو:

کوئی بھی کام مسیحا (مرزا) تیرا پورا نہ ہوا۔ نا مرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا  
( ہفت روزہ اہل حدیث ۳۰۔ اگست ۱۹۳۵ء مطابق ۲۹ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ جلد ۳۲، نمبر ۳۲، ص ۵-۶ )

## قادیانی مسیح مسیحیوں پر غالب آیا یا مغلوب ہوا؟

ہاتوا برہا نکم ان کنتم صادقین

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:  
خبر افضل قادر ۲۲۔ اگست میں ایک مضمون نکلا ہے جس کا ملخص یہ ہے کہ مرزاصاحب

نے اتنا بڑا کام کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی الہیت توڑی جو عیسائی مذہب کا بنیادی پھر ہے۔ کس طرح توڑی؟ اس طرح توڑی کہ حیات مسح کے عقیدہ کی تغلیط کر کے ان کی موت ثابت کر دی۔ حالانکہ واقعہ اس کے برخلاف ہے جس کی تفصیل مع ثبوت آج ہم پیش کرتے ہیں اور قادیانی پر لیں کوچینخ کرتے ہیں کہ ہمارے پیش کردہ ثبوت کا جواب دے۔

جون ۱۸۹۳ء میں مرزا صاحب قادیانی کا عیسائیوں کے وکیل ڈپٹی آئکٹم سے مباحثہ ہوا۔ مضمون مباحثہ الہیت مسح تھا۔ جس میں مرزا صاحب قادیانی مبطل تھے اور عیسائی ثابت۔ اس مباحثہ کی رووداد مطبوعہ ملتی ہے اس مباحثہ کے خاتمہ پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو اظہار رائے کیا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں: میں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کرتے ہیں اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھا۔ میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بزرائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جائے رو سیاہ کیا جائے میرے گلے میں رساؤں دیا جائے مجھ کو پھانسی دیا جاوے ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا زمین و آسمان ٹل جائیں اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔ (جنگ مقدس ص ۱۸۸)

ناظرین بانصار! ان الفاظ پر غور کریں تو دو تیجوں پر پہنچیں گے۔

۱۔ یہ کہ مرزا کا یہ تاریخی مناظرہ کچھ زیادہ قبل فخر نہ تھا بلکہ ایسا ہی تھا جیسے عام طور پر مناظرین کیا کرتے ہیں۔  
۲۔ دوسرا نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کا طرہ امتیاز وہ پیش گوئی ہے جو آئکٹم کے متعلق کی گئی ہے یعنی وہ بزرائے موت ۱۵ماہ کے عرصہ میں مر جائے گا۔

یہاں پر پہنچ کر مطلع صاف ہے۔ کیا یہ طرہ امتیاز مرزا صاحب قادیانی کو حاصل ہوا؟ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حسب پیش گوئی مرزا غلام احمد، ڈپٹی آئکٹم کی عمر کا آخری دن ۵ ستمبر ۱۸۹۲ء تھا مگر موت انکی ۳ جولائی ۱۸۹۶ء کو واقع ہوئی (انجام آئکٹم ص) یعنی میعاد پیش گوئی (۱۵ماہ) سے قریباً دو سال بعد

مرزا صاحب قادر یانی ایسے خام نہ تھے کہ اس کو بے عذر اور لا جواب چھوڑ جاتے آپ نے اس پر خوب سب عذر تراشے اور (بقول مریدین) بڑے بڑے دنداں شکن جواب دیئے مگر سب سے اچھا جواب یہ ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

ڈُپٹی آئکٹم بہر حال فوت ہو چکا ہے میعاد کے اندر مرایا میعاد کے باہر، آخر مرتو گیا۔  
(تتمہ حقیقت الوجی - ص ۱۲۹ - ۱۳۰)

یعنی میعاد ۵ ماہ کی کوئی پابندی نہیں اگر یہ بدظفی کسی کو پیدا ہو کہ اصل میعاد ۵ ماہ تھی اور کل میعاد ۳ ماہ سے بھی اوپر ہوئی کیونکہ ۶ ستمبر ۱۸۹۳ء سے ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء تک پورے ۲۲ مارچ ۲۲ یوم ہوتے ہیں یہ اچھی میعاد ہے کہ کل مدت موعد کے ڈیوڑھ سے بھی زیادہ ہو گئی۔ تو اسکا جواب بالکل آسان ہے جو هم مرزا صاحب کی طرف سے دیتے ہیں کہ دنیاوی عدالتوں میں بسا اوقات اصل رقم سے سود کی رقم المضاعف (دُنیٰ چوگنی) پر ڈگری ہوتی ہے اگر آئکٹم کو اصل میعاد سے ڈیوڑھی مدت مل گئی تو اعتراض کیا؟ ایسے مفترض کو کہہ دینا چاہیے:

تو آشنا ہے حقیقت نہ خطاطین جاست

ناظرین! اللہ غور سمجھے کہ ابطال الوہیت متح کامباختہ تو معمولی بات تھی اصل مدار مباحثہ (۱۵ ماہی پیش گوئی) کا یہ حال ہوا کہ پادری آئکٹم سو سال سے تجاوز کر کے قریباً دو سال بعد فوت ہوا جس پر مسیحی لوگ اس قدر خوش تھے گویا انہوں نے فلسطین فتح کر لیا بازاروں میں اتنا شور مچاتے پھرتے تھے کہ الا مان و الحفیظ۔

ان کے رجز یہ اشعار میں سے ایک دو شعر یہ ہیں

پنجہ آئکٹم سے مشکل ہے رہائی آپ کی  
توڑ ہی ڈالیں گے وہ نازک کلائی آپ کی  
کچھ کرو شرم و حیاتا دیل کا اب کام کیا  
بات اب بنتی نہیں کوئی بنائی آپ کی  
ڈھیٹھ اور بے شرم بھی دنیا میں ہوتے ہیں مگر  
سب پ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

ناظرین کرام! ان واقعات کو مطالعہ کرنے کے بعد فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ قادیانی تحریک، مسیحیوں پر غالب ہوایا وہ ان پر غالب ہوئے:

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر  
بندہ پور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر  
(ہفت روزہ الٰی حدیث امرتسر ۶ ستمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۴۵ ص)

## عبدالحق لا ہوری بختہ احمدی ہے

جناب مشی محمد عبداللہ صاحب<sup>ؒ</sup> معمار امرتسری لکھتے ہیں:

ہر مذہب میں پچتہ وہ ہوتا ہے جو اس مذہب کے بانی اور بادی کی سنت پر پورا چلنے والا ہو، مرزا قادیانی جیسے کچھ تھے پہلک کو معلوم ہے نہ ان کی زبان کذب سے محفوظ تھی نہ ان کی قلم۔ خاص کراپنے مخالف کے حق میں تو ہر طرح کے افڑاء کرنے کا ان کو حق حاصل تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا شناء اللہ امرتسری فاتح قادیان کے حق میں بدترین افتراء کرتے ہیں کہ، آپ کا گزارہ کفن فروشی پر ہے۔ (اعجاز احمدی)

عبدالحق لا ہوری جماعت کا مبلغ ان معنی میں مرزا صاحب قادیانی کا پورا قیمع ہے۔ آپ نے آج سے پہلے جب کبھی مولانا کے حق میں کوئی مضمون لکھا تو باجماع مرزا افڑاء سے کام لیا۔ گذشتہ واقعات سے تو ہم چشم پوشی کرتے ہیں۔ حال کا واقعہ ناظرین کے پیش خدمت کر کے چیلنج دیتے ہیں کہ عبد الحق اگر واقع میں عبد الباطل نہیں تو اپنے دعویٰ کا ثبوت دے۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

مولوی شناء اللہ صاحب نے ایک مقدمہ میں متقی کے معنی کے فاسق فاجر بتائے ایک عرصہ کے بعد انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔ جب بیان کی مصدقہ نقل شائع کی تو کہنے لگے ایسے لوگ ایک معنی سے متقی ہوتے ہیں۔  
(اخبار پیغام صفحہ ۲۷۔ ۱۹۳۵ء)

چیلنج: اس عبارت کا مضمون و فقرہوں میں ہے۔

۱۔ ایک یہ کہ مولانا شااء اللہ نے متفقی کے معنی فاسق فاجر بتائے تھے  
 ۲۔ دوم یہ کہ اعتراض ہونے پر بتایا کہ فاسق ایک معنی میں متفقی ہوتا ہے۔

میرا چیلنج ہے کہ دونوں فقرے جھوٹ بہتان اور افڑاء ہیں۔ میں اس افتراء کو ثابت کرنے کے لئے لاہور آنے کو تیار ہوں گے شک کسی اہل علم یہاں تک کہ لاہوری لیڈر ڈاکٹر بشارت احمد احمدی اور مولوی محمد علی امیر جماعت احمد یہ لاہور کو بھی منصف مانے کو طیار ہوں بشرطیکہ وہ آپ کا ثبوت اور میرا جواب سن کر فریقین کا تحریری بیان کر کے بغیر مشورہ کسی دوسرے کے تحریری فیصلہ اسی مجلس میں دے دیں۔

اب عبد الحق کو اختیار ہے کہ عبد الحق بنے یا عبد الباطل۔ اب اگر تم فیصلہ کرنے پر آمادہ نہ ہوئے تو ہم تمہارے بڑے بھائی الفضل کا مقولہ پیش کرس گے:

یہ بھی کوئی انسانیت ہے کہ الازام لگانے کے وقت تو ذرا شرم و حیا محسوس نہ کی جائے لیکن جب فیصلہ کے لئے بلا یا جائے تو سامنے آنے کی حراثت نہ کی جائے۔ (الفضل قادیانی ۲۳ ستمبر ۱۹۳۵ء ص ۱)

اولاً ہوری پارٹی کے مرزا یو! ہم نے مانا کہ آپ لوگ ارادہ کر چکے ہیں کہ حق گوئی کو ایک مکروہ فعل سمجھ کر ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا جائے لیکن میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ یہ اصول کسی اور صورت میں استعمال کریں اعیان اہل حدیث تمہارے اس اصول کو ہر طرح توڑ دیں گے کیونکہ ان کو نبوت قادیانی توڑنے میں پرانی مشق ہے اعتبار نہ ہو تو مرزا صاحب کا آخری فیصلہ (۱۵۔ اپریل ۱۹۶۰ء) پڑھو جس کے متعلق میرا ایک مضمون درج ذیل ہے (ہفت روزہ اہل حدیث امر تر ۱۳ ستمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ جلد ۳۲ نمبر ۶۷ ص ۶-۷) :

## کندب قادیانی: اڈیٹر فاروق کی زبانی

جناب منشی محمد عبداللہ صاحب معمار امرتسری <sup>ر</sup> لکھتے ہیں:

مرزاۓ قادریان نے مولانا ثناء اللہ کے ہاتھوں تنگ آکر اپنی آخری عمر میں جود عائیہ اعلام شائع کیا تھا اس کا مضمون زبانِ زدِ عام و خاص ہے خلاصہ اس کا یہ تھا کہ

گفت مرزا مرحوم ثناء اللہ را۔ میرید اول ہر کے ملعون خدا سست

اس اعلان کا جو نتیجہ ظاہر ہوا، وہ بھی ظاہر ہے۔ یعنی:

خود روانہ شد بسوئے نیستی۔ بود خود کذاب لیکن گفت راست

آخری فیصلہ کے منکروں میں منتشر قاسم علی صاحب اڈیٹر فاروق پیش پیش ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ ہمیں ان کے حال پر بہت ہی رحم آتا ہے کہ ان بے چاروں نے خدا جانے کس محنت سے تین سور و پہا اکٹھا کیا تھا وہ بھی مولانا ثناء اللہ نے لدھیانہ کے مباحثہ میں بیک جنہش جیب میں ڈال لیا۔ اخبار زمین دار میں کیا سچ لکھا تھا:

خدا شرمائے اس ظالم ثنا اللہ کو جس نے

نہ چھوڑا قبر میں بھی قادیانیت کے بانی کو

منتشر صاحب موصوف سے ہم کو کتنا ہی اختلاف ہو بھیتی انسان ان سے ہمیں ہم دردی ہے۔ اس لئے محض ان کی اور دیگر قادیانیوں کی خیر خواہی کے لئے ایک فیصلہ کرن جو حالہ دکھاتے ہیں۔

مرزا صاحب قادیانی نے آخری فیصلہ والی دعا کے ساتھ ہی یہ بھی اعلان کر دیا تھا کہ میری دعا قبول

ہو گئی منتشر قاسم علی صاحب نے لدھیانہ کے مباحثہ میں صاف انکار کر دیا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی کا الہام (اجیب دعوة الداع ..) آخری فیصلہ کے متعلق نہ تھا بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ:

اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ ڈائری مندرجہ اخبار بد ر ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء (جس میں مذکورہ الہام درج

ہے) مرزا صاحب کے اشتہار ۱۵۔ اپریل والے کے متعلق ہے تو بے شک مولوی صاحب سچے

ہوں گے کیونکہ جب خدا نے ہی اشتہار اپنے حکم سے دلوایا اور پھر اس کے متعلق منظوری کا الہام بھی

کر دیا تو ایسی صورت میں مرزا صاحب کا ہی معاذ اللہ جو ٹھا ہو نالازم آتا ہے۔

(رسالہ فاتح قادیانی مباحثہ لدھیانہ ص ۷۱)

منتشر قاسم علی صاحب کا یہ عذر چونکہ سراسر باطل اور ڈوبتے کو تسلیک کا سہارا کی تصویر تھا۔ منتشر صاحب

نے اگرچہ ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہوئے اپنے مسلمہ ثالث کے فیصلہ سے انکار کیا تاہم مجھے یقین ہے کہ منتشر

صاحب موصوف اپنے مسلمہ واجب الاطاعت امام کی بات کو روشنہ کریں گے۔ پس منتشر صاحب موصوف

پہلے اپنا مقولہ ذہن نشین کر لیں جو یہ ہے: اگر الہام اجیب دعوة الداع آخری فیصلہ کے متعلق ثابت ہو

جائے تو مرزا صاحب قادریانی جھوٹے ہیں۔

اس کے بعد خلیفہ قادریان (مرزا محمود) کا مقولہ پڑھیں جو یہ ہے: حضرت اقدس (مرزا) نے شاء اللہ کی نسبت دعا کی اور خدا تعالیٰ نے ان کو اس کی ہلاکت کی خبر دی تو وہ ایک عید کی پیش گوئی ہو گئی۔ (تخفیذ الاذہان بابت جون جولائی ۱۹۰۸ء ص ۷۹)

مشی قاسم علی صاحب ملاحظہ کریں کہ آپ کا مقندا و امام و مطاع کیا صاف تصریح کرتا ہے کہ قبولیت دعا کی اطلاع آخری فیصلہ کے متعلق ہی تھی کیا آپ حسب اقرار خود اب مرزا جی کے حق میں وہی اعتقاد رکھیں گے جو آپ نے ظاہر کیا تھا۔ بنده پور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر (ہفت روزہ اہل حدیث امیر ۱۳ تیر ۱۹۲۵ء مطابق ۱۳ محرم ۱۴۰۲ھ جلد ۲ نمبر ۳۶ ص ۷)

## قادیانی سے اہل حدیث کو سیاسی اتحاد کی دعوت

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امیر ترسی لکھتے ہیں:

قادیانی اخبار افضل نے اپنی معمولی حکمت عملی سے شیعہ اور جماعت اہل حدیث کو سیاسی اتحاد عمل کی دعوت دی ہے۔ ایسا کیوں کیا ہے؟ چونکہ جمہور احناف کسی طرح سے بھی قادیانیوں سے تعاون نہیں کر سکتے اس لئے بقول: جب دیارِ خوبیوں نے تو خدا یاد آیا

اہل حدیث اور شیعہ ان کو یاد آئے۔ قادیانی حضرات تو احناف سے ڈر کرا دھر آئے ہیں، مگر اہل حدیث عرصہ سے قادیانیوں سے سہمے بیٹھے ہیں کیونکہ خلیفہ قادریان کا کھلا اعلان ہے کہ: ہم درندوں سے صلح کر سکتے ہیں مگر ہمارے عقاید پر طعن کرنے والوں سے صلح نہیں کر سکتے (میاں محمود)۔ (الفضل ۸ فروری ۱۹۲۹ء ص ۵)

اہل حدیث تو مرزا صاحب اور ان کے عقاید کے جیسے کچھ مخالف ہیں وہ حقیقتہ الوجی مصنفہ مرزا صاحب سے معلوم ہو سکتا ہے اس لئے قادیانی اتحاد سے ہمیں خطرہ ہے جس کا اظہار کسی شاعر نے یوں کیا ہے:

حسینوں سے نہ مل اے دل ہمارے دیکھے بھالے ہیں  
نہیں ڈسنے سے رکنے کے ستم گرناگ کا لے ہیں  
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۲۵ء مطابق ۱۳۵۲ھ جلد ۳۲ نمبر ۳۶ ص ۱۵)

## قادیانی علم کلام کا ایک نیاشاہ کار

جناب مشیٰ محمد عبداللہ صاحبؒ معمار لکھتے ہیں:

ہم بارہا تحریر اول تقریر اس امر کا انلہار کرچکے ہیں کہ قادیانی مسیح کی کوئی ادا، کوئی قول، کوئی اصول ایسا نہیں جس میں (نبوت و رسالت تبریز بلند مقام) معمولی خردمند انسانوں کی سی جھلک بھی موجود ہو۔

قادیانی علم کلام کا عظیم نہایتی تصریح نفایت و خود غرض کی ریتی اس س پر کھڑا ہے۔ ماہتاب علم کی ایک معمولی سی جھلک، یہ عقل کی ایک مددی سی کرن بھی اس بودے محل کے تھس نہس کرنے میں بم کے گولے کا کام دے سکتی ہے۔ مگر سمجھنے کو دل، سوچنے کو دماغ پڑھنے کو ایما کی مصفاعینک درکار ہے۔ قادیانی سلطان افلم نے جس جدید علم کلام کی بنیاد ڈالی ہے، جن پر مرزا یوسوں کی جملہ اصناف پھر رہی ہیں، اس کے تباہ کن مجموعہ سے ایک ہلاکا سا اخلاق سوزایمان پاش اصول درج ذیل ہے۔ چونکہ مرزا جی قادیانی اپنے خود ساختہ مشن کے پھیلانے کے لئے دن رات کا بیشتر حصہ تصنیف و تالیف میں اس طرح صرف کرتے تھے کہ نماز کے اوقات مفروضہ کی بھی پرواہ نہ کر کے عموماً جمع کر کے نمازیں پڑھا کرتے تھے اس لئے آپ نے اعتراضات سے بچنے کے لئے یہ اصول وضع کیا کہ:

کوئی یہ نہ دل میں گمان کرے کہ یہ روزگھر میں جمع کر کے نمازیں پڑھا دیتے ہیں نبی کریم ﷺ نے پیش گوئی کی تھی کہ آنے والا شخص نماز جمع کیا کرے گا سوچھ مہینہ تک باہر جمع کرواتا رہا ہوں اب میں نے کہا کہ عورتوں میں بھی اس پیش گوئی کو پورا کر دینا چاہیے ہر ایک مسلمان کا فرض کہ آنحضرت ﷺ کے قول کو پورا کرے کیونکہ وہ پورا نہ ہوا تو آنحضرت ﷺ نعوذ باللہ جھوٹے ٹھہر تے ہیں۔ ایک دفعہ نبی کریم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ تیرا اس وقت کیا حال ہو گا جب کہ تیرے ہاتھ

میں کسری کے سونے کے کنگن پہنا یئے جائیں گے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جب کسری کا ملک فتح ہوا تو حضرت عمر نے اس کو سونے کے کڑے جولوٹ میں آئے تھے پہنانے والا نکہ سونے کی چیز (پہنچ) مردوں کے لئے ایسی حرام ہے جیسا کہ اور حرام چیزیں (مثل خمر و خنزیر سرقة زنا غیرہ۔ معمار) لیکن چونکہ نبی کرے ﷺ کے منہ سے یہ بات نکلی تھی اس لئے پوری کی گئی۔ اسی طرح ہر ایک دوسرے مسلمان کو بھی آنحضرت ﷺ کے قول کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے

(رسالہ تہذید الاذہان۔ نمبر ۲-۱۹۰۶ء)

اول تو اس تقریر پر تزویر میں رسول اللہ ﷺ پر یہ صریح افترا ہے کہ آپ کے کسی فرمان کا یہ نشانہ ہے کہ قادیان کا مشین و عنبر و ستوری کھانے والا نیز (حسب فیصلہ سیشن جج ضلع گور داسپور) شراب استعمال کرنے والا بلکہ (بقول مرزا محمود درجا الفضل ۱۹۱۹ء) افیون کھانے والا اور بقول خود فرشتگان کی گود میں پروش پانے والا (اشتہار الانصار اکتوبر ۱۸۹۹ء) اور فرشتوں کے ہاتھوں سے دواوں کا پڑا (بڑی پڑیا) منہ میں ڈلا کر طاقت و راو رت نرست انسان ہو جانے والا (تریاق القلوب طبع دوم ص ۸۷) مسیح موعود، جس نے بڑھاپے میں، بستر عیش، کے الہام گھٹ کر (البشری۔ ج ۲ ص ۸۸)، پہلی بیوی کو طلاق دی اور دوسری سے نصف درجن اولاد پیدا کی اور تیسرا کس کے ساتھ آسمان پر نکاح پڑھے جانے کا اعلان کر دیا اور ساری عمر اس کے ملنے کی امید میں گوانی، ہاں ہاں وہ مسیح موعود جس کی معمولی سی تکلیف صحت بخشنے والی ادویہ خود بخود خاطر خدمت ہو کر خاکسار پیپر منٹ (البشری۔ ج ۲ ص ۹۳) کی مضمکہ خیز صدائیں بلند کرتی ہوں، وہ مسیح موعود ہماری کے عذر سے آرام و راحت کے دولت کدہ میں نمازیں جمع کیا کرے گا۔

خدا کی قسم یہ رسول اللہ ﷺ پر افترا دروغ بے فروع، سیاہ نہیں سفید جھوٹ ہے۔ دوم مرزا جی کے اس اصول کی بنابر دنیا جہان کی بدکاریاں، بدکرداریاں، فرض و واجب قرار دی جا سکتی ہیں دیکھتے برداشت مرزا قادیانی۔ رسول اللہ ﷺ کی ایک یہ بھی پیش گوئی ہے:

آخری زمانہ (جو بقول مرزا یہی زمانہ ہے۔ معمار) کے اکثر مولوی یہودیوں کے ملویوں سے مشابہت پیدا کر لیں گے... اس قدر مشابہت پیدا کریں گے کہ اگر کسی یہودی نے ماں سے بھی زنا کیا ہوگا

تزوہ بھی کر لیں گے۔ (ضمیمه نصرۃ الحق - ص ۱۳۲)

ایمان سے بتلا و کہ اگر تمہاری جماعت کے اکابر، آنحضرت ﷺ کی اس پیش گوئی کو خود پورا کرنے پر ازا آئیں کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب قادریانی کا حکم ہے کہ پیش گوئی خواہ حرام امور پر مشتمل ہو پوری کرنی ہر ایک کافرض ہے، تو تم اپنے علماء کو اس فعل سے منع کرو گے؟

یہی ہے تمہارے مجدد زماں مسیح دورالسلطان المتكلمين کا علم کلام، جس پر تم لوگ نازاں ہو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتر ۲۰ ستمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۷ ص ۵-۸)

## خاتم النبیین : بحوالہ قادریانی ٹریکٹ

جناب مشی محمد عبداللہ صاحب معمار امرتری لکھتے ہیں:

مکدر ختم نبوت ہو کے اہل قادریان اپنے قتوں کے شمود و عاد ہو جانے لگے

ماکان محمد ابا حیدر من رجالکم و لكن رسول الله و خاتم النبیین  
یعنی محمد ﷺ میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ (ازالہ اوہام طبع اول ۶۱۶)  
(طبع دوم ص ۲۵۲)

اس آیت میں خدا تعالیٰ غیر مشتبہ الفاظ کے ساتھ:

وَعْدَهُ كَرِّچَا ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی رسول (بنا کر) نہیں بھیجا جائے گا۔ (ازالہ اوہام طبع اول ص ۵۸۶- طبع دوم ص ۲۳۲)

لپس جس صورت میں کہ:

خداۓ رحیم و کریم نے ہمارے نبی ﷺ کو بغیر استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا اور نبی ﷺ نے بطور تفسیر مذکورہ فرمادیا کہ (لابی بعدی) میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے۔ (قول مرزا مندرجہ حمامۃ البشری)  
پھر اس پر مزید تشریح یہ کہ  
حدیث لا نبی بعدی میں (بھی) نبی عام ہے۔ (ایام اصلح اردو از مرزا ص ۱۳۶)

اور نبی ﷺ نے بار بار فرمادیا کہ:

دنیا کے اخیر تک قریب تیس کے دجال ہوں گے۔ (ازال طبع اول ص ۱۹۹ طبع دوم ص ۸۱)

جنوبت کا دعویٰ کریں گے تو اب کس کا دل گردہ ہے کہ کلمہ گو ہوتے ہوئے حضرت سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی بھی نبی کے پیدا ہونے کا تلقین و ایمان تو بڑا درجہ ہے وہم و مگان بھی کرے۔ پس کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج مدعاں اسلام بلکہ اسلام کے بلاشرکت غیرے واحد ٹھیکہ داروں کا ایک گروہ طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے اس منصوص و مبرہن متفقہ اجتماعی مسئلہ میں رخنا اندازی پر کمرستہ ہے۔ آہ

اس گھر کو آگ لگائی گھر کے چراغ سے

اس وقت ہمارے سامنے مرزا نبیوں کا ایک چور قہاشتہار ہے جو مولوی محمد علی اجمیری پنجابی نے لکھا اور ناظر دعوت و تبلیغ قادیان نے شائع کیا۔ یہ ترکیب ہمیں بعض احباب کی طرف سے برائے جواب ارسال کیا گیا ہے اگر چہ ہم مسئلہ ختم نبوت کو اپنی تصنیف محمد یہ پاکٹ بک میں بشرح و بسط ختم کر چکے ہیں اس کے بعد کسی اور مضمون لکھنے کی ہمارے نزدیل قطعاً کوئی ضرورت نہ تھی مگر پاس خاطرا احباب مرسلہ اشتہار کا جواب بھی لکھا جاتا ہے۔ وبا اللہ التوفیق

مرزا اشترکا خلاصہ یہ ہے کہ نبی دو قسم کے ہیں ایک شریعت والے دوم بلاشریعت۔ آنحضرت

پہلی قسم کے خاتم ہیں دوسری کے نہیں۔

اس دعویٰ پر مشترک نے چند بزرگان دین کے اقوال سے استشهاد کیا ہے

### مجموع جواب:

مرزا ای مولوی صاحب لکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ نے ایک طرف یہ فرمایا کہ میرے بعد نبی نہ ہو گا دوسری طرف مسح موعود کی آمد کی بشارت دیتے ہوئے اسے چار دفعہ نبی اللہ کہہ کر پکارا ہے ان دونوں قسم کی احادیث کی تلقین کرتے ہوئے علمائے سلف اس نتیجہ پر پہنچے کہ آنحضرت کے بعد نبوت کے بند ہونے سے مراد یہ ہے کہ

حضور کے بعد تشریعی نبوت بند ہے اور تصحیح موعود چونکہ آپ کی شریعت کا خادم ہو گا اسلئے اس کی نبوت نہ آیت خاتم النبیین کے منانی ہے اور نہ حدیث لانبی بعدی کے خلاف (مرزا تبلیغی ٹریکٹ نمبر ۳ ص ۲)

- اس تحریر سے مہر نیم روز کی طرح عیاں ہے کہ جن علماء نے آنحضرت ﷺ کو صرف صاحب شریعت انہیاء کا خاتم قرار دیا ہے مغضض حضرت عیسیٰ کی آمد کو ملحوظ رکھ کر فرار دیا ہے نہ کہ کسی مراق وہ سیر یا ذیابیطس کے مارے ہوئے دیہاتی مولود کے دعویٰ نبوت کو آنحضرت ﷺ کے بعد منانی ختم نبوت نہیں سمجھا۔ ہمارا علی الاعلان چیلنج ہے کہ
- ۱۔ ایک بھی حدیث ایسی نہیں جس میں حضور کے بعد سوائے حضرت مسیح کے کسی اور نبی کی آمد کو صحیح فرار دیا گیا ہو
  - ۲۔ ایک بھی صحابی ایسا نہیں جو مذکورہ بیان کے خلاف ہو
  - ۳۔ ایک بھی تابعی ایسا نہیں جو مذکورہ بیان کے خلاف ہو
  - ۴۔ ایک بھی امام ایسا نہیں جو مذکورہ بیان کے خلاف ہو
  - ۵۔ ایک بھی مجدد ایسا نہیں جو مذکورہ بیان کے خلاف ہو
  - ۶۔ ایک بھی عالم ایسا نہیں جو مذکورہ بیان کے خلاف ہو
  - ۷۔ ایک بھی صوفی ایسا نہیں جو مذکورہ بیان کے خلاف ہو
  - ۸۔ ایک بھی مسلم ایسا نہیں جو مذکورہ بیان کے خلاف ہو

پس مرزا یوں کا تصحیح ابن مریم کی بجائے مرزا غلام احمد قادریانی کو احادیث نبویہ کا مصدقہ ٹھہرانا غلط بلکہ افتراہ ہے حاصل یہ کہ مذکورہ بالایاں کی بنابر ہر مرزا ای پر لازم ہے کہ وہ یا تو احادیث واقوال بزرگان سے سوائے مسیح ابن مریم کے کسی اور نبی کا بعد از خاتم النبیین آناصحیح ثابت کریں یا مسئلہ ختم نبوت کی بجائے مرزا کے مسیح موعود ہونے پر بحث کریں۔

### مفصل جواب:

مرزا ای مولوی صاحب نے اس سے پہلے اپنے دعویٰ پر قرآن مجید سے استدلال کیا ہے کہ:

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کی دو قسمیں ہیں اول تشریعی دوم غیر تشریعی۔ نبوت غیر تشریعی

کا حامل نبی پہلی شریعت کا تابع ہوتا ہے اور اسی کے مطابق فیصلہ کرتا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے  
انَا انْزَلْنَا الْتُّورَةَ فِيهَا هُدًى وَ نُورٌ يَحْكُم بِهَا النَّبِيُونَ الَّذِينَ اسْلَمُوا يَعْنِي ہم نے  
موسى پر توراتہ اتاری اس میں ہدایت اور نور تھا اسی کے مطابق وہ انہیا فیصلہ کرتے تھے جو فرمان  
بردار ہوئے۔

**جواب:** مرزا صاحب قادر یافی رقم ہیں:

حضرت عیسیٰ بلکہ تمام انبیاء ان ہدایتوں کے پیرو تھے جو ان پر نازل ہوئی تھیں اور برآ راست خدا  
نے ان پر جعلی فرمائی تھی ان کو خدا تعالیٰ نے الگ کتا میں دی تھیں اور ان کو ہدایت تھی کہ کہ ان  
کتابوں پر عمل کریں اور کرو ایں جیسا کہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے۔

(ضمیر نصرۃ الحق طبع اول ص ۱۹۳ - طبع دوم ص ۱۸۹)

مولوی علی محمد صاحب! آپ پچھلے انبیاء میں سے بعض کو صاحب شریعت اور بعض کو بغیر تشرییعی نبی قرار دیتے  
ہیں بخلاف اس کے آپ کے نبی جن کی صداقت ثابت کرنے کو آپ نے خدا پر افتاء کیا ہے خود آپ کے  
خلاف بیان دیتے ہیں۔ بتلائیے! آپ دونوں میں کون کاذب ہے: بندہ پر منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر  
ہمارے نزدیک آپ دونوں یکساں ہیں۔ وہ یوں کہ قرآن پاک کی جو آیت تم نے پیش کی ہے اس  
سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل میں بعض صاحب کتاب نبی تھے بعض بلا کتاب۔ پس مرزا  
صاحب کا سب کو صاحب کتاب لکھنا جھوٹ اور تمہارا بغیر کتاب والے انبیاء کو بغیر تشرییعی قرار دینا کذب۔  
کیونکہ جو نبی بھی ہوا ہے خواہ بغیر کتاب کے ہو وہ صاحب شریعت ہوا۔ بغیر تشرییعی نبی ایک بھی نہیں ہوا۔  
معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں خبر ہی نہیں ہے کہ شریعت کس چیز کا نام ہے۔ سنئے صاحب! جہاں احکام  
منزل من اللہ شریعت کھلاتے ہیں وہاں خود انبیاء کرام کے اقوال و افعال بھی شریعت ہوتے ہیں پڑھئے

و ما آتا کم الرسول فخذوه و ما نها کم عنه فا نتهوا

(الحضر) یعنی ہمارا نبی جو کچھ تمہیں دے اسے لے لو جس بات سے منع کرے ہٹ جاؤ۔

قل ان كنتم تحبّون الله فاتّبعو نی (آل عمران)

اے رسول کہہ دو اکرم لوگ خدا سے رشته افت جوڑنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اے لوگو!

لقد کا ن لكم فی رسول اللہ اسوة حسنة (احزاب)

ہمارانی تھمارے لئے بہترین و پسندیدہ نمونہ ہے۔

مرزا آئی مولوی صاحب! اگر تمہیں قرآن پاک پر ایمان نہ ہو تو سنو خود تھمارا مقتدا و امام بھی یہی کہتا ہے  
وما ينطق عن الهوى ان هوا لوحى يوحي۔

یعنی ہر نبی کی ہر بات خدا تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے نبی کا زمانہ نزول شریعت کا زمانہ ہوتا ہے اور  
شریعت وہی ٹھہر جاتی ہے جو نبی عمل کرتا ہے۔ (نور القرآن نمبر ۲۰ ص ۱۰)

بیان مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ کوئی نبی بغیر شریعت کے ہوتا ہی نہیں اور جو بلا شریعت ہو وہ نبی کی  
حیثیت، نہیں رکھتا پس تھمارا سابقہ انبیاء میں سے بعض کو غیر تشریعی لکھنا غلط ہے۔ آگے چلو۔  
اسکے بعد مرزا آئی مشتہر نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی کا بند ہونا مسلمہ فریقین ہے مگر نبوت غیر تشریعی  
ہمارے نزد یک آنحضرت ﷺ کے بعد جاری ہے۔

جواب: ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں کہ بغیر شریعت کے کوئی نبی نہیں ہوا۔ لہذا ہمارے علماء کرام کا یہ کہنا کہ  
آنحضرت ﷺ پر تشریعی نبوت بند ہو گئی انہی معنوں میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں پیدا ہو  
گا جس پر مثلاً انبیاء ایمان لانا فرض واجب اور اسکے اقوال و افعال جنت شرعیہ ہوں۔ کھلے گفتوں میں ہمارا یہ  
ایمان ہے:

کہ بعد آنحضرت ﷺ کوئی (نیا) نبی نہیں آ سکتا اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث (اویاء علماء  
(رکھے گئے ہیں۔ (شہادۃ القرآن از مرزا ص ۲۸)

احمدی مولوی صاحب نے قرآن کے بعد حدیث سے بھی استدلال کیا ہے کہ:  
ابن ماجہ میں ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر فرمایا کہ اگر زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا  
اس حدیث کو صحیح ثابت کرنے کے بعد ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ (حدیث) آیت خاتم  
النبویین کے مخالف نہیں کیونکہ خاتم النبویین کے معنی ہیں ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ کی شریعت کو

## منسون کرے اور آپ کی امت سے نہ ہو

جواب : اول تو یہ حدیث ہی جھوٹی ہے جہاں سے مرزا یوسف نے اسے نقل کیا ہے یعنی ابن ماجہ سے وہیں حاشیہ پر لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کا روایت ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان عبسی متوفی الحدیث ہے۔ ایسا ہی تہذیب التہذیب میں بہت سے آئندہ محدثین کے قول اس کے متعلق منقول ہیں کہ یہ ضعیف ہے شقہ نہیں۔ مکنرا الحدیث ہے، ضعیف الحدیث۔ سکتوا عنہ و ترکوا حدیثہ، ساقط، لا یکتب حدیثہ، روی مناکیر۔ لیس بالقوی، کذ بہ شعبۃ وغیرہ۔ اس کی تائید کی ہے۔ پس اس روایت کا ناقابل استناد ہونا اس طرح بھی ثابت ہے کہ صحیح الفاظ جو آخر پر حضرت ﷺ سے بوقت وفات ابراہیم منقول ہیں، یہ ہیں۔

لو قضی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی عاش ابنه و لکن لانبی بعدہ  
یعنی اگر قضاۓ الہی میں آخر پر حضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو ابراہیم زندہ رہتا لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

یہ روایت صحیح بخاری میں بھی ہے اور ابن ماجہ میں بھی۔

باتی رہنماء علی قاری کا اس روایت کی بنابرآیت خاتم النبیین کے یہ معنی کرنا آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ کی شریعت کو منسون کرے اور آپ کی امت سے باہر ہو۔ سو ظاہر ہے کہ امتی نبی حسب اصطلاح علماء و صوفیا سلف مجازی نبی ہوتا ہے چنانچہ ہم اس مضمون میں بحوالہ تحریرات صوفیاء کرام اس پر مفصل عرض کریں گے۔ وجہ یہ کہ بغیر شریعت کے کوئی نبی ہوتا ہی نہیں

رسول اور امتی کا مفہوم تباہ ہے۔ (ازالہ اوہام۔ طبع دوم ص ۲۳۸)

پس اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تو بقول ملا علی قاری اس میں صرف مجازی نبوت کا ذکر ہے وہ بھی مخصوص بے ابراہیم و عمر۔ حضرت ملا علی قاری کا ہرگز یہ مذہب نہیں ہے کہ آخر پر حضرت ﷺ کے بعد کوئی حقیقی نبی بن سکے گا۔ وہ شرح فتحہ کبر صفحہ ۱۵۰ پر صاف فرماتے ہیں:

دعوى النبوة بعد نبينا ﷺ كفر بالا جماع .

(آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے)

آگے چل کر مرزا ای مولوی صاحب نے حضرت شیخ ابن العربي و امام عبدالوهاب شعرانی کی تحریرات پیش کی ہیں کہ وہ بھی صرف شریعت والی نبوت کے بند ہونے کے قائل ہیں۔

جو ابام عرض ہے کہ اول تو مرزا نیوں کو خاص طور پر شرم کرنی چاہیے کہ جس شخص (ابن العربي) کو خود مرزا قادریانی نے وحدت الوجود کا حامی کہہ کر ملکہ اور زنداقی ٹھہرایا ہے (رسالہ اور خط) آج اسی شخص کی تحریروں سے مرزا قادریانی کی نبوت ثابت کی جاتی ہے وہ بھی نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ کے مقابلہ پر۔ آہ! پھر اس پر مزید لطف یہ کہ ان کی تحریرات میں بھی خیانت معنوی کی جاتی ہے۔ ہم سابقًا لکھ آئے ہیں کہ کوئی نبی بغیر شریعت کے ہوتا ہی نہیں ہے۔ بھی مذہب ابن العربي وغیرہ صوفیہ کرام کا ہے ہاں ان کے یہاں ایک جدید اصطلاح ہے کہ جملہ انبیاء کو توهہ رسول کہتے ہیں اور اولیاء امت کا نام نبی رکھتے ہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں

الفرق بينهما هو ان النبى اذا القى اليه الروح شيئاً اقتصر به ذلك النبى

على نفسه خاصة ويحرّم عليه ان يبلغ غيره ثم ان قيل له بلغ ما انزل

الىك اما الطائفة مخصوصةٌ كسائر الا نبیاء او عامة لم يكن ذلك الا محمدٌ

سمى بهذا الوجه رسولاً و ان لم يخص في نفسه بحكم لا يكون لمن اليهم

فهو رسول لا نبى و اعن بها نبوة التشريع التي لا يكون للا ولیاء

(المواقیت والجواہر۔ ص ۲۵) یعنی نبی اور رسول کے درمیان فرق یہ ہے کہ نبی وہ ہے جس پر وہی خاص اس کی ذات کے

لئے نازل ہوا و وہ اس کی تبلیغ پر مامور نہ ہو۔ پھر اگر کسی شخص کو کہا جائے کہ تو اپنی وحی کی تبلیغ کر خواہ کسی مخصوص قوم تک اس

کی تبلیغ محدود ہے جیسا کہ تمام انبیاء کرام کا ہے یا اس کی تبلیغ عام ہے جیسا کہ سوائے آنحضرت ﷺ کے ایسا کوئی نبی نہیں

ہے اور سبھی معنی ہیں نبوت تشریعی کے نبوت اولیاء کے لئے نہیں ہے۔

نوت: مزید وضاحت کے لئے المواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۳۷ ملاحظہ ہو

حضرات اخدار اس تحریر پر مکرر سہ کر غور فرمائیے کہ صوفیاء کرام تو بچھل تمام انبیاء کرام کو صاحب شریعت قرار

دے کر صاف فرماتے ہیں کہ اس قسم کی نبوت اولیاء اللہ کے لئے نہیں ہے۔ مگر مرزا ای مولوی کس قدر دھوکہ

دیتے ہیں کہ گویا صوفیاء کرام ان سے متفق ہیں کہ نبی دو قسم ہیں ایک تشریعی ایک غیر تشریعی۔ اف! کتنا فریب اس کے بعد سید عبدال قادر جیلانی کے اقوال پیش کئے ہیں ان میں بھی اسی طرح دھوکہ بازی کی گئی ہے کہ ان کے اصل مفہوم کو بگاڑ کر الٹ نتیجہ نکالا ہے ہم ان کی تحریر کو بتام و کمال نقل کر دیتے ہیں: تا سیروے شود ہر کہ دروغش باشد

امام موصوف فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کونو عدداً الواح خدا کی طرف سے ملی تھیں جن میں سے وہ صرف سات کی تبلیغ پر مامور تھے اور بقا ۲۴ کے ترک پر۔

بخلاف محمد ﷺ فانه ماترك شيئاً إلا أبلغهلينا . قال الله تعالى ما فرطنا في الكتاب من شيء و قال الله تعالى وكل شيء فصلناه تفصيلاً و لهذا كانت ملته خير الملل نسخ بدینه جميع لا دیان لانه اتنی بجمعی ما اتوا به و زاد عليه مالم یا تو به فنسخت ادیا نهم لنقصها و شهر دینه بکماله قال الله تعالى اليوم اكملت لكم دینکم و اتممت عليکم نعمتی ولم تنزل هذه الآية على نبی غير محمد ﷺ ولو نزلت على احد لكان هو خاتم النبیین و ما صح ذلك الا لمحمد ﷺ فنزلت عليه فكان خاتم النبیین لانه لم یدع حکمة ولا هدی ولا علمأ ولا سرآ (اقد نبی علیہ و اشار الیہ علی قدر یلیق بالنبیین لذلك السر اما تصریحاً و اما تلویحاً و اما اشارۃ و اما کناۃ و اما استعارۃ و اما محکماً و اما مفسراً و اما مؤداً و اما متشابهاً الى غير ذالک من انواع البيان فلم یبق لغيره مد خلاً فاستقل بالامر و ختم النبوة لانه ماترك شيئاً يحتاج اليه وقد جاء به فلا یجد الذى یاتی بعده من الكمل شيئاً مما ینبغی انه ینبی علیہ الا وقد فعل ﷺ ذالک فیتبعه هذا الکامل كما نبی علیہ و یصیر تابعاً فانقطع حکم النبوة التشريع بعده و كان محمد ﷺ خاتم النبیین لانه جاء بالکمال ولم یجي احد بذلك

## فلو مر موسیٰ علیہ السلام با بلا غ الو حین المختص به لاما کان یبعث

عیسیٰ من بعدہ (الانسان الكامل۔ باب ۳۶ جلد اول ص ۶۸، ۶۹)

یعنی حضرت موسیٰ تو دین الہی کی تکمیل نہ کر سا۔ مگر رسول کریم ﷺ نے کوئی حصہ دین الہی کا نہیں چھوڑا جسے ہم تک نہ پہنچا دیا۔ چنانچہ قرآن کریم اس پر شاہی ہے یہی باعث ہے کہ امت محمدیہ خیر اممل ٹھہری خدا نے اس امت کے دین کے ساتھ مجع ادیان کو منسوخ کر دیا جبکہ یہ کہ اس دین میں نصرف وہ تمام ہدایت موجود ہے جو پہلے دینوں میں تھی بلکہ علم و حکمت کے وہ بے بہا گوہ بھی چک رہے ہیں جن کی روح پرور جھلک بھی پہلے لوگوں پر نہ پڑی تھی پس منسوخ ہوئے پہلے دین اس نقص کے باعث اور شہر آفاق ہوا ہمارا دین اپنے کمال کے باعث۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آج کے دن کامل کر دیا میں نے دین تمہارا اور اتمام تک پہنچا دیں تم پر اپنی تمام نعمتیں۔ نہیں اتاری گئی یہ آیت کسی اور نبی پر۔ اگر تاری جاتی تو یہ وہیں سلسلہ نبوت ختم ہو جاتا۔ پوچنکہ اور کوئی نبی اس کا اہل نہیں تھا لہذا اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی الاعظم ﷺ کو اس نعمت عظمی سے سرفراز فرمایا پس آنحضرت ﷺ پر سلسلہ انبیاء کو اس نعمت عظمی سے سرفراز کیا۔ پس آنحضرت ﷺ سلسلہ انبیاء کو اس واسطے ختم کیا گیا ہے کہ آپ نے نبوت کی کوئی حکمت کوئی ہدایت کوئی علم کوئی بھی دشمنہ جا ب نہ رکھا ہر بات تصریحات و تلویحات اشارہ و کنایہ و استغارة حکماً و فسراءً مَوْلَاً و مَتَّشِبِهَا اس کے علاوہ جملہ انواع کمال بیان کو ما حقہ بیان فرمایا۔ ایسا کہاب کسی اور شخص کے لئے اس گلستان نبوت میں قدم رکھنے کو ایک اچھے جگہ باقی نہیں۔ پھر سنو! کہ آنحضرت ﷺ پر نبوت اس باعث ختم کی گئی کہ آپ نے کوئی بات اپنی نہیں چھوڑی کہ ہمیں اس کی حاجت ہوا اور کوئی دوسرا سے آ کر پورا کرے اب ہر ایک انسان پر فرض ہے کہ وہ اس کامل واکمل رسول کے بتائے ہوئے طریق کی اتباع کرے۔ شریعت ختم ہو گئی رسول کریم پر اور آپ تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اگر حضرت موسیٰ اپنی امت پر دین پورا کر جاتے اور وہ خاص ہر دوچی پہنچا جاتے تو انہی پر نبوت ختم ہو جاتی اور حضرت عیسیٰ کو مبعوث نہ کیا جاتا۔

حضرات! ملاحظہ فرمائیے کہ امام موصوف نے کس عمدہ احسن اور مدلل اور معقول پیرائے میں ختم نبوت کا اظہار کیا اور اس کی حکمت بیان کی ہے کہ انبیاء آتے ہی ہادی بن کر ہیں۔ اب ہدایت مکمل ہو گئی۔ لہذا نبوت ختم۔ اگر حضرت موسیٰ دین پورا کر جاتے تو تمسیح کی بعثت کی ضرورت ہی نہ تھے۔ پس ختم المرسلین مکمل و ختم حکمت و ہدایت ﷺ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ مرزا صاحب قادریانی نے سچ لکھا ہے کہ:

فلا حاجة لنا الى نبى بعد محمد ﷺ (حملة البشرى۔ ص ۲۹)

(ہمیں نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں)۔

مرزا ای مولوی صاحب کو ٹھوکر لگنے کا صرف یہ سبب ہے کہ وہ انبیاء کی دوستی میں سمجھ بیٹھا ہے: ایک

تشریعی اور دوسرے غیر تشریعی۔ پس جہاں اسے کسی کی عبارت میں نظر پڑی کہ آنحضرت ﷺ پر شریعت ختم ہو گئی وہیں اس نے منہ کی کھائی اور جھٹ شور مچانا شروع کر دیا کہ دیکھو پچھلے علماء بھی ہمارے ہم خیال تھے حالانکہ نبی بلا شریعت ہوتا ہی نہیں ہے۔ اس کے بعد مرزائی رقم اشتہار نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب تفہیمات الہیہ سے ایک عبارت نقل کی ہے کہ اس میں بھی صاحب شریعت انبیاء کا ختم ہونا مرقوم ہے۔ اس کا بھی وہی جواب ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے نزدیک تمہاری طرح نبی دو قسم کے نہیں ہیں۔ پس اگر تمہیں شاہ صاحب کے قول سے فائدہ لینا ہے تو پہلے ان کی کسی تحریر سے یہ ثابت کرو کہ وہ ایک گروہ انبیاء کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کے اقوال و اعمال اور ان کے افعال جنت شرعیہ نہیں ہیں۔ ورنہ خاموش کہ: اس شورو فغال چیز نہیں

سنوا! حضرت شاہ صاحب دہلوی صاف فرماتے ہیں

بعد ازاوے یعنی پیغمبر باشد (ترجمہ قرآن فارسی زیر آیت خاتم الانبیاء)۔

لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہو گا

آگے چل کر مولانا عبدالحی لکھنؤی کا قول لکھا ہے کہ:

آنحضرت کے زمانہ میں یا آپ کے بعد بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے

جواب: مولانا مرحوم کا عقیدہ یہ تھا کہ موجودہ ربع مسکون کے علاوہ زمین کے اور طبقات بھی ہیں ان میں بھی ہماری زمین کی طرح انبیاء کا سلسلہ جاری ہے۔ ہر ایک طبقہ میں ایک آدم ایک شیش نوح موسیٰ علیہ السلام علیہم الصلاۃ والسلام ہوا ہے جس طرح اس زمین پر حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اسی طرح دوسرے طبقات میں بھی محمد خاتم الانبیاء ﷺ ہوا۔ ان پر بھی یہی قرآن نازل ہوا۔

مولانا موصوف نے اس عقیدہ پر بحث کرتے ہوئے وہ الفاظ لکھے ہیں جن سے مولوی مرزائی صاحب نے استدلال کیا ہے میری نظر سے مولانا مرحوم کا اردو رسالہ دافع الوساوس جس کا حوالہ مرزائی مولوی نے دیا ہے نہیں گذر۔ البتہ عربی رسالہ زجر الناس میں نے دیکھا ہے اس میں بھی یہی بحث ہے اور اس کے پہلے ہی صفحہ پر مولانا نے لکھا ہے کہ ہم نے اس مضمون پر اردو رسالہ بھی لکھا ہے جس کا نام دافع الوساوس ہے۔

حاصل یہ کہ مولانا مرحوم کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ ہمارے اس طبقہ زمین پر کوئی رسول آنحضرت ﷺ کے بعد آئے گایا آسکتا ہے۔ بفرض حال مولانا کا یہی مطلب بھی ہو تو بھی ان کا یہ فرمانا کہ: بعد آنحضرت ﷺ کے صاحب الشرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔

صاف دلیل ہے کہ نبوتِ حقیقی جس میں انبیاء کے اقوال و افعال شریعت میں داخل ہیں ختم ہو گئی باقی کیا رہا؟ صرف مجازی نبوت یعنی ولایت مرزا جی خود را فرم ہیں:

کوئی نئی شریعت اب نہیں آسکتی اور نہ کوئی نیا رسول آسکتا ہے مگر ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ تک راہیں کھلی ہیں وہی رسالت ختم ہو گئی مگر ولایت و امامت و خلافت کبھی ختم نہ ہو گی

(تثیید الاذہان۔ حج انبہ راکتب مرزا)

آگے چلنے۔ مرزا میشہ لکھتا ہے کہ

حضرت مولوی محمد قاسم صاحب ناظرتوی بانی مدرسہ دیوبند بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبین بمعنی آخری نبی نہیں تھے وہ لکھتے ہیں (تحذیر الناس ص ۲۸ میں)

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

جواب: یہ عبارت ہی دال ہے کہ مولانا مرحوم آنحضرت ﷺ پر سلسلہ انبیاء کو ختم جانتے اور مانتے تھے اسی لئے تو آپ، بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو جائے، کے الفاظ لکھ رہے ہیں۔ پس مولانا صاحب کو اجراء نبوت کا قائل گردانا ایک شرم ناک غلط بیانی ہے۔

حضرات! کسی امر کو فرضی طور پر تسلیم کر لینے سے اس کا امکان نہیں ہو جاتا دیکھئے قرآن میں ہے کہ  
قل ان کان للر حمن و لد فانا اول العابدین (یار رسول اللہ فرمادیجھے کہ اگر کوئی خدا کا بیٹا ہو تو  
میں اس کا پیچاری بننے کو سب سے پہلے تیار ہوں (زخرف)

تو کیا اس سے کوئی حمق خدا کے ہاں بیٹا ہونے کے امکان کو ثابت کر دے تو وہ اس لاکن نہ ہو گا کہ اسے دماغی اصلاح کے لئے کسی شفाखانہ میں داخل کرایا جاوے

کہا جاتا ہے کہ مولانا محمد قاسم صاحب تحدیر الناس صفحہ ۲ پر خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں مانتے اور دیگر علماء سے اس بارے میں مختلف ہیں۔ جواباً عرض ہے کہ یہ ان پر افتراہے ہے وہ آنحضرت ﷺ کو اسی طرح خاتم النبیین سمجھتے ہیں جس طرح دیگر علماء۔ چنانچہ ان کی عبارت مذکورہ بالا اس پر شاہد ہے البتہ مولانا مرحوم آیت خاتم النبیین کے مشہور معانی کو برقرار رکھتے ہوئے باطن لفظ خاتم النبیین سے ایک اور مفہوم استنباط فرماتے ہیں اور ایسا کرنا کوئی عیب نہیں دیکھئے خود مرزا صاحب لکھتے ہیں:

خاتم النبیین کا لفظ جو آنحضرت ﷺ پر بولا گیا ہے باطن اس لفظ میں یہ مفہوم رکھتا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی وہ بھی خاتم الکتب ہے۔  
(لغویات احمد یہ۔ ص ۱۵)

مرزا صاحب کے اس بیان سے یہ بھی عیاں ہے کہ قرآن خاتم الکتب اس صورت میں مانا جاسکتا ہے جب کہ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء سمجھا جاوے کیونکہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین بعارة انص ہیں اور قرآن باطن خاتم الکتب۔ جب اصل ہی سے انکار کیا جائے گا تو ظل کہاں رہا۔

الحاصل مولانا محمد قاسم خاتم النبیین کے مشہور معانی سے منکر نہیں بلکہ ان کو بحال رکھتے ہوئے ان سے ایک مزید مفہوم استنباط فرماتے ہوئے اس کو باعث فضیلت علی الانبیاء قرار دیتے ہیں چنانچہ اس امر کو انہوں نے تحدیر الناس کے علاوہ مناظرہ عجیبہ میں بالتفصیل رقم فرمایا۔ و من شاء فلیر جع الیه اس کے بعد کہا گیا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت مسیح ابن مریم کی آمد کو بلوظ رکھ کر فرمایا ہے:

قولوا انه خاتم الا نبياء و لا تقو لوا لا نبى بعدى  
(یعنی آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء تو کہو مگر یہ کہ کو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا)۔

جواب: اگر مرزا ای صاحبان اس روایت کی صحیح سند دکھائیں تو ۵۰ روپے لفڑ انعام ان کو دیا جائے گا۔ یہ روایت محض بے سند اور بے ثبوت افتراہے ہے پھر یہ ہمارے مخالف بھی نہیں ہے۔ جن معنی میں یہ کہا گیا ہے ان معنی سے ہم لا نبی بعدی بلکہ خاتم النبیین بھی نہیں کہتے۔ خاتم النبیین کے یہ معنی ہی نہیں ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے سے پہلے انبیاء کی نبوت ملیا میٹ کر دی بلکہ آیت کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نیابی نہ بنایا جائے گا اور حضرت مسیح تو گذشتہ نبی ہیں جن کی آمد قرآن و احادیث صحیحہ سے ثابت

ہے جیسا کہ اقوال مرزا بھی اس پر گواہ ہیں۔ اپنے نبی (مرزا) کے اقوال سنو:

۱۔ حضرت مسح تو نجیل کونا قص چھوڑ کر آسمانوں پر جائیٹھے (براہین احمدیہ حاشیہ۔ ص ۳۶۱)

۲۔ حضرت مسح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لا سکیں گے (براہین احمدیہ ص ۴۹۹)

۳۔ مسح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے باتفاق

قبول کر لیا ہے تو اتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے (ازالہ ادہام طبع اول ۵۵۔ طبع دوم ۲۳)

مزید وضاحت کے لئے امام زمحشری (جن کے متعلق خود مرزا غلام احمد صاحب قادریانی معرف ہیں کہ وہ علامہ لسان عرب ہے، (ضمیرہ نصرۃ الحق طبع ۲۰۱ ص ۲۰۱) کی تحقیق ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں

خاتم بفتح تاب معنی الطابع و بكسرها معنی الطابع فاعل الختم و

رقویة قرأة عبد الله بن مسعود ولكن نبیاً ختم النبیین (فان قلت) کیف

کان آخر الالباب و عیسیٰ ینزل فی آخر الزمان (قلت) معنی کونہ

آخر الالباب لا نبیاء لا حد بعده و عیسیٰ ممن نبیء قبله

(کشاف ج ۲۱۵۔ واپسًا رازی۔ ج ۲ ص ۲۱۷۔ روح المعانی۔ ج ۷ ص ۲۰)

یعنی خاتم اور خاتم ہر دو کے معنی ختم کرنے والا ہیں انہی معنوں کو حضرت عبد اللہ بن مسعود کی قرأت، لیکن محمد نبی ہے جو نبیوں کو ختم کرنے والا ہے تقویت دیتی ہے۔ اگر تو یہ سوال کرے کہ جس صورت میں عیسیٰ آنے والے ہیں آنحضرت ﷺ کس طرح خاتم النبیین ہو سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے آخری نبی ہونے کے معنی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائے گا اور عیسیٰ تو سابقہ نبی ہیں۔

امام زمحشری کی تحریر سے آیت خاتم النبیین کا صحیح مفہوم صاف عیاں ہو گیا خود مرزا بھی بھی لفظ خاتم کے یہی معنی لیتے ہیں چنانچہ ان کا بیان ذیل گواہ ہے

میرے بعد میرے والدین کے گھر اور کوئی لڑکا لڑکی پیدا نہیں ہوا میں ان کے لئے خاتم اولاد تھا

(تربیات القلوب طبع اول ۱۵۷۔ طبع دوم ۳۷۹)

جس طرح مرزا غلام احمد کا خاتم الاولاد ہونا اپنے دیگر بھائیوں کو فنا کرنے کے معنوں میں نہیں ہے

اسی طرح آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا پچھلے انبیاء کی نبوت کو چھیل لینے پر منی نہیں ہے، مرزا بھی!

اگر اب بھی نہ تم سمجھو تو پھر تم سے خدا سمجھے

اس کے بعد مرا مظہر جان جاناں کا قول پیش کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ

نبوت بالا صالت ختم ہو گئی مگر دیگر کمالات جاری ہیں۔

جواب: ہمارا بھی یہی مذہب ہے مگر مرزا نیوں کی کھوپڑی میں جو کیرا اسک رہا ہے وہ اور ہے۔ وہ نبوت حقیقی دو

فتنم کی سمجھتے ہیں ایک بالا صالت دوم بالا صالت حالانکہ :

جس قدر نبی گزرے ہیں ان سب کو خدا نے براہ راست جہن لیا تھا۔ (حقیقت الوجی ص ۲۸)

حضرت مرا مظہر جان جاناں نے جن کمالات کی طرف اشارہ کیا ہے وہ نبوت کے علاوہ ہیں۔

۱۔ ختم نبوت کے بعد اسلام میں اور کوئی نبی نہیں آسکتا۔ (راز حقیقت ص ۱۶)

۲۔ بعد آنحضرت ﷺ کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث ہوں گے۔

(شهادۃ القرآن ص ۲۸)

سب سے آخر مرزا ای مولوی صاحب نے مثنوی کے دو حوالے لکھے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد

اس امت میں نبی آسکتا ہے۔ اس کا جواب وہی ہے جو ہم سابقًا بحوالہ تحریرات صوفیاء کرام دے آئے ہیں کہ ان

کے ہاں ولایت کا نام نبوت ہے خود مثنوی کے متعلق مرزا غلام احمد صاحب قادر یانی کا یہ قول ہے:

خدا کا وجود خدا کے انسانوں کے ساتھ پہچانا جاتا ہے اسی لئے اولیاء اللہ بیحیج جاتے ہیں۔ مثنوی

میں لکھا ہے: آن نبی وقت باشد اے مرید

محی الدین ابن عربی حضرت مجدد (سرہندی) نے بھی یہی عقیدہ لکھا ہے۔

(قول مرزا مورخ ۲۵۵ میں ۱۹۰۸ء مندرجہ اخبار پر واقعیت نبوت ص ۲۲۳)

صاف واضح ہے کہ مثنوی و دیگر صوفیا کی تحریرات میں جس نبوت کا تذکرہ ہے وہ ولایت ہے خلاصہ کلام یہ کہ تمام

بزرگان دین نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم مانتے آئے ہیں لہذا ان کے متعلق یہ کہنے والا کہ وہ آنحضرت ﷺ

کے بعد کسی نئے نبی کے پیدا ہونے کے قائل تھے مفتری اور کذاب ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۲ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۸۹ ص ۵-۱۰)

## مارقتہ السیف۔ ا

حضرت مولانا ابوالقاسم سیف بخاریؒ لکھتے ہیں:

### العاقب:

حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے متعدد ناموں میں سے ایک نام میراعاقب ہے۔ پھر اس معنی بھی ساتھ ہی حدیث میں مرقوم ہیں:

الذی لیس بعدی نبی (صحیح مسلم) (یعنی عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے)۔  
اس پر قادیانی مناظریہ اعتراض کرتے ہیں کہ معنی مذکور زہری نے کئے ہیں جیسا کہ خود صحیح مسلم میں ہے

قال عمر قلت للز هری و اما العاقب؟ قال الذی لیس بعده نبی۔ ج ۲ ص ۲۶۱

اگر آنحضرت ﷺ نے معنی بتائے ہوتے تو عبارت یوں ہوتی

الذی لیس بعدی نبی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ خود آنحضرت ﷺ نے عاقب کے معنی انہیں الفاظ میں ارشاد فرمادیے ہیں  
جن الفاظ میں احمد یوں کا مطالبہ ہے چنانچہ چوچی صدی کے مشہور محدث حافظ ابن عبد البرؓ نے روایت مذکور  
یوں نقل فرمائی ہے

قال ... و انا الخاتم ختم الله بی النبوة و انا العاقب فلیس بعدی نبی

(کتاب الاستیعاب بر حاشیہ اصابة مطبوعہ مصر۔ ج ۱ ص ۳۷) (آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں خاتم  
ہوں اللہ نے نبوت میرے ساتھ خاتم فرمادی ہے اور میں عاقب ہوں۔ پس میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے)۔

اسی طرح چوچی صدی کے مشہور محدث قاضی عیاضؓ نے بھی نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

و فی الصحيح انا العاقب الذی لیس بعدی نبی (کتاب الشفامطبوعہ اتنبول ج ۱ ص ۱۹۱)  
(یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے)۔

ایسا ہی تفسیر خازن (سورہ صف) میں ہے

و انا العاقب الذى ليس بعدى نبى (ج ۷ ص ۱۷ طبع مصر ۱۳۲۹ھ)

ان تینوں کتابوں میں لفظ بعدی موجود ہے جس سے ثابت ہے کہ یہ تفسیر نبوی ہے۔

اس پر مرزا آئی بول اٹھتے ہیں کہ صحاح ستہ جو حدیث کی معتبر کتابیں ہیں ان میں تو یوں نہیں آیا ہے، لہذا جست نہیں۔ اس کے جواب میں واضح ہو کہ صحاح ستہ میں سے جامع ترمذی میں بھی یوں ہی موجود ہے چنانچہ ترمذی ابواب الاستیدان والادب، باب ما جاء فی اسماء النبی میں حدیث صحیح مرقوم ہے

و انا العاقب الذى ليس بعدي نبى . (ترمذی طبع مصر ج ۲ ص ۱۳۷ طبع ۱۲۹۲ھ - ۵۱۲۹۲)

طبع محبائی دہلی ص ۷۰ ارج ۲۸۱۳۲۵ھ و مطبوع مجیدی پر لیں کان پور ص ۱۱۲ ج ۲)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ فا لحمد لله علی ذلك

اعلام: ترمذی مطبوعہ ہند کے بعض شخصوں (مطبوع احمدی وغیرہ) میں اس مقام پر بعدہ، غلط طبع ہو گیا

- ناظرین سے التماس ہے کہ ترمذی کے اس مقام کو درست کر لیں اور بجائے بعد کے بعدی بنالیں، اس لئے کہ ترمذی کا قدیم نسخہ جو مصر میں ۱۴۹۱ھ میں طبع ہوا تھا اس میں بعدی ہے۔ اسی طرح محبائی اور مجیدی پر یوں کے چھاپوں میں بھی بعدی ہے اور محمد شین شارحین حدیث نے بھی ترمذی کے حوالہ سے بعدی تی نقل کیا ہے حافظ ابن حجر فتح الباری شرح بخاری میں لکھتے ہیں:

لكن وقع في رواية سفيان بن عيينة عند الترمذى وغيره بلفظ الذى ليس

بعدى نبى (مطبوع انصاری . پ ۱۲ ص ۳۱۲)

اسی طرح زرقانی نے شرح موطا میں بھی بحوالہ ترمذی بعدی نقل کیا ہے (ص ۲۲۷ ج ۳ مطبوع مصر)

(ابن حدیث امرتسر ۲-۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۸ھ رب ج ۵ مطابق ۱۹۳۲ء جلد ۳۲ نمبر ۳۸۶-۳۸۹)

## براہین احمد یہ کیوں ناقص رہی؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

ناظرین جانتے ہوں گے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادری کی مایہ ناز تصنیف براہین احمد یہ ہے جس

کی بابت مرزا صاحب قادر یانی نے اعلان کیا تھا کہ تین سو زبردست دلائل اس کتاب میں ایسے لکھے جائیں گے جن سے صداقت قرآن اور صداقت نبوت محمد یہ ﷺ واضح طور پر ثابت ہوگی۔

اس کے سوا بھی (پورن فروشوں کی طرح) بہت کچھ اس کتاب کی تعریف میں لفاظی کی تھی۔ مگر خدا کی شان تین سو دلائل میں سے صرف پہلی دلیل کے متعلق چند آیات لکھ کر پوچھی جلد ختم کر دی۔ تو پھر اپنی میسیحت میں ایسے مشغول ہوئے جیسے بقول ہنود کرشم جی گوپیوں میں مشغول رہتے تھے۔ اس پر ان مخالفوں نے عموماً اور جن لوگوں نے براہین کی مطلوبہ قیمت پیشگی دی ہوئی تھی خصوصاً اعتراضات کی بھرمار کی کہ براہین احمد یہ کیوں پوری نہیں کی جاتی؟

اس پر بھی مرزا صاحب قادر یانی کو اس طرف توجہ ہوئی یا با عقائد ہمارے بحکم قرآن مجید (ولکن کرہ اللہ انبعاث ہم فثبتھم۔ (التو به : ٤٦) ) (خدا کو ان لوگوں کی تیاری ناپسند ہے اس لئے ان کو پچکار دیا) مرزا صاحب کو توفیق تکمیل نہ ملی۔ اس مضمون کو ہم نے بالتفصیل رسالہ علیم کلام مرزا میں لکھا ہے۔ اس اعتراض کے جواب میں ایک مضمون جدید افضل قادر یانی میں لکھا ہے جو بہت لطیف اور خوش کن ہے۔

حق تو یہ ہے کہ ہمیں اس کے پڑھنے سے بہت لطف حاصل ہوا کیونکہ ہمیں یقین ہوا کہ ہمارا قلم واقعی لو ہے کافیم ہے اور ہمارا نجھ واقعی نجھ شیر ہے جس سے شکار کا نکل جانا محال ہے۔ ہم اس لطف میں اپنے ناظرین کو شریک کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے افضل کام مضمون سارا نقل کرتے ہیں۔ پس حضرات ناظرین تھوڑی دریتوجہ سے پڑھیں اور لطف پائیں۔ وہ یہ ہے:

حضرت مسیح موعود (مرزا) کا شروع میں یہی ارادہ تھا کہ تھانیت اسلام کے متعلق ایک ایسی کتاب لکھی جائے جس میں تین سو دلائل فضیلت اسلام کے بیان ہوں اور اسی غرض کے لئے آپ نے تصنیف شروع فرمائی۔ مگر دوران تحریر میں جب خدا تعالیٰ نے آپ کو اصلاح خلق کے لئے مقرر کیا اور آپ کی توجہ کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا تو اس ارادہ کی تکمیل ظاہری صورت میں نہ ہو سکی جیسا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادر یانی) نے لکھا ہے کہ:

اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہیں کہ کتاب تین سو جزو تک ضرور پہنچ بلکہ جس طور سے خدا

تعالیٰ مناسب سمجھے گا کم یا زیادہ بغیر لحاظ پہلی شرائط کے اس کو انجام دے گا۔ (تبیغ رسالت ج اص ۹۲)

ہمارا دعویٰ ہے کہ فضیلت اسلام ثابت کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے جن پاکیزہ ارادوں کے ماتحت براہین احمد یہ لکھنی شروع فرمائی تھی، انہیں خدا تعالیٰ نے پورا کر دیا۔ اور وہ اس طرح کہ آپ کے قلم سے اسی (۸۰) کے قریب ایسی بنی نظیر کتب لکھوا کئیں جن میں وہ تمام دلائل بالتفصیل مرقوم ہیں جن سے اسلام دیگر ادیان پر غالب ثابت ہوتا ہے اگر کوئی شخص اس مقصد کے پیش نظر حضرت مسیح موعود (مرزا) کی کتب کا مطالعہ کرے تو اسے اسلام کی سچائی کا ثبوت ان میں سورج سے بھی زیادہ درخشان نظر آئے گا۔

علاوه ازیں حضرت مسیح موعود (مرزا) براہین احمد یہ کے بعد جس شان میں دنیا کے سامنے جلوہ گر ہوئے یعنی نبوت و رسالت اور مسیحیت و مہدویت کا خلعت پہن کر وہ بذات خود حقانیت اسلام کا ایک اتنا بڑا ثبوت ہے کہ اگر تین سو سے زیادہ دلائل حقانیت اسلام کے براہین احمد یہ میں رقم کئے جاتے تو ان سے اسلام کو اتنا فائدہ ہرگز نہ پہنچ سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ خواہ کس قدر اسلام کی حقانیت کے علمی دلائل پیش فرماتے قرآن مجید سے بڑھ کر نہ ہو سکتے مگر مسلمان جب قرآن مجید کے ہوتے ہوئے اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب ثابت نہ کر سکتے تھے تو ان تین سو دلائل سے کیوں کر فائدہ اٹھاتے۔ اگر اسلام غالب ثابت تو بھی علمی رنگ میں۔ مگر خدا تعالیٰ نے آپ کو ماموریت کی شان عطا فرمائی کہ اسلام کی حقانیت کا ایک زندہ ثبوت دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ پس قلع نظر ان عظیم الشان تحریرات کے جو بعد میں خدا تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے شائع کرائیں اور قطع نظر ان سینکڑوں اشتہارات اور تقریروں کے جو آپ نے صداقت اسلام پر کیں براہین احمد یہ کی تیگیل سے جس قدر حقانیت اسلام ظاہر ہوئی تھی اس سے بہت زیادہ آپ کے وجود کے ذریعہ اسلام کی حقانیت ظاہر ہوئی اور یہی خدا تعالیٰ چاہتا تھا کہ دنیا پر اپنے زندہ اور تازہ آسمانی نشانات سے حقانیت اسلام ظاہر کرے

غرض حقانیت اسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کا جو منشاء تھا وہ پورا ہوا۔ اور اسلام کے متعلق حضرت مسیح

موعود (مرزا قادیانی) کے ہاتھوں لیظہرہ علی الدین کلہ کائنات ظاہر ہو گیا یہ حقانیت اسلام کو اس قدر نمایاں کر دینے والا نشان ہے کہ اسکے ماتحت ہر وہ مجرہ جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کے ذریعہ ظاہر ہوا اسلام کی صداقت کا ثبوت ہے اور اگر اس رنگ میں غور کیا جائے تو صداقت اسلام کے ہزاروں دلائل حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے دنیا کے سامنے پیش فرمائے۔

براہین احمدیہ کی عدم تکمیل کے متعلق یہ بتانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ گوئیا فین سلسلہ کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ براہین ناکمل رہی اور آپ نے اپنے وعدوں کا پاس نہ کیا لیکن در اصل اس میں حضرت مسیح موعود (مرزا) کی صداقت کا عظیم الشان نشان مخفی ہے اور وہ اس طرح کہ ۱۸۶۵ء یا ۱۸۶۲ء میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک روایادی مکھا جس کا براہین احمدیہ میں آپ نے باس الفاظ ذکر کیا ہے:

اس احرف نے ۱۸۶۲ء یا ۱۸۶۵ء میں یعنی اسی زمانہ کے قریب جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا جناب خاتم الانبیاء ﷺ کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کو کہ خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی آنحضرت ﷺ نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے جس کی تعبیر اس اشتہاری کتاب کے تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے وہ ہزار روپے کا اشتہار دے گیا ہے۔ غرض آنحضرت ﷺ نے وہ کتاب مجھ سے لے لی اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت ہی خوش رنگ اور خوبصورت میوه بن گئی کہ جو امر و دسم مشابہ تھا مگر بعد رتر بوز تھا۔ آنحضرت ﷺ نے جب اس میوه کو تقسیم کرنے کے لئے قاش کرشنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد کلا کہ آنجناب کا ہاتھ مرفت مبارک تک بھر گیا۔ تب ایک مردہ کہ جو دروازے سے باہر پڑا تھا آنحضرت ﷺ کے مجرے سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آکھڑا ہوا اور یہ عاجز آنحضرت ﷺ

کے سامنے گھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور آنحضرت ﷺ بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرم رہے تھے پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت ﷺ نے مجھ کو اس غرض سے دی کہ تا میں اس شخص کو دوں کے جو نئے سرے زندہ ہو اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دیدی اور اس نے وہیں کھالی۔ پھر جب وہ نیاز زندہ اپنی قاش کھا چکا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اوپر ہو گئی اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹی ہیں ایسا ہی آنحضرت ﷺ کی پیشانی مبارک متواتر چکنے لگی کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی تب اسی نور کے مشاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی و الحمد لله یہ خواب درج کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود (مرزا) تحریر فرماتے ہیں:

یہ خواب ہے کہ تقریباً دوسو آدمی کو انہی دنوں میں سنائی گئی تھی جن میں پچاس یا کم و بیش ہندو بھی ہیں کہ جو اکثر ان میں سے ابھی تک صحیح وسلامت ہیں اور وہ تمام لوگ خوب جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں برائین احمد یہ کی تالیف کا ابھی نام ونشان نہ تھا اور نہ یہ مرکوز خاطر تھا کہ کوئی دینی کتاب بنا کر اس کے استحکام اور سچائی ظاہر کرنے کے لئے دس ہزار روپے کا اشتہار دیا جائے گا لیکن ظاہر ہے کہ اب وہ باتیں جن پر خواب دلالت کرتی ہے کسی قدر پوری ہو گئی ہیں اور جس قطبیت کے اسم سے اس وقت کی خواب میں کتاب کو موسوم کیا گیا تھا اسی قطبیت میں کتاب کو موسوم کیا گیا تھا اسی قطبیت کو اب مخالفوں کے مقابلے میں بوجده انعام کیش پیش کر کے جب اسلام ان پر پوری کی گئی ہے اور جس قدر اجزاء اس خواب کے ابھی تک ظہور میں نہیں آئے ان کے ظہور کا منتظر ہنا چاہیے کہ آسمانی باتیں کبھی ٹلانہیں کرتیں۔ (برائین احمد یہ حصہ سوم ص ۲۵۰ تا ۲۵۸ حاشیہ)

اس خواب سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حقانیت اسلام پر زبردست دلائل کا مجموعہ وہ میوہ ہے جو رسول کریم ﷺ کی متابعت کے طفیل حضرت مسیح موعود (مرزا) کو ملا۔ اس میوہ سے شہد توبہ تکلا مگر مسلمان کہلانے والوں کے حصہ میں صرف ایک قاش آئی کیونکہ وہ شخص جو مردہ تھا اور پھر زندہ ہوا

اسلام کا تمثیل تھا اسی لئے آخر میں حضور نے فرمایا۔ یہ دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی۔ اس روایا کے مطابق حضرت مسیح موعود (مرزا) کو حقائق و معارف کا بہت سا شہد خدا تعالیٰ نے دیا مگر مسلمانوں کو صرف ایک قاش براہین احمد یہ کی شکل میں ملی چنانچہ براہین احمد یہ میں ایک ہی دلیل صفحہ ۵۱۲ سے شروع ہوتی ہے۔ اس کے بعد حکمت الہی سے یہ کتاب بند ہو گئی اور سلسہ صداقت اسلام ایک دوسرے نہیں پر منتقل ہو گیا اور یہ جو کچھ ہوا خدا تعالیٰ کی اس بتائی ہوئی خبر کے مطابق ہوا کہ اسلام والوں کو صرف ایک قاش ملے گی اور باقی تمام قاشیں حضرت مسیح موعود (مرزا) کے پاس رہیں گی اور آپ جس طرح چاہیں گے اسے تقسیم کریں گے۔ یعنی حقانیت اسلام کے باقی دلائل اور نگوں میں ظاہر ہوں گے پس براہین کی عدم تکمیل بھی حضرت مسیح موعود (مرزا) کی ایک روایا صداقت کا ذریعہ ثبوت ہے نہ آپ پر بزعم مخالفین اعتراض کرنے والا (الفضل ۱۹۳۵ء ص ۵)

اس ساری طول طویل تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ براہین کی چار جلدیوں کے بعد جو خدمات مرزا غلام احمد صاحب قادریانی نے اپنی مسیحیت کی معرفت صداقت اسلام کے متعلق کیں وہی براہین احمد یہ ہیں اس لئے براہین احمد یہ ناقص نہیں بلکہ مکمل ہو گئی۔

نظریں کو یاد ہو گا ہم بہت دفعہ کہہ چکے ہیں کہ ہم مرزا غلام احمد صاحب کے اس بارے میں مشکور ہیں کہ انہوں نے ہم کو اپنی امت کی کنج روی کا جواب دینے سے سبک دوش کیا ہوا ہے۔ یعنی جو ان ہی یہ لوگ غلط بات کہیں ہم فوراً مرزا صاحب قادریانی کے قول سے اس کی تردید کر سکتے ہیں چنانچہ آج بھی اسی اصول سے کام لیتے ہیں۔

براہین احمد یہ کی پوچھی جلد کے اخیر میں ان تین سو دلائل حقہ میں سے ایک دلیل کو بیان کرنا شروع کیا ہے جس کے متعلق چند آیات لکھی ہیں پھر ۲۳ برس کی بندش کے بعد آپ نے پانچویں جلد شروع کی تو اسکے دیباچہ میں حسب ذیل نوٹ لکھا ہے:

اما بعد واضح ہو کہ یہ براہین احمد یہ کا پانچواں حصہ ہے کہ جو اس دیباچہ کے بعد لکھا جائے گا خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت سے ایسا اتفاق ہوا کہ چار حصے اس کتاب کے چھپ کر پھر تنہیناً ۲۳

برس تک اس کتاب کا چھپنا ملتوی رہا اور عجیب تر یہ کہ اسی (۸۰) کے قریب اس مدت میں میں نے کتابیں تالیف کیں جن سے بعض بڑے بڑے جنم کی تھیں لیکن اس کتاب کی تکمیل کے لئے توجہ پیدا نہ ہوئی اور کئی مرتبہ دل میں یہ درد بھی ہوا کہ براہین احمدیہ کے ملتوی رہنے پر ایک زمانہ دراز گذر گیا مگر باوجود کوشش بلیغ اور باوجود اس کے کہ خریداروں کی طرف سے بھی کتاب کے مطالیبہ کیلئے سخت الحاج ہوا اور مدت مددی اور اس قدر زمانہ التواء میں مخالفوں کی طرف سے بھی وہ اعتراض مجھ پر ہوئے کہ جو بدظنی اور بدزبانی کے گند سے حد سے زیادہ آسود تھے اور بعجا امتداد مدت درحقیقت وہ دلوں میں پیدا ہو سکتے تھے مگر پھر بھی قضاقد کے مصالح نے مجھے یہ تو فیق نہ دی کہ میں اس کتاب کو پورا کر سکتا

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱)

اس کلام بانظام سے صاف واضح ہوتا ہے کہ ۲۳ سالہ مدت کی اسی (۸۰) کتابوں کو مرزا صاحب براہین کی تکمیل نہیں جانتے تھے تھی تو اس کی تکمیل کے لئے کتاب کا پانچواں حصہ لکھنا شروع کیا اس (قول مرزا) سے افضل کی صاف تردید ہوتی ہے جو اسی (۸۰) کتابوں کے ذریعہ خدمات مرزا کو تکمیل براہین کہتا ہے۔ احمدی دوستو! ہم نے تمہیں بارہا مشورہ دیا ہے اور اب بھی حق ہمسایگی ادا کرتے ہیں کہ اس قسم کے دقيق مضامین کی بابت ہم سے مشورہ لے لیا کرو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارے مضامین کی اصلاح کر دیا کریں گے اور کسی کو کانوں کا ان خبر بھی نہ کریں گے کیونکہ تم لوگ مرزا غلام احمد صاحب قادریانی کے راز ہائے دروں سے اتنے واقف نہیں جتنے ہم ہیں کیونکہ:

رند بھی ہوں میں پارسا بھی ہوں  
میری نگاہ میں ہیں زند و پارسا ایک ایک

ہاں ایک شکایت باقی ہے غالباً امت مرزا بھی اس شکایت میں دل سے ہمارے ساتھ ہم آواز ہو گی کہ پانچویں جلد شروع تو کر دی لیکن یہ خیال بھی نہ کیا کہ اس میں مجھے کیا لکھنا چاہیے اور شروع کیسے کرنا چاہیے حق تو یہ تھا کہ براہین احمدیہ کی چوتھی جلد میں جو ذکر شروع ہو کر ادھورا رہا، اسے مکمل کرتے۔ مگر افسوس ایسا نہیں کیا بلکہ پانچویں جلد میں ایک جدید مضمون شروع کر دیا گویا کہ اس پانچویں کو چوتھی جلد

سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

ہاں ایک باریک لطیفہ جس کو قادیانی معارف میں سے ایک نکتہ یا نقطہ کہنا چاہیے یہ بتایا کہ  
براہین احمدیہ کے پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ  
پچاس اور پانچ کے عد د میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے پانچوں حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا  
(دیباچہ براہین احمدیہ جلد ۵)

کیا اچھا نکتہ معرفت ہے جو آج تک کسی سابق مصنف کو نہ سو جھا ہو۔ شافعیہ اہل حدیث تو اس کی دل  
سے قدر کرے گا البتہ احرار پارٹی سے خطرہ ہے کہ وہ اپنے حلقة اثر میں یہ تعلیم نہ پھیلا دیں کہ مرزا یوسف سے  
پچاس روپے قرض لے کر پانچ دے دیا کرو۔ باقی ۲۵ کھا جایا کرو اور ایسا کرنے کے جواز میں یہ قول مرزا الطور  
دلیل پیش کر دیا کرو۔ اور اگر ہم سے اس فتویٰ پر مستخط کرانا چاہیں گے تو ہم نہیں کریں گے۔ اور اس کی وجہ یہ  
بتابیں گے کہ:

سر مستان منطق الطیر ست جامی لب به بند  
جز سلیمانے نباید فهم ایں گفتار را  
(فتروزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۳۵ء۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء مطابق ۵ ربیعہ ۱۳۵۲ھ جلد ۳۲ نمبر ۲۸۔ ص ۱۱-۱۳)

## عبدالحق ہے با عبدالمالک

جناب مشیٰ محمد عبد اللہ صاحب<sup>ح</sup> معمار امرتسری لکھتے ہیں:

نظرین اہل حدیث کو یاد ہو گا کہ خاکسار رقم الحروف نے اہل حدیث ۱۹۳۵ء میں ایک  
نوٹ لکھا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ عبد الحق لاہوری مرزا ائی نے پیغام صلح ۲۷۔ اگست میں حضرت مولانا فاتح  
قادیانی ( ثناء اللہ امرتسری) کے متعلق یہ صریح افتراء باندھا ہے کہ:

مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک مقدمہ میں متقیٰ کے معنی فاسق فاجر بتائے ایک عرصہ کے بعد انہوں  
نے اس سے انکار کر دیا۔ جب بیان کی مصدقہ نقل شائع کی تو کہنے لگے ایسے لوگ ایک معنی سے متقیٰ

ہوتے ہیں۔

اس مرزاںی غلط بیانی کو نقل کر کے میں نے لکھا تھا کہ یہ دونوں فقرے جھوٹ ہیں اس کو افتراء ثابت کرنے کے لئے لا ہور آنے کو تیار ہوں بلکہ اس امر کے تصفیہ کے ڈاکٹر بشارت احمد اور مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لا ہور کو بھی منصف مانے کو تیار ہوں۔ اس کے جواب میں آج تک ادھر سے ہاں یانہ نہیں ہوئی۔

اس لئے بطور یادہ بانی مولوی عبدالحق مرزاںی کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ باطل کو چھوڑ کر عبدالباطل سے عبد

الحق بن جائے ورنہ یہ تو ہم مدت سے جان پکے ہیں کہ مرزاںی نہب سراپا دروغ ہے

رسول قادر یافتگی رسالت۔ جہالت ہے بطلات ہے خلافات

نوٹ: یہ مضمون کتابت ہو چکا تھا کہ پیغام صلح مورخ ۳، اکتوبر ۱۹۳۵ء دیکھنے میں آیا جسے دیکھ کر یقین ہو گیا عبدالباطل اپنے نبی کی طرح باطل کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اگر وہ واقعی عبدالحق ہے تو میرے مطالبے کے موافق اپنے دعوے کا ثبوت پیش کرے۔ مسلمہ منصف سے فیصلہ کرائے۔ ورنہ وہ یاد رکھے کہ میں معمار ہوں، ٹیڈھی ایسٹ کو تراش خراش کر سیدھا کرنا میراذالی ہنر ہے۔

پیغام صلح لا ہور۔ ۳۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء کا جواب پھر دونگا۔ (معمار)

(ہفت روزہ اہل حدیث امترسرا۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۲ ارجمند ۱۳۵۲ھ جلد ۳۲ نمبر ۵۰ ص ۵)

## قادیانی مدعا کو مسح موعود کہنا کم عقلی ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

علم اصول کا مسئلہ ہے کہ اگر حقیقت ممکن ہو سکے تو مجاز مراد نہیں ہو سکتا۔ مجاز کا موقع ہے استعمال الحقیقت اور قرینہ۔ یہ ایک اصولی مسئلہ ہے جس کی تائید حکیم نور الدین خلیفہ اول قادیانی بھی کر چکے ہیں جہاں لکھتے ہیں: ظاہر معانی کے علاوہ معانی لینے کے واسطے اسباب قویہ اور موجبات حقہ کا ہونا ضروری ہے۔

(خط بحق باز الادب)

اس بنا پر کسی معارض نے اعتراض کیا کہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ مسح موعود کی بعض علامات مجھ

میں نہیں پائی جاتیں پھر وہ مسح موعود کیوں کر ہوئے؟  
اس کا جواب افضل قادیان میں دیا ہے، جو قابل دید و شنید ہے۔

نوٹ: ہم بارہ الکھ چکے ہیں کہ ہمارے قادیانی دوست ہر مضمون متعلقہ مشن قادیان لکھتے وقت یہ یقین ضرور کر لیا کریں کہ اہل حدیث کی نظر سے بھی گذرے گا، مبادا اس پر مواخذہ ہو جائے۔ مگر قادیانی اہل قلم ہمارے اس اعلان کو مخالفانہ رائے جان کر ٹال دیتے ہیں جس کا خمیازہ انہیں بھگتا پڑتا ہے۔ چنانچہ آج بھی بھگتیں۔

**تشریح:** مسح موعود کے معنی ہیں وہ مسح جس کے آنے کی خبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے دی ہوئی ہے مثل مسح موعود کے معنی ہیں عادات و اخلاق میں مسح موعود جیسا۔ ان دو مفہوموں میں بڑا فرق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے ابو بکر تو حضرت ابراہیم جیسا ہے، عمر تو حضرت نوح جیسا ہے۔ مرزاصاحب نے ایک جگہ لکھا ہے کہ انبیاء کرام کے مثل ہمیشہ ہوتے رہے ہیں اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ مثل ابراہیم خود ابراہیم نہیں مثل نوح خود نوح نہیں۔ علی ہذا القیاس۔ مثل مسح موعود خود مسح موعود نہیں۔ یہ تہیید بالکل صاف ہے اسے یاد رکھئے اور آگے چلنے۔ افضل لکھتا ہے:

کوئی نہ سے ایک غیر احمدی دوست نے حضرت مسح موعود (مرزا غلام احمد) کی کتاب ازالہ اوہام کی بعض عبارات پیش کر کے لکھا ہے کہ جب رسول کریم ﷺ کی فرمودہ بعض علمات کا آپ اپنے اوپر پورا نہ ہونے کا اقبال کرتے اور ان علمات کے مصدق مسح موعود کا کسی آئندہ زمانہ میں آنا تسلیم کرتے ہیں تو کوئی شخص آپ کی صداقت کا کس طرح قائل ہو سکتا ہے مثلاً آپ تحریر فرماتے ہیں ا۔ میرا یہ دعوی نہیں کہ دمشق میں کوئی مثل مسح پیدا ہوگا۔ ممکن ہے کسی آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں بھی کوئی مثل مسح پیدا ہو جائے؛

۲۔ بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسح آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔  
ان حوالجات سے جو استنباط کیا گیا ہے وہ سراسر غلط ہے کیونکہ ان سے اگر کوئی ثابت ہو سکتی ہے تو یہ

کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کے نزدیک آپ کے بعد بھی مثل مسیح آ سکتے ہیں۔ مگر اس سے یہ کس طرح لازم آ گیا کہ آپ خود مسیح موعود نہیں یا نعوذ باللہ آپ کو اپنے دعویٰ میں شبہ ہے۔  
(الفضل قادیانی ۲۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء ص ۳)

ہم تو قادیانی پر لیں پر اعتماد نہیں رکھتے ہمارا یقین تو بڑے حضرت (مرزا متوفی) پر ہے وہ اس بارے میں جو کچھ فرمائے دیکھنے سننے کے قابل ہے۔ موصوف صاف فرمائے ہیں کہ میں مسیح موعود نہیں ہاں مثل مسیح ہوں۔ بلکہ جو شخص ان کو مسیح موعود جانے اور کہے وہ ان کے نزدیک کم عقل ہے۔ جس ارشاد مرزا صاحب قادیانی سینے:  
اس عاجز (مرزا قادیانی) نے جو مثل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھئے ہیں۔ (از الادبام طبع اول ص ۱۹۰)

احمدی دوستو! ڈسٹرکٹ نجگور دا سپور نے بمقد مہ مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری مرزا صاحب اور تمہارے خلیفہ کے حق میں جو برے الفاظ لکھے ہیں وہ چونکہ جماعتی صورت میں ہتھ ہیں اسلئے تمہارے خلیفہ نے ہائی کورٹ پنجاب میں درخواست دی ہے کہ ان الفاظ کو فیصلہ سے نکال دیا جائے۔ ہم بھی اس غیرت کو معقول جانتے ہیں مگر اس کا کیا علاج کہ بزرگ مرزا صاحب ان کو مسیح موعود مانے والے کم عقل (بے توق) ہیں اس فیصلے سے تم کیوں نہیں گھبرا تے اور مرزا صاحب کو مسیح موعود کہے جاتے ہو۔ دیکھو اسی مضمون میں اڈیٹر الفضل نے کتنی دفعہ مسیح موعود لکھا ہے۔ پس میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ بحیثیت احمدی ہونے کے مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیم کی پابندی میں میں ان کو مسیح موعود نہ کہو اور نہ لکھو ورنہ ہمیں اجازت دو کہ ہم مسیح موعود کہنے والوں کو کم عقل کہا کریں خواہ اس کا قائل تمہارا خلیفہ ہو یا امیر۔

اخبار الفضل قادیانی آگے لکھتا ہے:

پھر (مرزا قادیانی) ازالہ اوہام میں ہی اس قسم کے مثیلوں کا دنیا میں آنا خدا تعالیٰ کا ایک عام قانون بتاتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آئے کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیش گوئی میں میرے پر ظاہر کر

رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کوئی باقتوں میں مسح سے مشابہت ہوگی  
(ص ۵۵ طبع اول)

پس پیش کردہ حوالہ جات میں خدا تعالیٰ کے اسی عام قانون کا حضرت مسح موعود نے ذکر فرمایا ہے،  
مثیل مسح ہزاروں ہوں گے، موعود مسح صرف ایک ہی ہے یعنی حضرت مرا غلام احمد قادریانی۔  
(الفصل ۲۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء ص ۳)

ہمارا حوصلہ دیکھئے کہ جو مضمون آپ نے نقل کیا ہے ہم اس پر آج بحث نہیں کرتے بلکہ بے بحث ہی اسے چھوڑ  
دیتے ہیں ہاں اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ مرزا صاحب مسح موعود نہ تھے نہ ان کا دعویٰ تھا بلکہ ان کو مسح موعود مانا  
غلطی اور فتنہ پردازی ہے وہ تو فرماتے ہیں کہ میں ایسا مثیل مسح ہوں کہ میرے جیسے دس ہزار بھی آئندہ آسکتے  
ہیں آج ہم اس امر پر بھی بحث نہیں کرتے کہ مرزا صاحب مثیل موعود تھے یا نہ بلکہ ہم اس شاعر کی طرح  
خاموش رہتے ہیں جو کسی حضرت واعظ کے حق میں خاموش تھا اس خاموشی کا اس نے اس طرح انہیار کیا تھا  
واعظِ شہر کہ مردم ملکش مے خوانند  
قول ما نیز ہمیں است کہ او مردم نیست

پس سنو! مرزا صاحب کو جو کم فہم لوگ مسح موعود کہتے ہیں ہم تو ہر طرح اس عقیدہ کو غیر صحیح جانتے ہیں۔ (باقي)  
(ہشت روزہ اہل حدیث امرتر ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۲ ارجی ۱۳۵۲ھ جلد ۳۲ نمبر ۵ ص ۶۷)

## انعامی رقم جمع کراوے

جناب منشی محمد عبداللہ صاحبؒ معمار امرتری لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادریانی اور اس کی امت کچھ اس طرح کی غلط رو واقع ہوئی کہ پناہ بخدا۔ اس  
جماعت کی کوئی تحریر، کوئی تقریر، کوئی حرکت و سکون بھی راستی پر مبنی نہیں۔  
ان لوگوں کی عادت ہے کہ جس قدر ان کا کوئی مضمون دلائل سے خالی، عقل و انصاف سے دور، ہو  
اسی قدر زور شور، لفاظی و لستائی کے ساتھ انعامی تحدیوں سے پر زور بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ گمراہی سے انداز

میں کہ موعود انعام کسی بھی حالت میں ادا نہ کرنا پڑے۔ مثلاً ان کے پیشووا مرزا صاحب قادریانی نے مسٹر عبد اللہ آنھم مسیحی کے متعلق پیش گوئی کی تھی کہ اگر وہ عیسائیت پر مستقیم رہے گا تو ۱۵ ماہ کے اندر موت کے ذریعہ ہاویہ میں ڈالا جاوے گا۔ (جگ مقدس وغیرہ)

جب مسٹر آنھم موعودہ میعاد میں فوت تو نہ ہوا تو کہہ دیا کہ دل میں ڈر گیا ہے اس لئے فیگر ہا۔ اگر یہ بات غلط ہو تو ہم دو، تین، چار ہزار تک انعام دینے کو تیار ہیں۔ اس انعامی وعدہ کے ساتھ ہی یہ پراز فریب شرط لگا دی کہ انعام تب ملے گا جب کہ آنھم ہمارے دعویٰ کے خلاف قسم اٹھا لے گا۔ مطلب مرزا جی کا اس شرط سے یہ تھا کہ انھیں میں قسم کھانے سے منع ہے لہذا آنھم قسم نہیں کھایا گا نہ انعام دینے پڑیگا۔ نہ نہ من تیل ہو گا نہ رادھانا پیچے گی یہ تو ہوئی بڑے حضرت کے انعاموں کی حقیقت۔ اب سنو چھوٹے بھیوں کی کارستانیاں۔ ہم نے اپنی تصنیف محمد یہ پاکٹ بک کے حاشیہ صفحہ ۵۸ پر مرزا جی کی ایک غلط پیش گوئی کا ذکر کیا تھا جو بالکل حق اور واقعات صحیح پر مبنی تھا۔ مرزا یوں نے گرفت کو مضبوط، جواب کا یارانہ پا کر یہ غلط آمیز چال اختیار کی کہ ہمیں یہ چیزنجی دیا کہ: آپ (معمار) نے پاکٹ بک کے صفحہ ۵۸ (حاشیہ) پر لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے پیش گوئی کی تھی کہ (ڈاکٹر) عبدالحکیم میرے رو برو تباہ ہو گا۔ اگر آپ مذکورہ الفاظ حضرت (مرزا) کی کسی تحریر سے دکھادیں تو ہمیں روپنہ انعام

(اخبار فاروق قادریانی جولائی ۱۹۳۵ء)

جواب: ہم نے اپنی پاکٹ بک میں ان الفاظ کا دعویٰ نہیں کیا اگر آپ ہمارا یہ دعویٰ دکھادیں تو ۲۵ روپنہ انعام۔ ہم نے مرزا صاحب کی پیش گوئی متعلقہ ڈاکٹر عبدالحکیم پیٹیا لوی کے غلط ہونے کا اظہار کیا ہے۔ پس آپ ان دھوکہ بازیوں کو چھوڑ کر شریف آدمیوں کی طرح ہم سے ثبوت طلب کریں۔ سنو! ہم نہ ایک بار بلکہ ہزار بار علی الاعلان کہتے ہیں کہ قادریانی مرزا جی نے ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پیٹیا لوی کے متعلق مذکورہ پیش گوئی کی تھی جو سراسر غلط نکلی۔ اگر تم میں صداقت کی خواہش ہے تو کسی ثالث کے پاس انعامی رقم جمع کراؤ اور اس کے رو برو تم سے اس کا ثبوت لے لو۔ ناظرین کرام! غور فرمائیے کہ مرزا غلام احمد صاحب اپنے صدق و کذب کا معیار اپنی پیش گوئیاں

ٹھہراتے ہیں (آنینہ کمالات اسلام - ص ۲۸۸) مگر جب ہم مرزا جی کی پیش گوئیوں کے غلط ہونے کا اظہار کرتے ہیں تو مرزا جی اصحاب حق پسند اور مومن انسانوں کے مانند ثبوت طلب کرنے کی بجائے رکیک عذرات کے ساتھ بحث کا رخ پھیرنے کی کوشش کرتے ہیں کیا انصاف اسی کا نام ہے۔

مرزا جیو! اگر تمہارے زد دیک کوئی مضمون صرف متکلم کے اصل الفاظ میں ہی لاائق قول ہے بصورت روایت بالمعنی افتراء ہوتا ہے تو اپنے نبی جی کی تحریر یذیل پڑھ کر بتاؤ کہ وہ کس درجہ کے مفتری تھے۔ سنو! مرزا صاحب حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے لوگوں کو برا میغختہ کیا کہ: گورنمنٹ کے سامنے جا کر سیاپا کریں۔

احمدی دوستو! مذکورہ بالا الفاظ جو قادیانی مرزا جی نے مولانا محمد حسین بٹالوی کی طرف منسوب کئے ہیں وہ یعنیہا مولانا موصوف کی کسی تحریر یا تقریر سے دکھادو اور مبلغ ۵۰ روپے انعام وصول کرو، ورنہ خاموش کہ :

ایں شورو فغان چیزے نیست

دوسرانعامی چیخ:

دوسرانعامی چیخ اخبار فاروق قادیان ۲۱۔ ۲۸ جون ۱۹۳۵ء میں ہمیں پیدا گیا ہے کہ آپ نے محمدیہ پاکٹ بک صفحہ ۲۶۹ میں لکھا ہے کہ:

بیسیوں آیات و احادیث میں بالترتیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے کر ان کا رفع سماوی و حیات و نزول من السماء مذکور و موجود ہے اگر آپ قرآن مجید سے حضرت عیسیٰ کے متعلق ای السماء اور دوبارہ آمد کے متعلق من السماء دکھادیں تو دس روپہ انعام۔

جواب : اس سوال کا جواب تو خود محمد یہ پاکٹ بک صفحہ ۳۷۲ سے ۳۶۰ تک باب حیاتۃ مسیح میں بدلاں قرآن و حدیث مرقوم و موجود ہے مگر اس کا کیا علاج کہ بقول مرزا غلام احمد صاحب قادیانی : آنکھ کے انہوں کو حائل ہو گئے سو سو جاب (درثین)

(ہفت روزہ اہل حدیث امترسرا ۱۹۳۵ء مطابق ۱۲ ارجب ۱۳۵۳ھ جلد نمبر ۵ ص ۷-۸)

## بارتہ السیف - ۲

حضرت مولانا ابوالقاسم سیف بنا رئیس لکھتے ہیں:

### موت جاہلیت

قادیانی حضرات اپنے متنبی امام (مرزا قادیانی) کی طرف دعوت دیتے ہوئے ایک غیر معروف حدیث پیش کر دیا کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من مات و لم يعرف امام زمانه ما ت ميٰتة الجاهلية  
يعنى ب شخص اس حال میں مر جائے کہ اس نے اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانا تو اس کی موت مثل اہل جاہلیت کے ہے۔  
قطع نظر ازیں کہ مرزا صاحب امام زمان تھی بھی یا نہیں، چند امور قابل غور ہیں۔

اول یہ حدیث مذکور الفاظ کے ساتھ حدیث کی کسی معتبر مشہور کتاب میں موجود نہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ مینہاج السنۃ میں لکھتے ہیں:

هذا الحديث بهذا اللفظ لا يعرف . (ج ۱ ص ۲۷)

یعنی یہ حدیث ان لفظوں سے نہیں پہچانی جاتی۔

دوم۔ یہ دیکھنا ہے کہ اصطلاح شارع میں ایسی روایتوں میں، امام، سے مراد کون سی ہستی ہوتی ہے؟ پس واضح ہو کہ حدیث متفق علیہ میں وارد ہے:

ليس أحد من الناس يخرج من السلطان شبراً فمات عليه الا ما ت ميٰتة  
الجاهلية۔ (بخاری شروع پارہ ۲۹۵ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۸) (یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سلطان اسلام کی طاعت سے باشت بھراگ کہو کر مر جائے گا اس کی موت جاہلیت کی سی ہوگی)۔

معلوم ہوا کہ امام سے مراد بادشاہ اور سلطان ہے۔

سوم: یہ بھی معلوم کرنا ضروری ہے کہ اس امام اور سلطان کی صفتیں اور اس کی شرطیں کیا ہیں؟ تو سنئے!

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے ال آئمہ من قریش (مندرجہ ذیل مکتبہ مفت آن لائن مکتبہ)۔ منتخب کنز العمال۔ ج ۲ ص ۱۳۲۔ کنو  
الحقائق ج ۲ ص ۱۰۔ فتح الباری طبع انصاری پ ۳۶۷ ص ۲۹، پ ۵۸۹ (یعنی امام قریش سے ہونگے۔ اور قادریانی  
مرزا صاحب مغل تھے۔

اور فرمایا

انما الا مام جند يقاتل من وراءه ويتقى به (مسلم ج ۲ ص ۱۲۲۔ نسائی ص ۲۳۶)  
وفى ابن ابى شيبة الا مام جنة يقاتل به (کنوz الحقاّق فى احادييث خير العلاق  
للمتادى۔ ج ۲ ص ۹) (یعنی امام وہ ہے جو رعیت کے لئے سپر بنے۔ اس کے ساتھ ہو کر کافروں سے قتال کیا جائے اور  
مسلمان اپنی مصیبتوں میں اس کی آڑ پکڑیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادریانی نے تحریر و قتال کو اڑاہی دیا ہے۔

اور فرمایا:

السلطان ظل الله في الأرض يا وى اليه كل مظلوم من عباده رواه البزار  
والبهيقى في شعب لا يمان وفي رواية يا وى اليه الضعيف وبه ينتصر  
المظلوم (جامع الصغير ج ۲ ص ۳۱۔ منتخب کنز العمال ج ۲ ص ۱۳۲۔) (یعنی سلطان زین پر خدا کا غسل اور نائب  
ہے۔ مظلوم اور کمزور اس کی طرف پناہ لیتے ہیں اور وہ ہر مظلوم کا بدل ظالم سے لیتا ہے)  
کیا مرزا یا اور کوئی ہندی امام صاحب اس کے مصدق ہو سکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ نہیں اور جب یہ قدرت  
ایسے اماموں کو حاصل نہیں تو ان کی بابت دوسری حدیث ملاحظہ ہو:

عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ الا مام الضعيف ملعون -رواه  
الطبراني (جامع الصغير ج ۱ ص ۱۰۳، کنوz الحقاّق ج ۲ ص ۸)

یعنی ملعون ہے وہ امام جو کمزور ہو۔ یعنی احکام حدود و حرب نافذ نہ کر سکے جیسا کہ امام شعرانی کشف  
الغمہ میں اس حدیث کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

و هو الذى يضعف عن تنفيذ الا مور الشرعية و اقامتها

(ج ۲۰۸) (یعنی جو شرعی امور کے نافذ کرنے اور قائم رکھنے سے عاجز ہو)۔

**شیخ عزیزی سراج الامیر میں اور شیخ خفی اس کی شرح میں لکھتے ہیں**

الا مام الضعیف من اقامۃ الا حکام الشرعیة ملعون ای مطرود فعليه عزل

نفسه ان اراد الخلاص فی الدنیا و الآخرة - (ج ۲ ص ۱۳۳)

یعنی وہ امام جو احکام شرعیہ قائم کرنے سے عاجز ہے راندہ بارگاہ ہے ایسے کو اس منصب سے خود علیحدہ ہو جانا چاہیے  
اگر وہ اپنی جان کی مخلصی دنیا اور آخرت میں چاہتا ہے۔

**فاعتبروا یا او لی الا بصار**

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتر ۱۹۳۵ء، اکتوبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۳ھ جلد ۲۲ نمبر ۵۰ ص ۸)

## عبدالباطل باطل چھوڑنا نہیں چاہتا

جناب مشیٰ محمد عبد اللہ صاحبؒ معمار امرتری لکھتے ہیں:

میں نے اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۳۵ء میں ایک نوٹ دیا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ عبد الحق لا ہوری مرزاؑ نے جو مولانا شاء اللہ کے حق میں بہتان لگایا ہے (اس بہتان کی عبارت یہ ہے: مولوی شاء اللہ صاحب امرتری نے ایک مقدمہ میں متفقی کے معنی فاسق فاجر بتائے۔ ایک عرصہ کے بعد انہوں نے اس سے انکار کر دیا کہ میں نے ہرگز نہیں کہا جب بیان کی مصدقہ لفظ شائع کی گئی تو کہنے لگے کہ ایسے لوگ ایک معنی سے متفق ہوتے ہیں پیغام صلح لا ہور ۲۔ اگست ۱۹۳۵ء) اس کا ثبوت اگر وہ دے سکے تو فیصلہ کرانے کے لئے میں لا ہور پہنچ جاؤں گا۔ اس کی یاد دہانی اخبار اہل حدیث امرتر ۱۔ اکتوبر میں کرائی گئی مگر آج تک وہ اس فیصلے کی طرف نہیں آیا۔ ہاں ۳۔ اکتوبر کے پیغام صلح لا ہور میں ایک لمبا چھوڑا مضمون اس نے لکھا یا ہے جس میں اس نے اپنے پیر و مرشد قادریانی مسیح کی سنت کا مظاہرہ کیا ہے جس کا خلاصہ وہی ہے جو کہا گیا ہے۔ جواب یہاں باشد وہ ۳۔

سوال صاف ہے کہ جو بکھتم نے کہا ہے اس کا ثبوت دو اور مسلم منصف سے فیصلہ کرو۔ اس نے جواب دیا کہ مولانا نے فلاں آیت کی تفسیر غلط کی ہے۔ فلاں مسئلہ غلط لکھا ہے۔ یہ کیا، وہ کیا۔ آخر خدا خدا کر

کے اصل مضمون پر آیا مگر نہ آنے سے بدتر۔ چنانچہ اس کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

باقی رہا ان کا مطالبہ کہ انہوں نے کسی عدالت میں کاذب کو متنی نہیں ٹھہرایا، یا حسب تاویل ایک معنی

میں متنی نہیں ٹھہرایا تو اس کے متعلق وہ اپنے اخبار میں پہلے ایک حلفیہ بیان شائع کر دیں کہ نہ کوئی ایسا

مقدمہ ہوانہ متنی کے معنوں کے متعلق ان کا کوئی بیان تھا، اور نہ انہوں نے کاذب کو متنی ٹھہرایا، تو ہم

اہل حدیث کے فائدوں کی ورق گردانی انشاء اللہ کریں گے۔ (یغام صلح لاہور۔ ۳۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء ص ۱۱)

ناظرین! ان حواریان مسیح کی دیانت اور علم ملاحظہ ہو کہ ایک بات کا دعویٰ کرتے ہیں جس میں کسی ذات پر

افتراء ہو۔ جب اس کا ثبوت طلب کیا جاتا ہے تو مظلوم سے حلف طلب کرتے ہیں۔ یہ ہے ان کا مبلغ علم۔ یہ

ہے ان کی دیانت اور یہ ہے ان کا علم کلام۔

او عبد الباطل! کس دلیل سے تو حلف طلب کرتا ہے شرعی حکم سے یا انگریزی قانون سے، جس وجہ

سے بھی کہیں اس کا ثبوت پیش کر۔ کس قدر شرم کی بات ہے ان حواریان قادیانی مسیح کے لئے کہ دعویٰ کرتے

ہیں بہتان لگاتے ہیں افتراء کرتے ہیں ثبوت پوچھنے پر مظلوم سے حلف ملتگتے ہیں۔

او مفتری سن! ہم تمہارے سارے اعتراضات کے جواب دے سکتے ہیں اور بوقت ضرورت دیں

گے مگر پہلے تم اس لائق ہو جاؤ کہ کسی شریف آدمی کو مخاطب ہو سکو جس کی صورت یہی ہے کہ تم نے جو کچھ مولا نا

کے حق میں لکھا ہے اس کا ثبوت دوور نہ سروست تم اس آیت کے ماتحت ہو جس میں ارشاد خداوندی ہے

انما یفتری الکذب الذین لا یو منون با آیات الله

نوٹ: یاد رکھو جب تک تم اصل افتراء کا جواب نہ دے کر فیصلہ نہ کراؤ گے تمہاری ہربات کو گریز

اور قادیانی مکر سمجھ کر یہی کہوں گا: ایinst جواب کے جواب نہ دہی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۹ جرب ۱۳۵۳ھ جلد ۲۳ نمبر ۱۵ ص ۵-۶)

## چیلنج بنام خلیفہ قادریانی

خدمت جناب میاں بشیر الدین صاحب خلیفہ قادریانی۔ تسلیم

آپ کا اخبار مورخہ ۲۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء، افضل میری نظر سے گذر اجس کے صفحہ ۲ کام اسٹر ۱۳۷۴

میں آپ کے مرید مفتی محمد صادق نے یوں ارقام فرمایا ہے:

حضرت مسیح موعود (مرزا قادریانی) کے ارشاد کے ماتحت میں نے عبرانی زبان سیکھی تھی اس کی مقدس کتابوں میں یہ لکھا ہوا میں نے پڑھا تھا کہ پہلے مسیح نے تو شادی نہ کی تھی مگر دوسرا مسیح شادی کرے گا۔ اس کے اولاد ہو گی اور اس کا بیٹا اس کا جانشین ہو گا۔

میں اس عبارت کو منظر رکھتا ہو آپ سے توقع کرتا ہوں کہ آپ میری تسلی فرمائیں گے کہ وہ کون سی مقدس عبرانی کتابیں ہیں؟ ان کا کیا نام ہے اور کس سن میں وہ مقدس کتابیں تصنیف ہوئیں اور کون ان کے مصنف تھے؟ کہاں اور کون صحیفہ پر ہے؟ اگر آپ اور آپ کا مرید حوالہ نہ کھا سکیں تو آپ سمجھ لیں کہ آپ کے والد مرزا غلام احمد قادریانی اپنے دعویٰ مسیح موعود میں کاذب تھے اور حضور مسیح ناصری کی آمد دوبارہ ضروری ہے۔

رقم: مسیح ناصری کا ادنی خادم: ایم طفیل مسیحی۔ امرتسری

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء، مطابق ۱۹ ربیعہ ۱۳۵۲ھ جلد ۳۲ نمبر ۱۵ ص ۶)

## مبابله ما بین جماعت حنفیہ و مرزا سیہ

جناب علم الدین نائٹ مدرس مونگ ضلع گجرات پنجاب لکھتے ہیں:

جماعت حنفیہ اور مرزا سیہ کا مبابله ۲۸ مئی ۱۹۳۳ء کو موضع کوٹلی افغانستان متعلق مونگ میں ہوا جس کی شرائط کی تفصیل انہی دنوں اخبار میں دار میں شائع ہو چکی ہے۔ میعاد عذاب ایک سال مقرر ہوئی تھے، ازان پیشتر مونگ میں چند مناظرے ہوئے جن میں وہ قابل ذکر اور شاندار مناظرہ بھی شامل ہے جس میں فاتح

قادیان مولانا ثناء اللہ اور مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے مرزا یئوں کے مناظروں کو شکست فاش دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت مسلمین کو بین کامیابی عطا فرمائی۔ دلائل و برائیں سے تنگ آ کر بالآخر جماعت مرزا یہ مبایلہ پر اتر آئی جسے ہماری طرف سے فراغدی سے قبول کر لیا گیا۔

اگرچہ جماعت مرزا یہ کو اپنے نبی کے مبایلہ جات کے نتائج ہی عبرت کیلئے کافی تھے مگر شوئے قسم سے وہ آزمودہ را آزمودن کی غلطی کے یہاں بھی مرتكب ہوئے۔ قادر مطلق نے مبایلہ کے نتائج میں جو واقعات یہاں رومنا کئے ان کے ہوتے ہوئے تو قع تھی کہ یہ جماعت اگر بدجتنی کی بدولت تائب نہ بھی ہوئی تو کم از کم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہاں کے باشندگان کے سامنے کبھی مرزا یہت کا نام بھی ظاہر نہیں کریں گے۔ مگر مرزا یہ اور خاموشی؟

حیرت ہوئی جب کہ یہ سننے میں آیا کہ افضل اخبار میں جماعت مرزا یہ نے مبایلہ کی کامیابی کا تذکرہ کر کے عوام کو گراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس پر عامتہ مسلمین کی آگاہی کیلئے واقعات ذیل شائع کرانے کی ضرورت لائق ہوئی تاکہ اللہ تعالیٰ گراہوں کو ہدایت دے اور مسلمین کو دین حق پر ثابت قدم رکھے۔ آمین دعائے مبایلہ کے دوران سال میں فریق مرزا یہ کہتا ہا کہ قادیان کے دربار خلافت سے اس مبایلہ کی منظوری نہیں ہوئی لہذا یہ مبایلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا گویا یہ بھی ایک فریب کارانہ چال تھی کہ اگر کوئی خاص واقعہ رومنا شہ ہو تو کہہ دیں گے چونکہ خلیفہ نے منظوری نہیں دی اس لئے اس کا اثر نہ ہوا۔ سال بھر دعاوں پر زور رہا اور قصر خلافت میں بھی دعاوں کی دھڑادھڑ درخواستیں کی گئیں، خود جماعت مرزا یہ کے لیڈر مولوی صدر الدین صاحب مرزا نے قادیان کے مقبرہ پزار و قطار رور و کرتا رہا مگر اس کا نتیجہ جو حق نے ظاہر کیا حسب ذیل ہے:

دعائے مبایلہ میں ہر فریق کے لیڈر کے ہمراہ بیس بیس آدمی شامل دعا ہوئے۔ دعا میں نتیجہ خیز عبارت یتھی کہ جھوٹا ہونے کی صورت میں لعنت اللہ علی الکاذبین کے ماتحت ہم پر اور ہماری اولاد پر عبرت ناک عذاب نازل ہوتا کہ دنیا میں حق اور باطل میں امتیاز ہو جائے۔

فریق اہل سنت کے لیڈر مولوی اللہ دۃ صاحب خطیب جامع مسجد موگنگ تھے۔ ان کے بیس ہمراہیوں میں سے

صرف شرف الدین ارائیں ساکن کوٹلی افغانان فوت ہوا سجان اللہ مر حوم کا ایک ییا نیک خاتمہ تھا کہ کلمہ پڑھتے ہوئے فوت ہوا۔ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ خدا ایسی موت ہر مسلمان کو نصیب کرے۔ اس کے علاوہ باقی افراد سال موعودہ میں بالکل سلامت رہے۔ اگر کسی اور نام کا مرزا یہوں نے لکھا ہو تو محض افتراء ہے۔ ہر شخص موقع پر آ کر ہر وقت درست حالات دریافت کر سکتا ہے۔

بالمقابل فریق مرزا یہ کے لیڈر مولوی صدر الدین کی لڑکی جس عبرت ناک عذاب سے فوت ہوئی واللہ! خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے ابھی چند سال کی ہی لڑکی تھی مگر تین دن تک اس پر موت کا ایسا دردناک عذاب رہا کہ ساری کی ساری زبان باہر نکالتی رہی حکیم اور دیگر حال پر سندگان نے یہ دردناک حالت دیکھ دیکھ کر صاف کہہ دیا بلکہ خود مولوی صاحب کی بیوی نے تسلیم کیا کہ اب ہم پر عذاب نازل ہو گیا ہے۔ لڑکی مرنے پر ہی موقوف نہیں بلکہ بیوی صاحبہ بھی عبرت ناک عذاب میں مبتلا رہیں اور وہ آواز جو حالت عذاب میں نکالتی رہیں لکھتے ہوئے شرم آتی ہے۔ بس خدا ہر مسلمان کو بچائے۔ دیگر مشمولہ اشخاص میں سے امام الدین کشمیری مونگ کی لڑکی فوت ہوئی۔ خوشی محمد کی والدہ، فضل الہی درزی ساکن کوٹھیرہ کی لڑکی، علم دین کشمیری ساکن کوٹلی کا دوہتا، اور جمعہ کشمیری ساکن مونگ کا لڑکا بھی فوت ہوئے۔ سالم ماچھی ساکن کوٹھیرہ جو عام دعا میں شامل تھا فوت ہوا۔ مگر اسی پر بس نہیں ہوئی۔ سب سے اہم واقعہ جس نے جملہ مسلمین کو ان پر عذاب نازل ہونے کی طرف توجہ دلائی یہ ہوا کہ دو تین بہن بھائی فضلاں اور خوشی محمد مونگ کے مرزا یہ جماعت کے احمد دین و روشن دین قوم مونچی کی پروش میں اس طرح آئے کہ احمد دین نے خوشی محمد کی پروش بھی کی اور اسے اپنادا ماد بھی بنالیا۔ احمد دین کے بھتیجے روشن نے لڑکی کی پروش کی۔ دوران سال مبارکہ کے آخری ایام کا وقوع ہے کہ اب چونکہ لڑکی نوجوان ہو چکی ہے اس لئے پچ اور بھتیجے دونوں کی نظریں کھبے لگیں۔ ادھر چچا نے لڑکی کے بھائی خوشی محمد کو جو اس کا داد بھی تھا نیز بیٹی کی جگہ بھی کام دیتا تھا کیونکہ اس کے ہاں اور کوئی بیٹا نہ تھا، اسے اس بات پر آمادہ کر لیا کہ اس کی ہمیشہ اسے نکاح کر دی جائے اور بھتیجے نے جس کی پروش میں لڑکی تھی الگ اس پر ڈورے ڈالنے شروع کئے کیونکہ اس کے ہاں پہلی بیوی سے اولاد زیرینہ نہ تھی۔ بالآخر ایک رات روشن جماعت مرزا یہ ساتھ لئے اپنے چچا احمد الدین کے پاس اپنے نکاح کی غرض سے پہنچا۔ مگر جن وہاں گنتگو سے راز کھلا

تو سب نے لڑکی کے بھائی خوشی محمد کی رضامندی کے مطابق بجائے روشن دین کے لڑکی کا نکاح احمد دین سے سکرٹری جماعت احمد یہ حیدر شاہ نے پڑھا۔ اس میں لڑکی اس کا بھائی اور روشن بھی رضامند ہو گئے تھے جب مبارک بادکی نوبت آئی تو سکرٹری صاحب کی نکاح خوانی کی شیرینی کا احمد الدین کی طرف سے وعدہ بھی ہوا۔ ادھر اس نے ایک یہ بھی غلطی کی کہ اپنے داماد کے احسان کا شکر یہ تو ادا کیا مگر اپنے بھتیجے روشن کا شکر یہ ادانہ کیا۔ بس پھر کیا تھا چونکہ لڑکی اس کے قبضہ میں تھی جبھٹ اسے بہکایا اور احمد الدین کے متعلق بوڑھا کہہ کر لڑکی کو بدھن کر کے اپنی طرف راغب کر لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جھگڑا ہو گیا۔ سکرٹری جماعت نے لڑکی کو اپنے ہاں ٹھہرایا کہ تا فیصلہ از قادیان لڑکی اس کے ہاں امانت رہے گی مگر سکرٹری نے لڑکی اسکے بھائی خوشی محمد کو تو نہ دی اور روشن کو جو اس سے نکاح کا متنمی تھا اسے دیدی۔ وہ اسے خفیہ گجرات لے گیا وہاں اس کے بیان دلا لیا۔ بعدہ بلا حصول طلاق از احمد الدین لڑکی کا نکاح سکرٹری حیدر شاہ کی اجازت سے سکرٹری تبلیغ امام الدین مرزا ایسے نے روشن کے ساتھ پڑھا دیا۔ اس پر انکی ایمانی قوت کو دیکھ کر سب مسلمان بلکہ دیگر مذاہب بھی اگشت بدنداں رہ گئے۔

احمد دین مرزا ایسیہاں کی جماعت کا قدر یہی سرگرم رکن ہے تبلیغی جلسے وغیرہ اسی کی کوشش کا نتیجہ ہوا کرتے ہیں اسی طرح روشن بھی مرزا بیت میں پیش پیش تھا اور ساتھ ہی سکرٹری جماعت اور سکرٹری تبلیغ کی احسن کارگردگی ملاحظہ فرمائیے کہ ادھر ایک کا نکاح سکرٹری جماعت قریباً ساری جماعت کے سامنے پڑھتا ہے پھر انہی کی رضامندی اور فتویٰ سے دوسرا سکرٹری امام الدین جماعت کے افراد کی موجودگی میں بلا حصول طلاق نکاح پڑھ دیتا ہے۔ امیر جماعت میں افراطی پڑھا گیا۔ اس کے متعلق جماعت مرزا سے اس بدنداہبہ سے کسی طرح پیچ نہیں سکتی۔ خود احمد الدین مرزا ایس کی تصدیق کرنے کو یہ وقت تیار ہے علاوہ بریں جس قدر وہ اس کے متعلق وضاحت کریں گے ان کے زیادہ پول کھول کر واضح کئے جائیں گے۔

اب ناظرین پرواضح ہو گیا ہو گا کہ اس سے زیادہ اور کیا عبرت ناک عذاب مرزا بیوں پر نازل ہو جس سے یہ بھی راہ راست پر آ جائیں۔ خدا جملہ مسلمانوں کو ان کے دجل و فریب سے بچائے۔ آمین  
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتر ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۹ ربیعہ ۱۳۵۷ھ جلد ۳۲ نمبر ۵ ص ۶۷)

## قادیانی مسیح کی تکذیب کی آواز

### مسیح قادیان کے گھر سے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امر تسریؒ لکھتے ہیں:

مخالفین مرزا، ان کی تکذیب یا تردید کریں تو کچھ تجھ نہیں مثال مشہور ہے، دشمن بات کرے ان ہونی،  
لیکن اگر اپنے ہی پروردہ بلکہ سخت جگہ تکذیب پر کمر بستہ ہو جائیں تو کیوں نہ کہا جائے  
دوست ہی دشمن جاں ہو گیا اپنا حافظ  
نوش دارو نے کیا کیا اثرِ سم پیدا کیا  
آج ہم ہی بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کے حق میں یہی مثال صادق آرہی ہے جس کی تفصیل  
نظرین کی تفریح کا موجب ہوگی۔ جناب مرزا صاحب قادیانی نے اپنی پیدائش اور بعثت کی بابت لکھا ہے:  
دنیا کی تاریخ کا چھٹا ہزار گمراہی کا تھا جس کے اخیر میں میں پیدا ہوا اور ساتوں ہزار ہدایت کا ہے  
جس میں ہم (مرزا) موجود ہیں (یکچریا لکھوٹ)

مطلوب یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی سے پہلے ضلالت پر ضلالت تھی ان کے آنے کے بعد سراسر  
ہدایت کا زمانہ شروع ہو گیا خاص کر مسلمانوں کے لئے عروج پر فتوح کا وقت آگیا ہے۔  
خبر الفضل ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں ایک مضمون نکلا ہے جس میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کی بعثت کا زمانہ گمراہی کا  
زمانہ ہو گا جس وقت مرزا صاحب مسیح موعود بن کر آئے تھے وہ وقت سخت گمراہی کا تھا یعنی چودھویں صدی کا  
شروع۔ بالکل صحیح ہے۔ مگر مسیح موعود کے آنے کے بعد ساتوں ہزار جو سر اسرنور اور ہدایت کا زمانہ ہے اس کی  
کیا کیفیت ہے۔ افضل ہی کے الفاظ میں ہم بتائیں گے۔ افضل نے ایک حدیث نبوی نقل کی ہے جس میں  
قرب قیامت کی گمراہی کا ذکر ہے کہ قرآن خوانی کی رسم اور اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اس کے بعد لکھا ہے  
آنحضرت ﷺ کی یہ پیش گوئی اس زمانہ میں ایسی وضاحت سے پوری ہو چکی ہے کہ اس کی تفصیل

بیان کرنے کی چند اس ضرورت نہیں۔ ہر ایک انسان اس بات سے واقف ہے کہ اس زمانہ میں لوگ اسلام کی تعلیم سے کتنے دور ہو چکے ہیں اور قرآن مجید پر عمل کرنا انہوں نے کس طرح ترک کر دیا ہے ... مولوی شاء اللہ صاحب امر ترسی بھی باوجود اشد خلافت و معاندت کے لکھتے ہیں : سچی بات تو یہ ہے کہ تم میں سے قرآن مجید بالکل اٹھ چکا ہے۔ فرضی طور پر ہم قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں مگر واللہ دل سے اسے بہت معمولی اور بیکار کتاب جانتے ہیں۔ (اہل حدیث امر ترسی ۱۷ جون ۱۹۱۲ء)۔ پس قرآن مجید کی آیات اور آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق یہ زمانہ ایسا ہے جس میں کسی برگزیدہ انسان کا مبعوث ہونا ضروری ہے  
(افضل ۲۳۔ ۱۹۳۵ء۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء ص ۳)

کیسا صاف اور کھلا اعتراف ہے کہ مسیح موعود (مرزا) کے آنے کے بعد بھی گمراہی اور زیادہ ہو گئی ہے امر حق بھی یہی ہے پنجاب کے مختلف مقامات کی سیر کرو ہندوستان کے مختلف بلاد میں پھر جاؤ بعد ازاں دوسرے ممالک میں بھی چلے جاؤ تو بغیر کسی بحث و تجھیس کے روز روشن کی طرح معلوم ہو جائے گا کہ مخلوق نے خالق کو چھوڑ دیا ہے اور نسل انسانی پر وہ وقت آگیا جس کی بابت حضرت آدم کو ارشاد ہوا ہو گا کہ فی ہزار نو سو نوے بنی آدم دوزخ کے لائق ہیں۔ صدق رسول اللہ ﷺ

چونکہ واقعہ ایسا صاف اور ناقابل انکار ہے اس لئے مرا صاحب کے لخت جگر میاں محمود احمد نے جن لفظوں میں اعتراف کیا ہے وہ اپنے معانی میں اور ہمارے دعویٰ کی دلیل بننے میں روشن ترین ہیں۔ ناظرین شہادت محمود یہ کو بغور پڑھیں۔ میاں صاحب اپنے والد کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ آپ تو ہمیں ترقی اسلام کے وعدے دیتے تھے حال یہ ہے کہ اسلام دن بدن تنزل میں ہے اور مسلمان قفر مزلت میں گر رہے ہیں خطرہ ہے کہ لوگ آپ کے وعدوں کو مجبوبہ سعادت کے وعدوں کی مانند جانیں گے اور کہیں گے : ما موا عید ها لا لا با طیل

شہادت محمود یہ جو ظم ہے قبل شنید ہے :

اے چشمہ علم و ہدی اے صاحب فہم و ذکا  
اے تیک دل اے با صفا اے پا ک طینت با حیا

اے مقتداء اے پیشووا اے میرزا اے رہنما  
اے مجتبی اے مصطفیٰ اے نائب رب الوراء  
کچھ یاد تو کبھی ذرا ہم سے کوئی اقرار ہے

دیتے تھے تم ہر دم خبر بندھتی تھی جس سے یاں کمر  
مٹ مٹ جائے گا سب شورو شرموت آئے گی شیطان پر  
پاؤ گے تم فتح و ظفر ہوں گے تمہارے بحر و بر  
آرام سے ہو گی بسر ہوگا خدا مد نظر  
وال تھے یہ وعدے خوب تر یاں حالتِ ادبار ہے

ہر دل میں پر ہے بغض و کیس ہر نش شیطان کا رہیں  
جو ہو فدائے نور دیں کوئی نہیں کوئی نہیں  
ہر ایک کے سر میں کیس ہے کبر کا دیو لعین  
اک دم کو یاد آتی نہیں درگاہ رب العالمین  
بے چین ہے جان حزیں حالت ہماری زار ہے

کہنے کو سب تیار ہیں چالاک ہیں ہشیار ہیں  
منہ سے تو سو اقرار ہیں پر کام سے بیزار ہیں  
ظاہر میں سب ابرار ہیں باطن میں سب اشرار ہیں  
مصلح ہیں پر بد کار ہیں، ہیں ڈاکٹر پر زار ہیں  
حالات پر اسرار ہیں دل ممکن افکار ہے

چھینے گئے ہیں ملک سب باقی ہیں اب شام و عرب  
 پیچھے پڑا ہے ان کے اب دشمن لگائے تا نقب  
 ہم ہو رہے ہیں جاں بلب بنتا نہیں کوئی سب  
 ہیں منتظر اس کے کہ کب آئے ہمیں امداد رب  
 پیالہ بھرا ہے لب بلب ٹھو کر ہی اک درکار

کیا آپ پر ازام ہے یہ خود ہمارا کام ہے  
 غفلت کا یہ انجام ہے سستی کا یہ انعام ہے  
 قسمت یو نہی بدنام ہے دل خود اسیر دام ہے  
 اب کس جگہ اسلام ہے باقی فقط اک نام ہے  
 ملتی نہیں ہے جام منے بس اک یہی آزار ہے

(منقول از کلام محمود احمد ص ۲۷-۲۸)

ناظرین کرام! الفضل کا مضمون ضرورت موعود صحیح ہے اور میاں محمود کا بیان بھی صحیح ہے پس نتیجہ یہی نکلا کہ مسح موعود ابھی نہیں آیا۔ اگر آپ کا ہوتا تو ایسی بری حالت نہ ہوتی۔ میاں محمود صاحب بھی جس کا گلہ کر رہے ہیں وہ واقعی قابل گلہ ہے۔

مرزا ایڈ دوستو! باب (مرزا قادریانی) بیٹھے (مرزا محمود احمد) کے بیانات بغور پڑھئے اور مسح موعود کے آنے سے پہلے اور پچھلے زمانہ کی بابت دل سے فتوی پوچھ لیجئے۔ اس سے پہلے کہ پوچھے جاؤ۔ آہ:  
 عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ  
 وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرترکیم نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۲۷ شعبان ۱۳۵۳ھ جلد ۳ نمبر اص ۵-۶)

## بِارْقَةُ السَّيْفِ - ۳

جناب مولانا ابوالقاسم سیف بنا رسمی لکھتے ہیں:

لیونن بے قل موتی:

حیات عیسیٰ کے دلائل کثیرہ میں سے ایک دلیل آیت مذکورہ بھی ہے تمام متنقدین و متاخرین نے موتھ کی ضمیر مجرور کا مرجع صحیح کو قرار دیا ہے حتیٰ کہ محدث ابن جریر نے بھی (ج ۲۶ ص ۱۲) جومرزا صاحب کے نزدیک نہایت معترض آئندہ حدیث، سے ہیں (حاشیہ چشمہ معرفت ص ۲۵۰)

باوجود اس فیصلہ کن امر کے مرزاں یہی کہتے رہے ہیں کہ ضمیر کا مرجع اہل کتاب ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب صحابی جن سے قرآن سیکھنے کے لئے لوگ مامور تھے ان کی قراءۃ میں قبل موتھم ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ موت اہل کتاب مراد ہے، نہ حضرت عیسیٰ۔

اس کے تین جواب ہیں۔

اول۔ حضرت ابی کی یہ قراءۃ بوجہ شاذہ ہونے کے متروک، اور اس سے استدلال صحیح نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ و دیگر صحابہ حضرت ابیؓ کی اس قسم کی قراؤتوں کو نہیں مانتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری پارہ ۲۰۵ کے آخر میں ہے

قال عمر ابی اقرء نا و انا لندع من لحن ابی... اخ.

عمرؓ نے فرمایا کہ ابیؓ بڑے قاری ہیں تو بھی ہم صحابہ لوگ ان کی غلط قراؤتوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔

فتح الباری میں ہے

انہ ربما قرأت ما نسخت تلاوته لکونه لم يبلغه النسخ (فتح الباری پ ۷۸ ص ۷۷)

یعنی حضرت ابیؓ ایسی قراءۃ پڑھتے تھے جس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے اور ان کو اس کا منسوخ ہونا معلوم نہیں ہوا۔

حضرت عمرؓ کا ایک دوسرا قول حضرت ابیؓ کے بارے میں یہ ہے:

اماًنَةٌ أَقْرَأَنَا لِمَسْوَخٍ۔ (فُتُحُ الْبَارِيِّ پ ۲۰۲ ص ۳۶۳)

یعنی حضرت ابی الفاظ مسخ التلاوت کو بہت پڑھا کرتے تھے۔

پس جب حضرت ابی کی قرائۃ کا یہ حال ہے تو ان کی قرأت قبل موته معرض استدلال میں کیسے پیش ہو سکتی ہے؟

دوم: اگر حضرت ابی کی قرأت تسلیم کر لی تو جواب یہ ہے کہ ان کی قرأت محظوظ ہو گی ان کتابوں پر جو نزول عیسیٰ سے پہلے مرجاتے ہیں اور قرأت متواترہ کا تعلق ان کتابوں سے ہو گا جو نزول عیسیٰ کے زمانہ میں زندہ اور باقی رہیں گے جیسا کہ امام المؤمنین حضرت امام سلمہ فرمایا

اذا كان عند نزول عيسى آمنت به احياءكم كما آمنت به موتاهم۔

(در مشورہ ج ۲ ص ۲۳۱)

یعنی حضرت عیسیٰ کے نزول کے وقت جو کتابی زندہ ہوں گے اسی طرح ایمان لاائیں گے جس طرح نزول عیسیٰ سے پیشتر وہ کتابی جو اپنے مرنے کے وقت ایمان لا کر مر چکے۔ فنعم الوفاق و حبذا الاتفاق سوم: مذہب اصولیین کے مطابق اگر قرائۃ شاذہ کو قرائۃ متواترہ کے تابع کریں تو دونوں ایک ہی محل پر محظوظ ہوں گی اور مطلب یہ ہو گا کہ کل امت اہل کتاب من حیث القوم (ذمین حیث الاشخاص) اپنے فنا ہو جانے سے پیشتر حضرت عیسیٰ پر ایمان لاائیں گی ای یو من بنے با جمعهم معا قبل موته پس موتهم مصدر کے وہی معنی ہوں گے جو آیت قرآنی، ثم بعثناکم من بعد موتكم کے معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ ہم نے تم کو زندہ کیا تم سب کے ایک دم سے مر جانے کے بعد (بنی اسرائیل نے اللہ کے کیفیت کی تھی اس پر ان پر بھالی گئی اور سب کے سب ایک دم سے مر گئے تھے پھر حضرت موسیٰ کی دعا سے اللہ نے ان کو زندہ کیا تھا) پس جیسے بعد موتكم کے معنی ہیں سب بنی اسرائیل کے ایک دم سے مر جانے کے بعد، اسی طرح قرائۃ حضرت ابی میں قبل موته کے معنی ہوں۔ سب اہل کتاب کے ایک دم سے مر جانے کے پہلے،، اور سب اہل کتاب کا ایک دم سے فنا ہو جانا اور ان کے کسی فرد کا باقی نہ رہنا قیامت کے قریب ہی ہو گا نزول عیسیٰ

کے بعد۔ پس قرآنی اور قرآنی متواترہ کا حاصل ایک ہی ہوا۔ اور نزول عیسیٰ دونوں سے ثابت ہوا جو ہمارے موافق اور موید ہے اور مرزا نبیوں کے مخالف اور ان کو مضر۔

( ہفت روزہ اہل حدیث امرترس کیمپ نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۲ شعبان ۱۳۵۲ھ جلد ۳ نمبر اص ۶۔۷ )

## خاتم الانحصاراء کے بعد مجدد کا سلسلہ چاری نہیں رہ سکتا

مرزا آئی جماعت میں ایک شخص (شیخ غلام محمد) لاہور میں پیدا ہوا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں بزرگ بزرگ مصلح موعود ہوں چونکہ اس مصلح کا روئے سب سے اول جماعت مرزا نیا (بہر و صنف) کی طرف ہے اس لئے سب سے پہلے جماعت مرزا نیا کا اس غلط خیال کی اصلاح کرنا چاہتا ہے کہ مرزا صاحب متوفی کے بعد کوئی مجدد آسکتا ہے۔ مصلح مذکور بتعلیم مرزا صاحب مصر ہے کہ چودھویں صدی پر دنیا کا خاتمه ہوگا اور سلسلہ مجددیت بھی ختم مرزا آئی جماعت میں جہاں اور اختلافی مباحث پیدا ہوئے ہیں یہ بحث بھی اطیف ہے۔ ہم اپنی رائے سردست نہیں دیتے۔

۹۔ اگست کے اخبار اہل حدیث امرترس میں ایک سوال اس مضمون کا چھپا تھا جس میں سائل نے لاہوری جماعت کے امیر سے پوچھا تھا کہ،

چودھویں صدی ہجری کے بعد دنیا رہ سکتی ہے؟ اور مجدد آسکتا ہے؟

اس سوال کا جواب لاہوری پارٹی کی طرف سے جو دیا گیا اس کو منطقی اصطلاح میں یوں کہنا چاہیے کہ مجدد اور خلیفہ میں عموم خصوص من وجہ ہے۔ اس مختصر نوٹ کے بعد مندرجہ ذیل مضمون پڑھئیے (مدیر اہل حدیث امرترس)؛  
اس تناقض کو رفع کرنے کے لئے جناب پیر مدرشاہ اجیری (لاہوری) نے اخبار پیغام صلح ۱۹ ستمبر ۱۹۳۵ء میں جو جواب دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ خلیفہ اور مجدد کا مفہوم الگ الگ ہے خلاف ائمہ راشدہ میں سے کوئی بھی حدیث مجدد کے ماتحت خلیفہ تھا لیکن ہر ایک کو خلافت حاصل تھی اسی طرح مجدد کے لئے ضروری نہیں کہ وہ خلیفہ بھی ہو چنانچہ آپ کی تحریر کا خلاصہ حسب ذیل ہے  
۱۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص خلیفہ ہو مگر مجدد نہ ہو، یا مجدد ہو مگر خلیفہ نہ ہو، یا یہ کہ خلیفہ ہو اور مجدد بھی

ہو بلکہ اس کے علاوہ مسح موعود بھی ہوا رہ سکتا ہے کہ وہ بخلاف خلافت اور مسح موعود کے آخری ہوگر بلخاظ مجددیت آخری نہ ہو۔ بہر حال جو خلیفہ مسح موعود ہو گا وہی خلیفہ اس امت کا خاتم الخلفاء ہو گا۔ ۲۔ حضرت مرزا صاحب کی کسی تحریر سے ظاہر نہیں ہوتا کہ مسح موعود آخری مجدد ہے مسح موعود خاتم الخلفاء ہیں لیکن خاتم الحمد دین نہیں ۔

مجھے اس جواب پر اس لئے خوش ہوئی ہے کہ مکرمی میر صاحب نے کسی غرض کو سامنے رکھ کر حضرت مسح موعود کے دعویٰ خاتم الخلفاء اور اس کے مفہوم آخری خلیفہ سے انکار نہیں کیا بلکہ اسے حوالوں کے ساتھ خود واضح کیا ہے ہاں مجدد دین کا سلسلہ آئندہ جاری رکھنے اور چودھویں صدی کے بعد دنیا کا سلسلہ باقی رہنے کے لئے جو دلیل انہوں نے پیدا کی ہے وہ غلط ہے کیونکہ باوجود خلیفہ اور مجدد کے مفہوم میں کسی قدر فرق ہونے کے ہر مجدد کا خلیفۃ اللہ ہونا لازمی ہے۔ خلافت چار چیزوں کا نام ہے۔ اول نبوت، دوم مجددیت، سوم حکومت، چہارم جانشینی۔

ان میں سے خلفاء راشدہ کو بادشاہ اور جانشین کی وجہ سے خلیفہ کہا جاتا ہے جس کے مقابل حضرت مسح موعود کو صرف بوجہ مجددیت ہی خلیفہ مانا گیا۔ پس خاتم الخلفاء ہونا سوائے اس کے اور کوئی معنی نہیں رکھتا کہ آپ پرمجدد دین کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ جس کے ماتحت ہر احمدی کے لئے لازم ہے کہ وہ چودھویں صدی پر دنیا کے بکھی خاتمہ کا قائل ہو کر اپنے مصلح موعود (غلام محمد) کو چودھویں صدی کے اندر ہی اس وقت قبول کر کے دکھائے۔ میر مدثر صاحب کے جواب میں حضرت مسح موعود کی تحریر بھی پیش کی جاتی ہے:

اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں یہود و نصاری دنوں تو میں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے اگر چاہو تو پوچھ لو۔ مری پڑھی ہے زنر لے آر ہے ہیں اور ہر قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلحاء اسلام نے بھی اس کو آخری زمانہ قرار دیا ہے۔ اور چودھویں صدی میں سے ۲۳ سال گئے ہیں۔ میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں۔ (حقیقتہ الوی طبع ۱۹۰۷ء ص ۱۹۳-۱۹۴)

اس جگہ اسی قدر جواب پر اکتفا کیا جاتا ہے مفصل جواب کے لئے علیحدہ ٹریکٹ بھی لکھا گیا ہے جو انشاء اللہ مالی انتظام ہونے پر اشاعت میں آجائے گا۔

عاجز غلام محمد مصلح موعود احمد یہ بلڈنگز لاہور ۷۲ ستمبر ۱۹۳۵ء

(ہفت روزہ الٰی حدیث امر ترکیہ نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۳ شعبان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۳ نمبر اص ۷)

## باقرۃ السیف - ۲

مولانا ابوالقاسم سیف بنا رسمی لکھتے ہیں:

### انقطاع نبوت:

انقطاع نبوت کے بشار دلائل میں سے مرزا یوں کے سامنے جب جامع ترمذی اور مسند احمد وغیرہ کی صحیح حدیث لوکاں بعدی نبی لکان عمر (اگر میرے بعد کوئی ہوتا تو عمر ہوتا) پیش کی جاتی ہے، تو اس کے خلاف وہ دو مندرجہ ذیل احادیث پیش کرتے ہیں

لو لم ابعث لبعثت يا عمر (مرقاۃ شرح مشکوہ . ج ۵ ص ۵۳۹)

لو لم ابعث فيكم لبعث عمر فيكم (کنوخ الحقائق . ج ۲ ص ۱۵)

(یعنی اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو عمر تم مبعوث ہو جاتے)۔

چونکہ آپ ﷺ مبعوث ہو گئے اس لئے حضرت عمرؓ نبی نہ بنے۔ (احمیدیہ اسری ص ۵۳۷)

مرزا یوں کی دونوں حدیثوں کی حقیقت ملاحظہ ہو

ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ شرح مشکوہ میں تحت حدیث لوکاں بعدی نبی لکان عمر لکھا ہے

و فی بعض طرق هذا الحدیث لو لم ابعث لبعثت يا عمر (ج ۵ ص ۵۳۹)۔ (یعنی اس

حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو اے عمر تو نبی ہوتا)۔

لیکن ملا صاحبؒ نے نہ راوی حدیث کا نام لیا ہے نہ محرج کا پتہ دیا ہے، نہ الفاظ مذکورہ حدیث کی کسی معتبر یا غیر معتبر کتاب میں ملتے ہیں۔ البته حافظ مناوی نے کنوخ الحقائق میں اس کے ہم معنی روایت دو

طريق سے نقل کی ایک تو ابن عدی کے حوالہ سے جس کے الفاظ یوں ہیں:

لَوْلَمْأَبْعَثْلَفِيْكُمْلَبْعَثْأَمْرَفِيْكُمْ(ج ۲ ص ۱۵)

دوسری فردوس دیلمی کے حوالہ سے جس کے الفاظ یوں ہیں

لَوْلَمْأَبْعَثْلَفِيْكُمْلَبْعَثْأَمْرَفِيْكُمْ

ملاعی قاریؒ نے غالباً اسی روایت کو مرقاۃ میں بالمعنی نقل کر دیا ہے

ہر دو روایات محدثین کے نزدیک باطل جھوٹی اور موضوع یہں ابن جوزی نے اپنی موضوعات میں ابن عدی والی روایت دونوں سے نقل کی ہے اور چونکہ دونوں سندوں میں راوی واضح اور کاذب ہیں اس لئے دونوں کو موضوع کہا ہے چنانچہ سلسلہ اسناد ملاحظہ ہو۔ ابن عدی اپنی کتاب کامل میں کہتے ہیں

حد ثنا علی بن الحسین بن قدید حد ثنا ذکر یا بن یحیی الوکار حد ثنا بشر

بن بکر عن ابی بکر بن عبد الله بن ابی مریم الغسانی عن ضمرة عن

غضیف بن الحارث عن بلاں بن رباح قال قال النبی ﷺ لَوْلَمْأَبْعَثْلَفِيْكُمْ

لَبْعَثْأَمْرَفِيْكُمْ

۲۔ حد ثنا عمر بن الحسن بن نصر؟ الحلبي حد ثنا مصعب بن سعد ابو

خیثمه حد ثنا عبد الله بن واقد الحرّانی حد ثنا حیوة بن شریح عن بکر

بن عمرو عن مشرح بن هامان عن عقبة بن عامر قال قال النبی ﷺ لَوْ

لَمْأَبْعَثْلَفِيْكُمْلَبْعَثْأَمْرَفِيْكُمْ

ابن جوزی نے دونوں سندوں کو نقل کر کے فرمایا ہے

ذکر یا کذا ب یضع و ابن واقد متزوک لیعنی ذکر یا بن بھی جھوٹا ہے حدیثیں بنا تھا اور ابن واقد

حرانی کی روایت چھوڑ دی گئی ہے (نہیں لی جاتی)

ذہبی نے میزان میں خود ابن عدی سے (جس نے روایت مذکورہ اپنی کتاب کامل میں درج کی ہے) نقل کیا ہے

قال ابن عدی یضع الحدیث و قال صالح کان من الكذا بین الكبار

یعنی پہلی سند کاراوی زکر یا حدیثیں گڑھتا تھا صالح نے کہا کہ ریا بہت بڑے جھوٹوں میں سے ہے۔  
دوسری سند کاراوی ابن واقد حرانی متروک ہے جیسا کہ ابن جوزی اور جوز جانی نے کہا ہے بلکہ یعقوب بن  
اسحاق علی نے کہا ہے کان یکذب (میزان) یعنی ابن واقد جھوٹ بولتا تھا۔ اس کا جھوٹ ملاحظہ ہو اس  
نے حدیث مذکور پر سلسلہ رجال کا وہی بنا کر لگایا جو ترمذی وغیرہ میں حیۃ بن شریح سے شروع ہو کر عقبہ بن  
عامر پر ختم ہوا ہے۔

کنوذ الحقائق کی دوسری حدیث جو بحوالہ فردوس ویلمی منتقل ہے اس کی سند یوں ہے:

قالَ الْوَيْلُمِيُّ أَنْبَأَنَا أَبِي أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْمَلْكِ بْنُ عَبْدِ الْفَقَارِ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنِ

عِيسَى بْنِ هَارُونَ أَنْبَأَنَا عِيسَى بْنِ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا أَحْسَنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَانِ

بْنُ حَمْرَانَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقَ بْنَ نَجِيْحَ الْمَلْطِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مَيْسِرَ الْخَرَاسَانِيِّ

عَنْ أَبِي هَرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَمْ أَبْعَثْ .. الخ

یہ حدیث بھی موضوع اور باطل ہے اسکی سند میں اسحاق ملطی و ضاع و کذاب ہے۔ ذہبی میزان میں لکھتے ہیں:

قالَ أَحْمَدُ هُوَ مِنْ أَكْذَبِ النَّاسِ وَقَالَ يَحْيَى مَعْرُوفٌ بِالْكَذْبِ وَوَضْعِ

الْحَدِيثِ (یعنی امام احمد نے فرمایا کہ اسحاق بڑا جھوٹا ہے یعنی بن معین نے کہا کہ اسحاق جھوٹی اور ضعی حدیث کے

بنانے میں مشہور ہے)۔

دوسراراوی عطا خراسانی بھی کچھ کم نہیں تہذیب میں سعید بن مسیب کا قول منقول کذب عطاء۔ امام بخاری

نے بھی تاریخ صغیر میں سعید کا قول کذب نقل کیا ہے ص ۷۱۵۔ یعنی عطا جھوٹا ہے۔ خود امام بخاری فرماتے ہیں

عامۃ احادیثہ مقلوبہ (میزان) عطا خراسانی کی حدیثیں اٹی پلٹی یعنی غلط ہوتی ہیں۔

امام یقینی اسے کشیر الغلط کہتے ہیں (زیلی)

حاصل کلام یہ ہے کہ کنوذ الحقائق کی دونوں روایتیں باطل اور جھوٹی ہیں اور یہ کچھ ان دونوں روایتوں پر ہی

موقوف نہیں ہے بلکہ کامل ابن عدی اور فردوس ویلمی کی تمام روایات کا یہی حال ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث

دلہوی عجالہ نافعہ میں طبقہ رابعہ میں بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں؛

احادیث کے نام و نشان آنہادر قرون سابقہ معلوم نبود (تا) ایں احادیث قبل اعتماد نیستند، پھر ایسی حدیثوں کو نقل کرنے والوں میں این عدی صاحب الکامل اور ولیمی صاحب الفردوس کا نام بھی تحریر فرمایا ہے (ص ۷۶)

اور بستان الحدیث میں ارقام فرماتے ہیں:

درستیم صحیح احادیث تمیز نے کندولہڈ اور دیگر ایں کتاب او موضوعات و وابیات تودہ مندرج (ص ۲۲)

جب واقعہ یہ ہے تو یہی حال فردوس ولیمی کی اس روایت کا بھی جاننا چاہیے جسے مرزا یوسف نے اپنی ڈائری کے صفحہ ۵۱۸ میں کنوں الحقائق کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے ابو بکر افضل هذه الامة الا ان يكون نبي۔ اور اس سے امکان نبوت پر دلیل پکڑی ہے حالانکہ یہ روایت بھی باطل موضوع اور جھوٹی ہے اور اس کے ثبوت کے لئے اس کے حوالہ میں فردوس ولیمی کا نام کافی ہے کیونکہ حافظ منادی نے اسے کنوں الحقائق میں فردوس ولیمی کے حوالہ سے ہی نقل کیا ہے۔ و لعل فيه كفاية لمن له دراية (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۰ شعبان ۱۴۵۳ھ جلد ۲ نمبر ۵ ص ۲۳۳)

## قادیانیوں اور احرار کا مقابلہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا شااء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

نوت نمبر ۱۔ کوئی سے دو فریق مخالف جو ایک دوسرے کو جھوٹا جانتے ہوں دلیل بازی یا حکومت سے فیصلہ نہ کر سکیں تو خدا کے حضور دعا کرتے ہیں کہ ہم میں سے جو فریق امر تنازعہ فیہ میں جھوٹا ہے یا اللہ! اس پر لعنت کر۔ اسلامی اصطلاح میں مقابلہ کہتے ہیں۔

نوت نمبر ۲۔ پنجاب میں ایک اسلامی جماعت ہے جس کا نام مجلس احرار ہے۔ اس کے ممبروں کو احرار کہا جاتا ہے۔

احرار نے بہت دفعہ اعلان پر اعلان کیا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادری نے اپنی تحریریات میں آنحضرت ﷺ

کی کسر شان کی ہے۔ اس پر خلیفہ قادیانی نے جوش میں آ کر احرار کو مبالغہ کی دعوت دی (ایک مضمون تو یہ ہے دوسرا مضمون مرزا صاحب کا صدق و کذب ہے۔ شاء) کہ تم جھوٹ کہتے ہو بلکہ مرزا صاحب نے آنحضرت ﷺ کی بڑی عزت کی ہے اگر نہیں مانتے تو ہم سے مبالغہ کرو۔ اس کے لئے چند شروط بھی لکھیں۔ مثلاً میرے ساتھ میرے بھائی بندہ ہوں گے اور احرار کے ساتھ خاص ارکان خمسہ ہوں گے۔

اس کے علاوہ فریقین کے ہزار ہزار کم سے کم پانچ سو، پانچ سو افراد ہوں گے۔ مبالغہ گورا سپور یالا ہور میں ہوگا۔ اگر تم چاہو تو قادیانی ہی میں آ کر کرو۔

اسی طرح اور بھی چند شروط تھیں اس کے جواب میں احرار کے جزو سکریٹری نے لکھا کہ ہم آپ سے مبالغہ ضرور کریں اور آپ کی جملہ شروط ہم کو منظور ہیں اور مبالغہ بتاریخ ۲۳ نومبر ۱۹۳۵ء قادیانی میں ہوگا۔ اس پر قادیانی اخبار لکھتے ہیں کہ تمہاری نیت خراب ہے تم عین میدان میں جھگڑا کرو گے اسلئے اپنے اخبار مجاہد میں ہماری پیش کردہ شرائط نقل کر کے منظوری دو۔

اس مبالغہ کی بابت ہماری ذاتی رائے جو کچھ ہے، اسے محفوظ رکھ کر فریقین کی مصلحت پر ہم ان کو نیک مشورہ دیتے ہیں تاکہ مبالغہ میں جانے سے فریقین کی اتنے دنوں کی محنت ضائع نہ ہو بلکہ نتیجہ خیز ثابت ہو۔

**مشورہ:** کچھ شک نہیں کہ مبالغہ میں چونکہ عاجزی کے ساتھ خدا سے فیصلہ طلب کیا جاتا ہے (اس لئے کسی فریق کو مبادی میں الجھنا مناسب نہیں ہوتا) اور نہایت صبر و سکون کے ساتھ بخش دعا کی جاتی ہے جیسا کہ ۱۸۹۳ء کو امرتسر کی عیدگاہ میں ہوا تھا پس فریقین قادیانی اور احرار ایک مشترکہ تحریر لکھیں جس کی عبارت حسب ذیل ہو:

ہم فریقین قادیانی جماعت (جس کے سرگردہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیانی ہیں) اور مجلس احرار (جس کے سرگردہ مولوی مظہر علی ہیں) اعلان کرتے ہیں کہ ہم بتاریخ... بمقام... مبالغہ کریں گے مبالغہ کی شروط جو مسلمہ فریقین ہیں درج ذیل ہیں

۱۔ قادیانی گروہ سے خاص ارکان... شریک ہوں گے۔ ۲۔ احرار کی طرف سے خاص ارکان... ہوں گے۔ ۳، اس کے علاوہ ہر فریق سے... آدمی شریک مبایلہ ہوں گے۔ ۴۔ مبایلہ کی کارروائی بتاریخ مذکور... بجے ہو گی

۵۔ مبایلہ کی کارروائی شروع کرنے کے لئے فلاں صاحب... مسلمہ ثالث بالخیر ہوں۔ ۶۔ احرار پہلے وہ عبارتیں پڑھیں گے جن سے وہ ثابت کرتے ہیں کہ مرزا صاحب متوفی نے رسالت محمدیہ ﷺ کی کسرشان کی ہے۔ اس کے لئے وقت... منٹ ہو گا۔ ۷۔ ان عبارتوں کی صحیح تشریح کرنے کے لئے فریق قادیانی کو... منٹ وقت دیا جائے گا۔ ۸۔ اس کے بعد ان الفاظ میں دعا کی جائے گی دعا کے الفاظ قلم بند کئے جائیں ایک حرف ان میں کم و بیش نہ ہو یہاں تک کہ تمہید عاصمہ و صلوٰۃ وغیرہ بھی ساتھ ہی مرقوم ہو  
پیچے بطور معلم کے دونوں سرگرد ہوں کے دستخط ہو کر بصورت اشتہار یہ مضمون شائع کیا جائے۔

ان شرائط کا فریقین میں قریب قریب ایجاد قبول ہو چکا ہے ہم نے صرف شرط نمبر ۴ و ۵ زیادہ کی ہیں جو ہمارے خیال میں قابل قبول ہیں تا ہم فریقین کی مرضی پر موقوف ہے ہاں مذکورہ شرائط کا مسودہ تیار کرنے کیلئے فریقین کا صرف ایک ایک نمائندہ اور تیسرا وہی ثالث بالخیر مسلمہ فریقین شریک ہو کر مسودہ اشتہار تیار کریں۔  
ہم مکر را ظہار کرتے ہیں کہ ہماری ذاتی رائے اس مبایلے کے متعلق جو کچھ ہے وہ ابھی پوشیدہ ہے  
گرہم چونکہ فریقین کی محنت کو ٹھکانے لگا ہوادیکھنا چاہتے ہیں اس لئے بغیر طلب محض بغرض خیرخواہی فریقین کو مشورہ عرض کر دیا ہے

گر نہ آید بگوش رنجت کس۔ بر رسولان بلاح با شد و بس  
( ہفت روزہ اہل حدیث امرتر ۸ نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۰ اشعبان ۱۳۵۳ھ جلد ۲ ص ۶ )

## تحrif کس نے کی؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

قادیانی اخبار افضل ۱۸، اکتوبر ۱۹۳۵ء میں ہم پر الزام لگایا گیا ہے کہ ہم نے تفسیر ثانی جلد اول میں

یہود یا نتحريف کی ہے۔ کیا تحریف کی؟ یہ کہ مقدمہ تفسیر شنائی طبع اول کی کسی عبارت کو طبع دوم و سوم میں تبدیل کر دیا۔ یہی یہود یا نتحريف ہے۔

ہم حیران ہیں کہ ہمارے مقابلے میں یہ لوگ دین و دیانت کے خلاف کہنے کے توعادی ہیں ہی، علم و عقل کو بھی جواب دے بیٹھے ہیں۔ سنئے صاحب!

ہر مصنف اپنی تصنیف میں حسب موقع روبدل یا بالفاظ دیگر اصلاح کر سکتا ہے اور کرتا رہتا ہے اس کو تحریف نہیں کہتے اس دعویٰ کی دلیل چاہو تو سنو۔

کلام اللہ ینسخ بعضه بعضاً (الحدیث)

اس حدیث سے دعویٰ پر استدلال ہو سکتا ہے۔ ہاں تحریف کے معنی ہیں کسی دوسرے کے کلام کو بگاڑنا سب سے بڑی تحریف یہ ہے کہ خدا کے کلام کو تبدیل کیا جائے۔ اس کے بعد سب سے بڑی تحریف یہ ہے کہ رسول کے کلام کو تبدیل کر کے بتایا جائے، اس کے بعد یہ ہے کہ کسی مصنف کے کلام کو کسی غرض سے تبدیل کیا جائے۔ ہم بتاتے ہیں کہ یتیوں وصف مرزا غلام احمد صاحب قادریانی اور آپ کے اتباع میں پائے جاتے ہیں۔

### پہلی مثال

خدا کے کلام کو مرزا صاحب قادریانی نے تحریف کیا ہے ملاحظہ ہو آیت

یا ایها الذین آمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لكم فرقاناً و جعل لكم نوراً تمشوون به  
یہ آیت مرزا غلام احمد صاحب نے آئینہ کمالات اسلام میں تین دفعہ لکھی ہے صفحہ ۷، صفحہ ۱۷، صفحہ ۲۹۶۔ ترجمہ بھی برابر اسی طرح کیا ہے بلکہ اس سے استدلال بھی کیا ہے حالانکہ قرآن مجید میں یہ آیت اس طرح نہیں۔ ملاحظہ ہو سورہ انفال کے چوتھے رکوع کا شروع (آیت یوں ہے: یا ایها الذین آمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لكم فرقاناً و یکفر عنکم سیاً تکم و یغفر لكم و اللہ ذو الفضل العظیم : الا نفال: ۲۹)۔  
یہ تو ہے تحریف قرآنی۔ اسکی مثالیں تصانیف مرزا یہی میں بکثرت ملتی ہیں۔

دوسری مثال: مرزا غلام احمد صاحب کی تحریف حدیثی کی مثال بہت ہی حیرت انگیز ہے جس کی

تفصیل یہ ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب نے کتاب حمامة البشری کے صفحہ ۱۸ پر دعویٰ کیا ہے کہ ہمارے مخالف مسح موعود کے نزول کے متعلق آسمان سے اترنے کا لفظ از خود بڑھاتے ہیں حالانکہ کسی حدیث میں یہ لفظ نہیں آیا۔

لکھتے لکھتے اسی کتاب کے صفحہ ۸۸ پر پہنچے تو ضرورت ہوئی کہ اپنے دعویٰ پر حدیث نقل کریں  
- چنانچہ یہ حدیث نقل کرتے ہیں:

سمعت رسول الله ﷺ يقول ينزل أخى عيسى ابن مریم على جبل افیق  
اما ما ها دیاً - (ص ۸۸.۸۹)

اس حدیث میں لفظ من السماء آیا ہے (ملاحظہ: ہونے والے عمال بر حاشیہ من دراجح ص ۲۶۸) مگر مرزا غلام احمد صاحب قادریانی نے اپنے مطلب کے لئے حدیث شریف میں تحریف کر کے اس لفظ (من السماء) کو نقل نہیں کیا۔ یہ ہے وہ جرأت جو خدا سے ڈرنے والوں سے نامکن ہے۔

### دوسرا حدیثی مثال

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ دجال، ایک شخص نہیں بلکہ ایک گروہ مراد ہے۔ اس دعویٰ پر دلیل وہ حدیث لائے ہیں جس میں ذکر ہے کہ قریب قیامت کے ایسے رجال (بالراء) لوگ ہوں گے جو دنیا کو دین پر تربیح دیں گے مرزا صاحب نے اس لفظ رجال (بالراس) کو دجال (بالدال) بنایا اور ترجمہ بھی کمال جرأت سے کام لے کر گروہ ہی لکھا۔ چنانچہ لکھا ہے:

نسائی نے ابو ہریریہؓ سے دجال کی صفت میں آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث لکھی ہے یخرج فی آخر الزمان دجال يختلون الدنیا بالدین یلبسو ن للناس جلوه الضآن .. السنتم احلى عن العسل و قلوبهم قلوب الذیاب يقول الله عز و جل ابی یقترون ام علی یجترء و نـ الخ یعنی آخری زمانہ میں گروہ دجال نکلے گا وہ دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دیں گے۔ وغیرہ (حاشیہ ص ۳۷ تحقیق لٹری طبع اول ۱۹۰۲ء)

ناظرین کرام! اکتنی جرأت ہے اس شخص کی جو قرآن مجید میں اور حدیث نبوی میں محض اپنی غرض سے روبدل کرتا ہے۔ لطف یہ ہے کہ اس کی بھی پرواہ نہیں کہ عربی و ان میری تحریف پر نہیں گے کیونکہ لفظ دجال مفرد کا صیغہ ہے اور یختلسون صیغہ جمع مفرد کی طرف مندرجہ ہو سکتا۔ اس کے علاوہ بھی کئی ایک تحریفات مرزا صاحب کی تصانیف میں ملتی ہیں۔ ناممکن تھا کہ مرزا صاحب ایک فعل کریں اور مرزا آئی نہ کریں کیونکہ:

ما مریداں رو بوئے کعبہ چوں آریم چوں

رو بوئے خانہ خمار دارد پیر ما

اس لئے ضروری تھا کہ مریدین بھی ایسا ہی کرتے۔ مرزا صاحب قادریانی نے (بقول خود) اپنے نبی ﷺ کے کلام میں تحریف کی۔ مرزا یوں نے اسی سنت کے مطابق اپنے رسول (قادیانی) کے کلام میں تحریف کی  
محتسب خم شکست و من سر او سن باسن و الجروح قصاص

اطیفہ: شیخ عبدالعزیز صاحب جن دنوں پر لیں برائج پنجاب کے افسر تھے انہوں نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ آریوں نے درخواست دی ہے کہ مرزا قادریانی کی کتابوں میں ہمارے بزرگوں اور مذہب کی توہین ہے ان کو ضبط کیا جائے اس کے مقابلے میں مرزا یوں کی درخواست آئی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی کتابیں ہمارے نزدیک وہی حیثیت رکھتی ہیں جو عامہ مسلمین کے نزدیک قرآن مجید کی۔ ان کتب کی ضبطی تو درکنار کی بیشی ہونا بھی ہم مداخلت فی الدین جانتے ہیں۔

اس تھے کوڈ ہن میں رکھ کر سنئے کہ یہ لوگ اپنے مطلب کے لئے اپنے قرآن کو بھی کیسا بگاڑتے ہیں مرزا غلام احمد صاحب نے ایک دفعہ پادری فتح مسیح نامی کو ایک لمبا چوڑا جوابی خط لکھا تھا جو کتابی صورت میں چھپ کر شائع ہو گیا اس میں سے چند الفاظ ہم نقل کرتے ہیں:

مسیح کا چال چلن کیا تھا ایک کھا و پئو شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار مตکبر خود بین خدائی کا دعویٰ  
کرنے والا۔ (مکتوبات احمدیہ۔ ج ۳ ص ۲۲-۲۳)

ان الفاظ پر جب چاروں طرف سے لے دے ہوئی، میکھی تو مسیحی مسلمان بھی جوش میں آ کر مرزا صاحب کی

دلیلوں میں سرفہرست یہی دلیل بیان کرنے لگے تو مرزا نیوں نے اس عبارت کو ایسے طریق سے شائع کیا کہ مرزا صاحب کے سر سے بوجھ اتار کر بے چارے پادری کے سر پر جا پڑا۔ عبارت کو اس طرح بدلا�ا مرزا صاحب پادری کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں کہ مُسْح کے حق میں تمہا را یہ عقیدہ ہے کہ وہ منتکبِ خود بین وغیرہ تھا چنانچہ وہ الفاظ یوں ہیں:

مُسْح کا چال چلن آپ کے نزدِ یک کیا تھا ایک کھاؤ پئو وغیرہ.. الخ

(نور القرآن طبع ۱۹۲۵ء نمبر ۲۶ ص ۸)

ناظرین کرام: اس جماعت مرزا نیوں اور اس کے بانی کے طریق عمل پر غور کر کے فتوی دیں کہ ان لوگوں کا حق ہے کہ کسی مصنف پر اپنی تصنیف کی اصلاح کرنے سے یہودیانہ تحریف کا الزام لگائیں اور آپ کلام خدا رسول میں اپنی اغراض کے ماتحت من مانی تبدیلی کر لیں۔  
 قادر یانی دوستو!

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے  
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یہ رسایاں ہوتیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرت ۱۹۳۵ء نومبر ۷ ا شعبان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۳ نمبر ۳ ص ۲-۳)

## سنگا پور میں تبلیغِ احمدیت کی حقیقت

جناب محمد اسماعیل سہوترا، پراہوی، لکھتے ہیں:

اس عنوان سے روزنامہ الفضل قادیان مورخہ ۱۹۳۵ء کے صفحے پر ایک مرزا میں مضمون نگار مسمی عبد اللہ اختر جتوئی مقیم نارتھ برجن روڈ نمبر ۲۷ سنگا پور مرزا جی کے الہام؛ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤ نگاہ کو عنوان کی سرخی کے نیچے دے کر اس الہام کے متعلق اپنی تعلیٰ کو یوں بیان کر رہے ہیں کہ آج تک کسی جغا دری مرزا میں سے بھی سنگا پور کا اسلامی قلعہ فتح نہ ہوا تھا۔ بلکہ ایک زمانہ میں خواجه کمال الدین صاحب بھی یہاں آئے لیکن اس سعادت سے محروم ہی رہے جو میں نے یہاں آ کر حاصل کی۔ لکھتے ہیں کہ

میں یہاں آیا حالانکہ زبان ملائی سے ناشنا ہوں تاہم لوگ بڑے شوق سے میرے مکان پر آتے ہیں اور گھنٹوں احمدیت کے بارے میں گفتگو کر کے واقفیت حاصل کر رہے ہیں۔ اگر ملائی زبان سے آشنا ہوتے تو خدا معلوم کیا کچھ کر گزرتے۔

ہم سے اگر کوئی پوچھے تو ہم تو اس شخص کو پاک مرزا جی اور مرزا جی کا سچا پیر و شمار کرتے ہیں جو کسی بات میں بھی سچ نہ بولے۔ اگرچہ بولے تو کچا مرزا جی ہے۔ اختر صاحب ببعض تین چار دوسرے مرزا نیوں کے عرصہ چار ماہ سے سنگاپور میں آئے ہوئے ہیں دوسرے ہمراہیوں سے تو خاکسار کی ملاقات نہیں ہوتی۔ اختر صاحب سے البتہ کئی دفعہ مقابلہ ہوا۔ یہ اپنے پیش قادیانی کے مبلغ بیان کرتے ہیں۔ نوجوان عمر ہے ۲۵ سال کے قریب نہ عالم ہیں نہ فضل۔ ادھر دو ایساں اور کاخ پتھر کی پھیری کا کام کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیم سے اس قدر کوئے ہیں کہ ایک دفعہ سلسلہ کلام میں کہنے لگے کہ، مرزا جی کی طرح تمام انبیاء نے جھوٹ بولा ہے۔ خاص کر یونس نے قوم پر عذاب ہونے کی پیش گوئی کی تھی وہ بھی چالیس دن کی۔ ثبوت مانگا تو خاموش۔ قرآن مجید سے قوم یونس کے ایمان لے آنے کا حوالہ دکھایا تو حواس گم۔ اسلامی تعلیم توہی ان کے لئے بیکانی، خاص مرزا صاحب کے لٹریجگر سے بھی اس قدر بے علمی کہ اپنے ایک سات آٹھ صفحے کے غزلیہ ٹریکٹ میں لکھتے ہیں کہ:  
مسح موعود (مرزا قادیانی) نے پنڈت لیکھ رام کے یوم عید کے قریب قتل ہونے کی پیش گوئی کی تھی اور وہ پوری ہوتی۔

اختر صاحب کو باوجود مرزا جی کا مرید ہونے کے یہ بھی معلوم نہیں کہ مرزا جی نے لیکھ رام کے متعلق اپنا الہام اور پیش گوئی جو درج کی تھی اس میں نہ یوم عید کا ذکر ہے اور نہ لیکھ رام کے قتل کا بلکہ الہام کے یہ الفاظ ہیں:  
عجل جسد لہ خوار لہ نصب و عذا ب۔

جس کی تشریح مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے عذاب شدید میں بتلا ہونے کی کی ہے اور وہ عذاب بھی چھ سال کے اندر جو معمولی تکلیفوں سے زرا لاؤر خارق عادت ہو۔ (دیکھو راج منیر ص ۱۲)  
لیکھ رام جو چھری سے قتل ہوا جس کی مثالیں سینکڑوں واقع ہو رہی ہیں اسے خارق عادت عذاب کہنا کسی ذی عقل کا کام نہیں مرزا جی کے مریدوں کا ہی کام ہے

ناظرین! سراج منیر صفحہ ۲ اپر مرزا جی کی پیش گوئی کے اشتہار کو اچھی طرح پڑھیں اور اول سے آخر تک بغور دیکھیں کہ دن وقت تاریخ کا نام و نشان تک درج نہیں۔ مرزا جی اور اسکے مریدوں کو مرزا جی کے ایک اصول کے مطابق سچا پاتے ہیں:

جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے کہے، کون اس کو روکتا ہے۔ (اعجازِ حمدی ص ۳)

مرزا جی کا ایک اور فرمان بھی سن لیجئے۔ فرماتے ہیں:

ظاہر ہے جب ایک بات میں کوئی جھوٹ ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں پر بھی اس کا اعتبار نہیں رہتا۔ (چشمہ معرفت ص ۲۲)

ہم مرزا جی کے اس اصول کو سچ تسلیم کرتے ہوئے مرزا نیوں سے سوال کرتے ہیں کہ لیکھ رام والی پیش گوئی میں ہمیں دن وقت اور تاریخ دکھائیں۔ اگر نہ دکھائیں تو مرزا جی کو جھوٹ سمجھ کر دوسرے مسیحیت اور نبوت کے الہاموں اور دعووں پر بھی اعتبار نہ کریں۔ لگے ہاتھوں مرزا جی کا ایک اور اصول بھی سن لیجئے۔ فرماتے ہیں:

جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا برابر ہے۔ (حقیقتِ الوجی ص ۲۰۶)

آخر صاحب شیریں کلامی میں ایسا درج رکھتے ہیں کہ مرزا نے ثانی کھلانے کی مستحق ہیں جہاں بیٹھتے ہیں وہیں مرزا جی کی ڈیپنس میں کہیں قرآن مجید پر اعتراض اور کہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی اور کہیں حضرت علی کی تو ہیں اور کہیں صحابہ کرام کی ہتھ، جس سے لوگ مشتعل ہو کر انہیں انسان بنانے پر مستعد ہو جاتے ہیں اگر ان کی یہی چال رہی تو یہ کہتے ہوئے سنگاپور سے نکلیں گے:

بہت بے آبرو ہو کرتی رے کوچہ سے ہم نکلے

قادیانی خلیفہ کو ہم ایک مخلصانہ مشورہ دیتے ہیں کہ اگر یہ لوگ واقعی آپ کے تنخواہ دار مبلغ ہیں تو ان کے ذریعہ ادھر قادیان اور مرزا نیت کی مٹی خراب مت کرو۔ ادھر سے ان کو بلا کر مغربی سرحد کی طرف بھیج دیجئے ادھران کی سخت ضرورت ہے

مرزا نیوں کی یہ دلیری قابل نفرین ہے کہ واقعات کو بھی اصل صورت میں پیش نہیں کرتے بلکہ بگاڑ کر بیان کرتے ہیں چنانچہ یہی اختر صاحب لکھتے ہیں

تمام علمائے نے مل کر آپ (مرزا جی) پر کفر کے فتوے لگائے اور آپ کے سلسلہ کو نیست و نابود کرنے کی کوششیں کیں مگر اس قادر خدا نے جس نے حضرت مسیح موعود کو مبعوث فرمایا بڑے زور آور حملوں سے معاندین کے نام صفحہ ہستی سے مٹا دیئے۔ (اخبار مذکور۔ ص ۳ کالم ۷)

اللہ اللہ! یہ منہ اور مسور کی دال۔ اختصار صاحب کا یہ دعویٰ بلا دلیل سفید جھوٹ اور سراسر افتراء ہے۔ لیجئے مرزا جی کے اشد ترین مخالفوں کے نام سن لیجئے۔

۱۔ ابوالوفاء مولانا شناع اللہ امترسی۔ ۲۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں پیالا لوی۔ ۳۔ مولوی عبدالحق غزنوی مبارل مارزا۔  
۴۔ مولانا محمد حسین بٹالوی۔ ۵۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گوڑوی۔ ۶۔ مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی۔

۷۔ شمس العلاماء مولوی عبداللہ صاحب ٹونگی۔ ۸۔ مولوی اصغر علی صاحب روچی بتائیے ان حضرات سے بڑھ کر مرزا جی کا کون مخالف تھا۔ پھر کیا یہ لوگ مرزا جی کی حیات میں ہلاک ہوئے یا ان سب کی موت کی تمنا دل میں لے کر مرزا جی خود ہی ان سب کی حیات میں اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ واقعی مرزا جی سب خالقین کی حیات میں ہلاک ہو گئے۔ گویا یہ شعر مرزا جی کا ہی تھا:

حضرت و یاس و تمنا ہیں جنازے کے ساتھ  
دیکھو کس دھوم سے ہم آج سفر کرتے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امترس ۱۹۳۵ء نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۷ شعبان ۱۳۵۳ھ جلد ۳ نمبر ۵۔ ص ۲)

## تم نے قادیانی مسیح کو کیوں قبول کیا؟

(بکواب خان بہادر میاں غلام رسول صدر بلدیہ جھنگ)

شیخ الاسلام حضرت مولانا شناع اللہ امترسی لکھتے ہیں:

خان بہادر موصوف کی طرف سے ایک مشمول لاہور کے اخبار پیغام صلح میں چھپا ہے جس کی سرفی ہے :  
میں سلسلہ احمدیہ میں کیوں شامل ہوا؟

اس بیان میں آپ نے کئی ایک باتیں لکھی ہیں جن میں سے بعض وجدانی ہیں اور بعض واقعات۔ وجدانی کا تو کوئی جواب نہیں وہ تو اس مص瑞 کی مصدقہ ہوتی ہیں: پیر من خس است اعتقاد من بس است پنڈت لیکھ رام آریہ لکھتا ہے میں اس جگہ ہدایت تلاش کرتا پھر اکہیں دل جمی نہ ہوئی۔ سو ای میانند کے درشنوں ہی سے میری تسلی ہو گئی، دل مطمئن ہو گیا پیر جماعت علی شاہ کے مریدا پنی عقیدت مندی کا اظہار یوں کرتے ہیں:

دل کے بھیوں سے تو واقف راز سینہ تجھ پہ  
عرض مطلب یاں میرا محتاج گویائی نہیں

اس لئے اتنا حصہ تو ہم قابل جواب نہیں جانتے نہ اس پر توجہ دیتے ہیں۔ البتہ خان بہادر نے جو واقعات اپنی تائید میں لکھے ہیں وہ قابل غور ہیں۔ سب سے پہلے شرک و توحید میں دوسرے مذاہب اسلامیہ سے تعلیم مرزا کا مقابلہ کر کے احمدیت کو سب پر ترجیح دیتے ہوئے لکھا ہے کہ: احمدیت شرک سے پاک ہے، ناظرین جانتے ہیں کہ مذاہب اسلامیہ میں اہل حدیث کو خالص توحید کا دعوی ہے لہذا کوئی دوسرा اس دعوی میں مقابل ہو تو اہل حدیث مارے غیرت کے جوش میں آ کر کہنے لگتا ہے:

شرکتِ غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری  
غیر کی ہو کے رہے یا شب فرقت میری

اس لئے سب سے پہلے ہم مرزا صاحب کی تعلیم توحید کو پیش کرتے ہیں اور خان بہادر کی طرح دعوی بلاد لیل نہیں چھوڑتے بلکہ دلیل بھی ساتھ دیتے ہیں۔ ہمارا دعوی ہے کہ مرزا صاحب نے توحید کی بجائے اپنی جماعت کو بدترین شرک میں مبتلا کیا ہے خان بہادر غصہ میں منہ نہ پکھر لیں بلکہ صبر و سکون سے ہمارے دعوی کا ثبوت سنیں۔ اس کے بعد ان کی راست روی جوان کو ہدایت کرے، عمل کریں۔ آج کل کے اہل بدعت عموماً آنحضرت ﷺ کے حق میں یہ شعر پڑھا کرتے ہیں

وہی جو مستویِ عرش تھا خدا ہو کر  
اتر پڑا وہ مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

اس شعر اور اس کے عقیدے کو خان بہادر صاحب بھی بدترین کفر و شرک کہتے اور جانتے ہوں گے۔  
اب ہم بتاتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادریانی نے بھی اس شعر کے مضمون کی تائید کی ہے بلکہ اسی  
مضمون کو فارسی میں ادا کیا ہے چنانچہ آپ کا ایک شعر (توشیح مرام - ص ۱۱ پر) ہے

شانِ احمد را کہ داند جز خداوند کرم

آنچنان از خود جدا شد در میاں افتاد میم

ناظرین! کیا اس شعر کا ترجمہ اور مطلب وہی نہیں جواہل بدعت کے ارد و شرکا ہے جو ہم نے نقش  
کیا ہے۔ اے آسمان تو گرتا کیوں نہیں۔ اے زمین تو شق کیوں نہیں ہوتی۔ اے پھاڑو تم پھٹتے کیوں نہیں؟  
اے اللہ تیرا غصب بھڑکتا کیوں نہیں؟ کہ تیری مخلوق کو تیرے ساتھ ملا کر ایک کیا جاتا ہے باوجود اس کے  
دعویٰ مسیحیت اور مجددیت۔ آہ!

دوست ہی دشمنِ جان ہو گیا اپنا حافظ

نوشِ دارو نے کیا کیا اثرِ سم پیدا

خان بہادر صاحب معقول بات وہ ہوتی ہے جو واقعات پرمنی ہو۔ آپ مرزا صاحب قادریانی کی کتاب مذکور  
میں ہمارا پیش کردہ حوالہ دیکھئے اگر آپ اس عقیدے کو صحیح جانیں جو مرزا صاحب قادریانی نے اس شعر میں تعلیم  
کیا ہے تو قرآن مجید کی اس آیت کا مطلب بتاویں: قل انما انا بشر مثلكم (کھف)  
اس کے سوا کوئی بات نہیں کہ میں تمہاری طرح کا آدمی ہوں۔

یہ بھی بتائیں کہ ایسی تو حیدر ہمارے ملک کے شہد خانوں، بھنگڑ خانوں میں مرزا صاحب کی تشریف  
آوری سے پہلے بھی مروج تھی۔ پھر مرزا صاحب قادریانی نے کیا جدت کی؟ بھنگڑ بھنگ پی کر گایا کرتے ہیں:

احمد احمد و فرق نہ کوئی ذرا ک بھید مر وڑی دا      اک رانجی میں دل لوڑی دا

اور اگر موصوف اس مرزا کی عقیدے کو غلط جانتے ہیں تو کھلے الفاظ میں اعلان کریں کہ اس شعر کا  
مضمون بدترین کفر و شرک ہے ہم اس شعر سے بلکہ اس کے قائل سے بیزار ہیں۔  
خان صاحب!

قد كانت لكم اسوة حسنة في ابراهيم والذين معه اذ قالوا لaco م لهم انا

بـرأـ وـ منـكم وـ ماـ تـعـبـدـونـ مـنـ دـوـنـ اللهـ (الـمـتـحـنـةـ : ٤)

### ختم نبوت

خان بہادر نے تو حید کے بعد مسئلہ ختم نبوت کا ذکر کیا ہے۔ آپ کے خیال میں لاہوری جماعت کی احمدیت میں یہ فضیلت ہے کہ ان لوگوں میں نہ کسی جدید نبی کی بعثت مانی جاتی ہے نہ کسی سابق نبی کا نزول ثانی۔ کیونکہ یہ دونوں صورتیں ختم نبوت کی خلاف ہیں۔

ہم آپ کو زیادہ سمع خراشی کی تکلیف نہیں دیتے صرف اتنا کہتے ہیں کہ مرزا صاحب متوفی آپ کے نزدیک مجدد ہیں اور یہ درجہ مجددیت ان کو زمانہ تصنیف برائیں احمدیہ سے پہلے ہی حاصل ہو چکا تھا۔ برائیں احمدیہ انہوں نے (بقول خود) مجددی کا منصب پا کر بحیثیت مجدد لکھی ہے۔ حالانکہ برائیں احمدیہ یہ ہی میں مسح موعود کی دوبارہ تشریف آوری نہ کوئی ہے۔ پھر اگر کسی پرانے نبی کا آنا بھی ختم نبوت کے منافی ہوتا تو مرزا صاحب بحیثیت مجدد اس کو تسلیم نہ کرتے۔ یہ میں جانتا ہوں کہ مرزا صاحب نے ۱۹۰۲ء میں اعجاز احمدی لکھی جس میں اس عقیدے کے کو اپنی سادگی پر محوال کیا (خیران کی مرنسی) میں اس وقت مسئلہ کی صحت پر بحث نہیں کرتا نہ کروں گا بلکہ صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مسح موعود کے دوبارہ آنے کے متعلق ہمارا عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں ورنہ مرزا صاحب بحیثیت مجدد اس عقیدہ کی صحت کے قائل نہ ہوتے۔ علم منطق کا قانون ہے کہ جو دو مفہوم کسی مادہ میں جمع ہو جائیں ان میں نسبت تباہ نہیں ہوتی۔

### لیکھرام کا قتل:

خان بہادر موصوف نے اپنے احمدی ہونے کی وجوہات میں پنڈت لیکھرام کا واقعہ بھی لکھا ہے۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ موصوف نے با وجود ادعائے تحقیق کے احمدیت کے متعلق کچھ بھی تحقیق نہیں کی بلکہ ایک طرف بیانات پر فریفہ ہو گئے جس کا ثبوت خود ان کی مندرجہ ذیل عبارت ہے۔ لکھتے ہیں:

لیکھرام نے نہایت دیدہ دلیری سے مبالغہ اور مبارزہ کے رنگ میں حضرت مرزا صاحب کے خلاف

عذاب کی پیش گوئی شائع کی۔  
(پیغام صلح لاہور ۳ نومبر ۱۹۳۵ء ص ۳ کام ۳)

ہم لیکھ رام کی اس عبارت کا خان بہادر سے ثبوت طلب کرتے ہیں کہ وہ اپنادعویٰ ثابت کرنے کو پنڈت مذکور کی مرقومہ عبارت دکھائیں کہ کہاں لکھی ہے؟ ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ نہیں دکھائیں گے نہ دکھائیں گے۔ انہوں نے مرزاصاحب کے یک طرفہ بیان مندرجہ حقیقتہ الوجی سے دھوکہ کھایا اور اعتقاد کے رنگ میں اس کو صحیح سمجھ کر انہی کی طرح ملک میں پیش کر دیا باوجود اپنے یقین کے ہم خان صاحب کا ثبوت دعویٰ سننے کے منتظر ہیں۔

اس کے علاوہ پنڈت لیکھ رام کے قتل کو مرزاصاحب کی پیش گوئی کے ماتحت سمجھ کر خان صاحب جرأت سے لکھتے ہیں کہ:

وقعہ جرم (قتل لیکھ رام) دن کے وقت اور گھر کے آدمیوں کے رو برو ہوا اور اسی وقت بے حد شور ہوا بلکہ قاتل کا تعاقب ہوا مکان کے نیچے بارات کے اتفاق سے لوگ بڑی کثرت سے جمع تھے اور مکان کی حیثیت دوسرے مکانات سے ملخت تھا بایں ہمہ قاتل کا آج تک بھی پتہ نہ چلا (حوالہ مذکور) یہ سب شاعرانہ تجھیل ہے واقع نہیں۔ خان صاحب بہادر کا فرض ہے کہ اس زمانے (۱۸۹۶ء) کی تحریریات سے اس کا ثبوت دیں۔ ایسی باتیں وہی سننے گا جو ڈپٹی آفیس کی بابت مرزاصاحب کا قول صحیح جانے کا کہ اس کو موت کے فرشتے نظر آنے لگے وہ موت کو سامنے دیکھتا اور موت یعنی سانپ اس کو دکھائی دی اسلئے وہ دل میں ڈر گیا لہذا اس کو مہلت ملی۔

محض یہ ہے کہ خان بہادر صاحب نے کوئی بہادری کا کام نہیں کیا بلکہ وہی کام کیا جو، بہت عرصہ سے ہم سننے آئے ہیں کہ خان بہادر بالکل طویل صفت ہیں جس کی بابت کسی عارف نے کہا ہے:

آنچہ استاد ازال گفتہ ہمارے گوئم

مشورہ: مرزاصاحب قادریانی کے علمی کمالات دیکھنے ہوں تو ہمارا رسالہ علم کلام مرزا، اور روحانی صداقت دیکھنی ہو تو الہامات مرزا، ملاحظہ کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۲۷ شعبان ۱۳۵۳ھ جلد ۳ نمبر ۳ ص ۵-۷)

## اخبار الفضل سے ایک سوال

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امر تریؒ لکھتے ہیں: قادیانی اخبار الفضل نے لکھا ہے کہ:  
 مولوی شاء اللہ امر تریؒ کے لٹریچر میں جا بجا لکھا ہے: (مرزا قادیانی) دجال، اکبر، خناس، حضرت اکدس  
 مرزا جی، فن ابلہ فربی میں چست و چلاک ہیں۔ قادیانی کا ہن، قادیانی کا ہن کی رو سیا ہی،  
 حضرت (گدھا علیہ السلام) مرزا کے الہامات ایک گوزشتر کی طرح ہوا میں پھیل کر بدبو پھیلایا  
 چکے ہیں، کافر، بے ایمان، دوزخی، مخدوم شمن ایمان و دین، غمار فی النار، اکذب انس، فرعون  
 ثانی، مسیلمہ ثانی۔ (الفضل قادیان ۵ نومبر ۱۹۲۵ء ص ۷)

ان سب الفاظ کی بابت سوال کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ معمولی الفاظ ہیں۔ ہاں صرف ایک  
 لفظ غیر معمولی اور بہت ظراحت آمیز ہے۔ گواصوًا اس کا اشارہ قرآن مجید میں ملتا ہے تاہم اس کی تلاش ہے  
 کہ ہم نے مرزا صاحب کو گدھا علیہ السلام کب اور کہاں کہا ہے۔ حوالہ کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بے  
 ثبوت بات کو گدھا پن کہنے پر مجبور ہوں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امر تریؒ ۲۲ نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۲۲ شعبان ۱۳۵۳ھ جلد ۳ نمبر ۵ ص ۵)

## قادیان میں مباهلہ کیوں نہ ہوا؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امر تریؒ لکھتے ہیں:  
 گذشتہ پرچہ اہل حدیث امر تریؒ تیار ہو چکا تھا کہ ناگاہ خبر آئی کہ احرار کا داخلہ قادیان میں حکومت  
 نے بند کر دیا۔ سن کر افسوس ہوا اس میں کس فریق کا قصور ہے؟ ہم اپنی رائے محفوظ رکھتے ہیں۔ سر دست وہ  
 اشتہرانا ظریں اہل حدیث تک پہنچاتے ہیں جو ہم نے بتاریخ مباهلہ شائع کیا تھا۔ اس کے بعد جیسے واقعات  
 ہوں گے پہنچائے جائیں گے۔

## قادیان میں مباہلہ کیوں نہ ہوا

(فریقین اپنی کسی نزاع کا فیصلہ بذریعہ عاد خدا سے چاہیں تو اسلامی اصطلاح میں اسکا نام مباہلہ ہے) بہت دنوں سے شور و غل تھا کہ احرار اور اہل قادیان کے درمیان قادیان میں مباہلہ ہو گا۔ یہاں تک کہ اس کی تاریخ بھی ۲۳ نومبر (۱۹۳۵ء) شائع ہوئی تھی۔ مگر حکومت نے اس اجتماع کو موجب فساد خیال کر کے دنوں فریقوں کو قادیان میں جمع ہونے سے روک دیا۔ بظاہر یہ بندش بدمنی کے خطرے سے ہوئی۔ لیکن حقیقت میں خدا کے نزدیک اس کی وجہ اور ہے۔ اس کو معلوم کرنے کیلئے چند سال پہلے کے واقعات سامنے رکھنے ضروری ہیں جو یوں ہیں اصل نزاع جس کے باعث مسلمانوں میں سخت اختلاف ہو رہا ہے مرا صاحب قادیانی کے دعویٰ میسحیت موعودہ میں صدق و کذب ہے۔ سو اس کا فیصلہ قدرتی و انسانی دنوں طریق سے ہو چکا ہے۔ لہذا اب بغرض فیصلہ کسی دوسرے مباہلہ کی ضرورت نہیں تھی۔ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا مباہلہ کی دعوت دینا دراصل اس فیصلہ خداوندی کو کا العدم کرنا تھا۔ اس لئے قدرت نے اندر اندر ایسے اسباب پیدا کر دیے جن سے مباہلہ ہونے نہ پائے تاکہ (۱۹۰۸ء میں ہونے والے) فیصلہ اُنہی کی ہٹک نہ ہو۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

- جب مرا صاحب قادیانی نے مسح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تو علماء اسلام ان کی تردید پر متوجہ ہوئے۔ رقم نے اپنی تصنیفات خاص کر اخبار اہل حدیث کے ذریعہ مرا غلام احمد صاحب قادیانی کا پے در پے سخت تعاقب کیا تو مرا صاحب نے میرے حق میں موت کی دعا کی۔ یہ تو بالکل صاف بات ہے کہ مرا صاحب متوفی ہر حیثیت میں میاں محمود احمد سے اعلیٰ و ارفع تھے۔ یعنی۔ ۱۔ وہ باپ تھے۔ یہ بیٹا ہے۔
- ۲۔ بقول خود وہ مسح موعود بنی تھے۔ یہ ان کے ماتحت امتی ہیں۔
- ۳۔ وہ مامور اور ملهم تھے۔ یہ کچھ بھی نہیں۔

۳۔ ان سے خدا کا وعدہ تھا کہ میں تیری سب دعائیں قبول کروں گا (اجیب کل دعائے ..  
 (تربیات القلوب۔ ص ۳۸) میاں محمود احمد سے ایسا وعدہ نہیں ۵۔ وہ اصل تھے یہ نائب  
 - وغير ذلك -

پس جس امر میں انہوں نے دعا کر کے اللہ سے فیصلہ چاہا اور خدا نے اس دعا کے قبول کر لینے کا بذریعہ الہام موصوف سے وعدہ بھی کیا ہو اور میاں محمود احمد بھی اس وعدے کے معرف ہوں اور اس دعا کا اثر بھی نمایاں ہو چکا ہو پھر بھی کسی مرزا کی بحث پر بذریعہ مبالغہ خدا سے فیصلہ چاہا جائے تو سابقہ خدا کی فیصلے کی سخت ہٹک ہے۔ اس لئے خدا کی غیرت نے اپنے سابقہ فیصلے کو ہٹک سے پچانے کے لئے کسی دوسرے مقابلہ کو وقوع میں آنے سے روک دیا۔

سنئے مرزا غلام احمد صاحب قادریانی نے دعا کی تھی کہ مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں مرے - اس دعا کے قبول ہونے کا الہام آپ کو ہوا تھا۔ چنانچہ میاں محمود احمد خلیفہ قادریان کو اس امر کا اعتراف ہے۔ آپ لکھتے ہیں ۔

جب حضرت اقدس (مرزا صاحب) نے ثناء اللہ کی نسبت دعا کی اور خدا تعالیٰ نے آپ کو اس کی ہلاکت کی خبر دیدی تو یہ ایک عجید کی پیش گوئی ہو گئی۔  
 (رسالہ تحریک الاذہان زیر ادارت محمود احمد جون جولائی ۱۹۰۸ء۔ ص ۷۹)

یعنی باپ بیٹی یا رسول اور خلیفہ کے بیانات سے کیما صاف ثابت ہے کہ مرزا صاحب کا ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو میری زندگی میں مرجانا تمام مرزا کی مباحثات کا خاتمه ہے۔ اب مقابلہ کی حاجت کیا ہے؟

ہمارے بیان پر مزید یقین حاصل کرنے کو ناظرین مرزا صاحب کا اصل اشتہار ملاحظہ کریں جو حرف بحروف درج ذیل ہے۔ اشتہار مذکور کی عبارت میں کسی قسم کا شک ہو تو مرزا صاحب کے اشتہارات کا مجموعہ موسومہ تلیفی رسالت جلد دہم صفحہ ۱۱۸ پر یہ اشتہار ملاحظہ کریں (اشتہار اور نقل ہو چکا ہے بہاء

بُنی نواع بھائیو!

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر  
بندہ پور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

رقم آشم: ابوالوفا ثناء اللہ کفاحہ اللہ امرتسری مورخ ۲۳ نومبر ۱۹۳۵ء

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۲ رمضان ۱۳۵۷ھ جلد ۳۳ نمبر ۵ ص ۶۷)

## احرار اور قادیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

احرار اپ کھلے لفظوں میں کہتے ہیں کہ قادیانی گروہ کے ساتھ مسائل کا تصفیہ علماء کی طرف سے ہو چکا ہمارا ان کے ساتھ مقابله سیاسی رنگ میں ہے۔ چنانچہ مولوی محمد داؤد غزنوی سکرٹری مجلس احرار نے جلسہ اہل حدیث کا نفرنس میں صاف کہہ دیا تھا کہ مرزا یوں کے ساتھ ہمارا مقابله مذہبی نہیں، بلکہ سیاسی ہے کیونکہ مرزا محمود سیاسی شطرنچ پر بیٹھ کر سیاسی مہروں کو جس طرح چاہتا ہے حرکت دیتا ہے حکومت کے وزراء اور عہدہ دار بھی اس حرکت پر چلتے ہیں حکومت اسلام کے نام پر مرزا یوں کو بڑے بڑے عہدے دیتی ہے اسلئے ہم اس فریب کے جال کو توڑ دینا چاہتے ہیں۔ واقعی بات یہی ہے اور مرزا یوں کی ترقی کی وجہ بھی یہی ہے کہ ابتداء میں باñی مذہب نے حکومت کے ساتھ تعاون کر کے اس کے ساتھ اپنے اتحاد کا یقین دلایا ادھر مسلمانوں کو غلطی میں رکھنے کے لئے انگریزوں کو یا جو جو ماجون لکھا را غرض مرزا صاحب کلاں نے ساری عمر اس شعر پر عمل کیا

حلف عدو سے قسم مجھ سے کھائی جاتی ہے

الگ ہر ایک سے چاہت بتائی جاتی ہے

موجودہ خلیفہ قادیانی اپنے مشیروں کے اس فن میں اپنے باپ سے زیادہ چست واقع ہوئے ہیں اسلئے احرار کا دعویٰ صحیح ہے کہ ہم قادیانی سیاست پر گولہ اندازی کرتے ہیں لیں احرار اور قادیانی کا اختلاف بالکل ایسا ہی

ہے جیسا کہ مسلم لیگ اور ہندو مہا سبھا کا ہے اس لئے حسب اصول تقسیم کار، احرار کو دوسری تبلیغی اجمنوں سے اپنا کام ممتاز کر لینا چاہیے یعنی منقولی مبارحت اور مبارہلہ دوسری اجمنوں اور اشخاص کے سپرد کر دیں۔ احرار ان باتوں میں دخل نہ دیں، جیسے مسلم لیگ کے ممبر ہندوؤں سے تنخ وغیرہ مضامین پر بحث نہیں کرتے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ احرار اہل قادیان کے دھوکے میں آ جاتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو مبارہلہ کی دعوت قبول نہ کرتے۔  
خبر گزشتہ راصلوہ آئندہ را احتیاط۔

(الحمدیث امر تسری ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۲ رمضان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۳ نمبر ۵ ص ۱۳)

## قادیان کی مسجد احرار میں نماز جمعہ نہیں پڑھی گئی

مولانا شناء اللہ امر تسری<sup>ؒ</sup> لکھتے ہیں: شہر امر تسری میں عام طور پر شہرت ہے کہ قادیان کے مسلمانوں کو نماز جمعہ (۲۲ نومبر ۱۹۳۵ء) ادا کرنے سے حکومت نے روک دیا ہے۔

ہم نے اشتہار مندرجہ پرچہ ہذا صفحہ ۶ قادیان میں تقسیم کرنے کو دوآمدی بھیجے تھے۔ انہوں نے اسی روز واپس آ کر بتاتا کہ اسلامی مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے کو اس قدر لوگ آئے ہوئے تھے کہ ان کی تعداد مرزا یوسف کی نسبت بہت زیادہ تھی۔ پولیس کا انتظام کافی تھا۔ کسی نے نماز جمعہ پڑھنے سے منع نہیں کیا۔ صرف مولوی عنایت اللہ صاحب امام مسجد نے چند کلمات شکایت متعلقہ حکومت کہہ کر اعلان کر دیا کہ چونکہ ہمارے بزرگ خصوصاً امیر شریعت کو قادیان میں آنے سے روکا گیا ہے اس لئے ہم بطور احتجاج نماز جمعہ نہیں پڑھتے۔ تم لوگ (حاضرین) اکیلے اکیلے نماز ظہر پڑھو۔ چنانچہ سب نے اپنی اپنی نماز ظہر پڑھ لی۔

مذہبی تعلیم کے لحاظ سے یہ واقعہ ہم نے تعجب سے سن۔ ہمیں شبہ ہوا کہ ہمارے مخربوں کو شاید حقیقت حال کا علم نہ ہوا ہو۔ ہم اشش و پیش میں تھے کہ احرار کا اخبار مجاهد مورخہ ۲۷ نومبر دیکھنے میں آیا تو اس میں بھی مندرجہ ذیل اقتباس ملا: حسب دستور مسلمان اپنی مسجد میں جمع ہوئے مگر آج پیش آمدہ حالات کی بنا پر بالاتفاق یہ قرار پایا کہ حکومت کی تشدیدانہ پالیسی نے چونکہ نماز جمعہ کے لئے امن کی شرط کو مفقود کر دیا، اس لئے فریضہ جمعہ ادنہیں کیا جا سکتا چنانچہ ہر مسلمان نے علیحدہ علیحدہ نماز ظہر ادا کی۔

یہ تقرات پڑھ کر ہمیں اصل حقیقت منکشf ہو گئی کہ نماز جمعہ کا ترک حکومت کے منع سے نہیں ہوا بلکہ حکومت نے جو چند را کا برا حرام کو قادیان میں جانے سے روک دیا اس خفگی میں نماز جمعہ کو ترک کیا گیا۔ اس لئے ہم اپنے قصور علم کا اعتراف کرتے ہوئے اس فعل (ترک جمعہ) سے برأت کا اعلان کرتے ہیں کہ یہ فعل شرعی ہدایت کے ماتحت نہیں ہوا۔ چونکہ احرار سیاسی جماعت ہے، ان کے خیال میں سیاست کی رو سے شاید جائز ہو۔ اللہ ہم

غفرانًاً (المحدث امر ترس ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۲ رمضان ۱۳۵۲ھ ص ۱۳، ۱۴)

## قادیان میں دھوم دھام کی برات

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امر ترسی لکھتے ہیں:

ہمارے ناظرین قادیانی مسح کے خلیفہ اعظم مولوی فضل خان چنگانگنکیال ضلع راولپنڈی سے واقف ہوں گے۔ آپ بالکل فنا فی المرزا کے درجے میں ہیں۔ آپ کو باتابع مرزا الہام بھی ہوتے ہیں۔ خدا آپ کو مخاطب کرتا ہے۔ غرض بہت کچھ (بقول خود) آپ کو خدا سے تعلق ہے۔ آپ اپنے مشن کی اشتاعت کے لئے ٹریکٹ بھی شائع کیا کرتے ہیں جن میں بڑے اعلیٰ درجے کے انشافات ہوتے ہیں۔ حال ہی میں آپ نے ایک عجیب انشاف کیا ہے جس کی ہمیں مطلق خبر نہ تھی۔ ہمیں کیا ہوتی خاندان نبوت قادیان کو بھی خبر نہ ہو گی۔ ناظرین اس انشاف پر بہت مسرور ہوں گے، بلکہ ہمارا خیال ہے کہ قادیان میں جواہل ایمان کی آج کل سخت مخالفت ہو رہی ہے، اس انشاف کے شیوع سے سب دور ہو جائیں گی۔ ہم ناظرین کو اس مسرت کے انتظار میں زیادہ دیر رکھنا نہیں چاہتے۔ پس جلدی سنیں:

زمانہ رسالت میں ایک صاحب، زید بن حارثہ صحابی تھے جن کو آنحضرت ﷺ نے پروش اور تربیت فرمایا تھا۔ پھر زینبؓ سے ان کا نکاح کر دیا تھا۔ آخر کار میاں بیوی میں سوء مزاجی واقع ہونے پر طلاق تک نوبت پہنچ گئی۔ بعد طلاق رسالت مآب ﷺ نے زینبؓ کو شرفِ زوجت بخشنا۔ اس واقعہ کی نسبت مولوی فضل خان موصوف احمدی لکھتے ہیں: ا۔ زید بن حارثہ، مرزا صاحب قادیانی ہیں  
۲۔ زینبؓ مطلقہ مرزا صاحب کی بیوی (نصرت جہان بیگم) والدہ میاں محمود خلیفہ ثانی ہیں

اس تطبيق میں کیسی جانشنا فی کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر (غالباً بذریعہ موت طلاق دی ہوگی۔ شاء اللہ) آنحضرت ﷺ کا پیغام نکاح دیا۔ اس کے بعد زکاح موصوف کے اصل الفاظ یہ ہیں:  
نکاح ہوا تیرا۔ دو لہادوں کو السلام علیکم و رحمة اللہ و برکاتہ

(۹) رعایتی يصل محمد۔ ترجیمہ محمد ﷺ کے پیغمبیر تک اپنی بیوی نینب سے بحقوق زوجیت ملاقات کر۔ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے اور ایک عظیم الشان پیش گوئی متعلقہ قرآن کریم ہے جس کا تنازعہ عرصہ نصف صدی سے چلا آتا ہے۔ اس میں ہر مسلم مسلمہ کا اداۓ شہادت حقہ واجب ہے۔ اس میں سب سے پہلی شہادت حضرت زینب ثانی کے ذمہ واجب الادا ہے۔ یعنی مسح موعود (مرزا) کی موجودہ بیوی سلمہ اللہ تعالیٰ جو کہ خدا کے نزد یک زینب ثانی ہے۔ ان کے ذمہ اس شہادت کا ادا کرنا بذریعہ الفضل قادیان اس طرح واجب ہے کہ آیا انہوں نے ماہ فروری ۱۹۳۲ء سے لے کر ماہ فروری ۱۹۴۱ء تک مہدی مسعود مسح موعود قادیانی کو کشف میں بحقوق زوجیت بمثال زمانہ اول دیکھا ہے یا نہیں۔ ان کی شہادت صرف ہاں یانہ کافی ہے۔ جب وہ شہادت ادا کر دیں تو ساری دنیا سمجھ لے کہ مسح قادیانی کی یہی آسمانی مذکوحة ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں بکثرت موجود ہے۔ اب زید بن حارثہ ثانی مسح قادیانی موسیٰ ثانی، نینب (زوجہ خود) کو طلاق دے چکے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی طرف سے نینب اور اپنی قوم جماعت احمدیہ کے پاس نکاح کا پیغام لا کر ارشاد فرماتے ہیں ان کو کہو۔ ہم کو جلدی لے آئیں (نوٹ)۔ اس جگہ مسح نے نینب کو بہن اس لئے فرمایا کہ طلاق کے بعد وہ مسح کے لئے بمنزلہ بہن کے ہو گئی۔  
پہلا نظام تبدیل ہونے کی یہ پہلی مثال ہے (تمہید قصیر القرآن۔ ص ۶۔ ۷۔)

نظرین کرام! مولوی فضل خان پکے احمدی تبع مرزا اپنے اس بیان میں اگر سچے ملہم ہیں تو عنقریب محمدی برات قادیان آنے والی ہے۔ کون مسلمان ہے جو اس برات میں یا اس کے ولیمے میں شریک نہ ہو۔ اس لئے ہم سب اس ولیمہ میں شریک ہونا اپنی سعادت جانتے ہیں۔

خدا کرے کہ مذکورہ برات اور ولیمہ کی تقریب تک ارکان احرار خصوصاً مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری کو بھی قادیان جانے کی اجازت مل جائے کہیں اس نعمت لا زوال سے محروم نہ رہ جائیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ سبتمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۹ رمضان ۱۳۵۸ھ جلد ۶ نمبر ۶ ص ۲)

## مبالغہ نہ ہوا، برانہ ہوا

در دشمندہ دوانہ ہوا۔ میں نہ اچھا ہوا برانہ ہوا

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امر تری لکھتے ہیں :

مبالغہ احرار قادیانی کے متعلق ہم نے اپنی رائے محفوظ رکھی تھی۔ آج ہم اسے ظاہر کرتے ہیں۔ ہم دیکھتے تھے کہ جو شرطیں قادیانی نے پیش کی تھیں وہ تو معمولی تھیں ان کے علاوہ بعض اور شرطیں ضروری تھیں جو احرار کی طرف سے ہونی چاہیے تھیں۔

چونکہ ہم سے کسی فریق نے مشورہ طلب نہ کیا تھا اسلئے بحکم حدیث (نعم الرجل الفقيه ان احتج

الیہ نفع و ان استغنى عنه اغلى نفسه) خاموش رہے۔

مرزا غلام احمد صاحب متوفی نے ساری عمر میں صرف ایک مبالغہ کیا تھا جو ماہ جون ۱۸۹۳ء میں امر تری میں مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کے ساتھ ہوا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی مولوی صاحب غزنوی سے بہت پیسے وفات پا گئے تھے، مگر چالاکی اور ہوشیاری یہ کہ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کی زندگی ہی میں لکھتے رہے کہ جتنے لوگوں نے مجھ سے مبالغہ کیا سب مر گئے۔

خبر بڑے میاں کی بڑی باتیں تھیں۔ آج چھوٹے میاں صاحب کی سنئیے! مولوی عبدالحق غزنوی کے مبالغہ کی بابت خلیفہ صاحب قادیانی پر سوال ہوا جو میں جواب درج ذیل ہے: سوال: حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے مولوی عبدالحق کے ساتھ مبالغہ کیا یا نہیں۔ اگر کیا تو کیا موت کی صورت تھی یا صرف ذلت کی؟ جواب: ان کو خدا تعالیٰ نے ذلت کا عذاب دیا تھا اور جسمانی عذاب بھی۔ (افضل قادیانی۔ ۳۰ نومبر ۱۹۳۵ء ص ۲)

مبالغہ غزنوی اور مباحثہ آئتم ایک ہی وقت میں ہوا تھا۔ چونکہ مباحثہ میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۱۵ ماہ تک ڈپٹی عبداللہ آئتم کی موت کی پیش گوئی کی تھی اس لئے بعد انتضائے مدت جب وہ نہ مرا، تو اس کے نتیجے میں مرزا صاحب کی جوزعت ہوئی تھی وہ اس زمانہ کے زندہ لوگوں کو یاد ہو گی جس کا مختصر نقشہ مولوی سعد

اللہ لدھیانوی مرحوم کے اشعار ذیل میں ہے۔ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو پیش گئی کے ایام پورے ہوئے تھے اس لئے  
چھٹی ستمبر مرزا غلام احمد صاحب قادریانی پر سخت دوبھر تھی۔ چنانچہ مولوی سعد اللہ مرحوم لدھیانوی نے اس کا ذکر  
یوں کیا ہے

غضب تھی تجھ پ ستم گر چھٹی ستمبر کی  
نہ دیکھی تو نے نکل کر چھٹی ستمبر کی  
ہے قادریانی جھوٹا مرا نہیں آتھم  
یہ گونج اٹھا امرتر چھٹی ستمبر کی

اس واقعہ کا نقشہ ہم نہیں دکھا سکتے جو امرتر اور دیگر بلاد پنجاب میں مسح قادریانی کے حق میں ہو رہا تھا۔  
اس پر مولوی عبدالحق غزنوی مبارکباد نے ایک اشتہار دیا تھا جس کی پیشانی پر ایک شعر ایسا لکھا تھا جو درحقیقت  
آج بھی کام آ سکتا ہے وہ یہ ہے

مد ہے مبارک کو یہ آسمانی۔ ہوئی جس سے ہے ذلت قادریانی  
اس ذلت و رسولی کے بعد خود بدولت کا انتقال بھی غزنوی مبارکباد سے سات سال پہلے ہو گیا تھا باوجود اسکے  
خلیفہ صاحب قادریانی لکھتے ہیں: کہ غزنوی کو ذلت اور عذاب پہنچا تھا۔

اللہ رے دلیری۔ اگر احرار سے بھی مبارکباد ہو جاتا اور خلیفہ قادریان کسی بڑی مصیبت میں مبتلا بھی ہو  
جائتے تو قادریانی پر یہی کہتا کہ احرار کو بڑی ذلت ہوئی ان کا فلاں لیدر قید ہو گیا (جو آج کل معمولی بات ہے)  
یہی ہمارے مبارکباد کا اثر ہے، اسلئے ہماری رائے یہ ہے کہ مبارکباد نہ ہوا برانہ ہوا  
درد شرمندہ دوا نہ ہوا۔ میں نہ اچھا ہوا برا نہ ہوا

مبارکباد ضرور ہو:

مولانا امرتری لکھتے ہیں کہ یہاں تک ہم پہنچتے تھے کہ ڈاک سے ایک خط ملا جو کسی در درسیدہ نے  
در دل سے لکھا ہے جو بعینہ درج ذیل ہے:

قادیانیوں کے بے شمار پوستر اور اشتہارات یوپی کے مختلف مقامات میں شائع ہو رہے ہیں اور وہ احرار کے لیڈروں کے گریز، سرخیاں جما کر لوگوں میں مشہور کر رہے ہیں کہ ہمارے مد مقابل کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔

آپ ہماری فرمائی بذریعہ اہل حدیث اخبار احرار کو توجہ دلائیں کہ جس طرح مظہر علی الظہر نے کمال جرأت سے قادیانیوں سے کل شرائط کی منظوری کا اعلان کر کے کامل جنت ملزمہ قائم کر دی تھی اب آخری حدان کی یہ ہے کہ شرائط شائع کر کے دستخطی کا پی بھیج کر اخبارات میں شائع کر دیں تاکہ گریز کا کوئی باقی نہ رہے۔ وگرنہ۔

آپ ہماری طرف سے اعلان کر سکتے ہیں کہ ہم کل شرائط تسلیم کر سکتے۔ الفاظ مبالغہ حرف بحروف پکار دیں گے۔ ہم کو یقین ہے کہ ہم حق پر ہیں۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان کی گیڈر بھیکیوں سے حراساں ہوں۔

لیکن یہ ضرور ہے کہ پہلے احرار پارٹی کے اخبار مجاهد کو توجہ دلائی جائے میرے کل مقتدى تیار بیٹھے ہیں بشرطیکہ جماعت احرار کی طرف سے کوئی اعلان اس عرصہ میں نہ ہو تو ہم ضرور اس مبالغہ کو کر کے چھوڑ دیں گے۔ (کمال الدین امام اوپنی مسجد قیصر باغ لاہور)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ہماری ذاتی رائے تو ہی ہے جو ہم ابھی لکھ آئے ہیں لیکن آپ اور آپ جیسے درمندوں کے نقطہ نگاہ سے ہم آپ کی طرف سے ایک احسن تجویز لکھتے ہیں۔

احرار کی طرف سے خلیفہ قادیانی کے نمائندوں کو بلا کراں کی ساری شرطیں ایک ایک کر کے لکھی جائیں اور دو پوت ان کے سامنے رکھے جائیں جن میں مقام مبالغہ امرتسر (مکان عیدگاہ مشرقی) مقرر ہو (جہاں ۱۸۹۳ء میں مرزا صاحب کالاں کا مبالغہ ہوا تھا) ایک پوت پران کے دستخط کر اکر رکھ لیں۔ دوسری پوت پر کر کے ان کو دے دیں۔ تصفیہ شروعت سے ۵ اروز بعد کی تاریخ مقرر کی جائے۔

مبالغہ کے الفاظ مجمع حمد صلوٰۃ سب قلم بند کئے جائیں۔

اس کے بعد دونوں فریقوں کا دستخطی اعلان شائع ہو جائے۔

یہ ایک ایسی تجویز ہے کہ دونوں فریق اگر مبایلہ کرنا چاہیں تو انکار نہیں کر سکتے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امتر ۱۳ ادسمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۶ رمضان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۳ نمبر ۷ ص ۵-۶)

## مولوی محمد علی لاہوری سے ایک سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے جماعت پیغمبر (خصوصاً) مولوی محمد علی صاحب اندر میں مسئلہ کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں میں نبی ہوں، خدا کی اصطلاح میں تمام نبیوں کی اتفاق سے حقیقت کے اعتبار، خدا کے حکم کے مطابق نبی ہوں، مسیح ابن مریم سے تمام شان میں بڑھ کر ہوں، یوسف نبی سے افضل ہوں، میرا منکر کافر ہے، وہ مسلمان نہیں جب تک وہ مجھے نہ مانے، میرے مانے والے غیروں کے پیچھے نماز مرت پڑھیں، مکہ شریف میں بھی علیحدہ اپنا نماز کا انتظام کریں، اور غیروں کا جنازہ نہ پڑھیں اور نہ پڑھائیں، روضہ آدم میرے آنے سے مکمل ہوا ہے، میری آمد پر انبیاء نے ناز کیا ہے، اور وہ زندہ ہوئے ہیں، میں عرفان میں کسی نبی سے کم نہیں، میری صداقت پر اتنے دلائل ہیں کہ ان سے ہزار نبی کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ میں نیا نبی نہیں ہوں، مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آچکے ہیں، اور آخر خضرت ﷺ کے بعد نبی آسکتے ہیں مگر غیر تشریعی، میں نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص کیا گیا ہوں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا، میری وحی قرآن مجید اور تورات زبور کی طرح یقینی ہے، میرا ایمان انبیاء کے ایمان سے ذرہ کم نہیں ہے، جو مجھے نہیں مانتا وہ ایمان سے خالی ہے اس کا سورت فاتحہ پر ایمان نہیں، میرے اندر تمام انبیاء کے اوصاف جمع ہیں، خدا نے مجھ کو صد ہماری نبی کے لفظ سے پکارا ہے، وغیرہ

کیا ایسا شخص مدعا نبوت قرار دیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ بصورت اول اپنے دعویٰ میں کاذب ہو گایا صادق۔ جو خیال ہو شریعت اسلامیہ کی روشنی میں مدلل لکھ کر ظاہر کیا جاوے۔ یہ ایک عام استفسار ہے جناب مرزا صاحب کو درمیان میں لانے کی ضرورت نہیں۔ خاکسار مفتی محبوب سنجانی متوفی راجہ نزیل لاہور (ہفت روزہ اہل حدیث امتر ۱۳ ادسمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۶ رمضان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۳ نمبر ۷ ص ۶)

## احرار کا امیر شریعت گرفتار

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

جماعت احرار کو اس وقت ہر طرف سے مقابلہ درپیش ہے سب سے برا مقابلہ قادیانی کے ساتھ ہے۔ اس حال میں ان کے امیر کا گرفتار ہو جانا بظاہر بہت ہی دل شکن ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

مولوی عطاء اللہ شاہ (امیر شریعت جماعت احرار) کو بتارخ ۲۲ نومبر ۱۹۳۵ء جب قادیانی میں جانے بلکہ آئندہ سارے ضلع گورا سپور میں داخل ہونے سے حکومت نے منع کر دیا تھا تو انہوں نے اپنی تقریر میں اعلان کیا تھا کہ ہم ۶ دسمبر کا جمعہ قادیانی میں پڑھیں گے چنانچہ اس اعلان کے مطابق ۶ دسمبر کی صبح کو ٹرین میں بٹالہ پھر بٹالہ سے قادیانی پہنچنے کے ارادہ سے نکل پڑے چونکہ یہ حکم اتنا می خصوص نہ ہوا تھا اسلئے بٹالہ سے ورنے اٹیشن یعنی جتی پورہ پر آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ آپ کی گرفتاری پر پبلک کے ہجوم سے شاید حکومت کو کسی قسم کا خطرہ ہو گا اس لئے انتظام برداشت تھا ضلع کے بڑے بڑے افرائیشن بٹالہ پر موجود تھے یہاں تک کہ ڈپٹی مکشفر، پرنسپل نٹ پولیس وغیرہ بھی موجود تھے۔

ہمارا خیال ہے کہ یہ کام خلاف حکم دانستہ کیا گیا ہے کیوں کیا گیا، غالباً سوچ سمجھ کر قانون دانوں کے مشورہ سے کیا گیا ہو گا۔ امید ہے اس کا نتیجہ بھی جلد ہی نکل آئے گا۔ ہماری دعا ہے کہ خدا شاہ صاحب کو محفوظ رکھے۔ فیصلہ: یہ سطور لکھ چکے تھے کہ خبراً آئی کہ شاہ صاحب کو چار ماہ قید کی سزا ہو گئی۔ دو سال کا خطرہ تھا۔

**تخفیف سزا پر احمد اللہ۔** (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ دسمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۲ رمضان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۳ نمبر ۷ ص ۱۵)

## قادیانی ہمارا حرم ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

عرصہ ہوا قادیانی سے ایک نظم شائع ہوئی تھی جس کا ایک شعر یہ تھا:

مظہر حق دیدہ ام گویا فرود آمد خدا۔ در شمار مکہ چوں نآید شمار قادیان  
آج اس شعر کی مزید تشریع آئی ہے

اکابر احرار کو حکومت نے قادیان میں داخل ہونے سے منع کر دیا جو ایک معمولی بات ہے۔ اس کے متعلق خلیفہ قادیان (مرزا محمد احمد) نے جمعہ کے روز ایک خطبہ پڑھا جو نمکورہ بالاشعر کی گویا تشریع ہے۔ خلیفہ مرزا محمد احمد صاحب نے قادیان کو مکہ مدینہ کے بعد اپنا مقدس مقام قرار دے کر کہا ہے کہ کوئی غیر مسلم (غیر مرزا) یہاں نہیں آنا چاہیے۔ چنانچہ ان کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

جب کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بعد ان سے اتر کر قادیان ہمارا مقدس مقام ہے اور جب کہ رسول کریم ﷺ کے بروز اور آپ کے نائب اور آپ کے خلیفہ اور آپ کے وجود کو اپنے اندر ظاہر کرنے والے مظہر حضرت مسیح موعود (مرزا) نے سلسلہ کی ترقی اور اس کی عظمت کے لئے قادیان کو مرکز مقرر کیا تو یقیناً ہمارا حق ہے کہ ہم مطالبہ کریں کہ وہ (احرار) ہمارے اس مقدس مقام کو اپنے حشی مظاہروں سے پاک رکھیں یہ وہ مسئلہ ہے جسے قرآن مجید نے پیش کیا یہ وہ اصول ہے جسے اسلام نے دنیا سے منوالیا اور یہ وہ دلیل ہے جس کی وجہ سے رسول کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو غیر مسلموں سے آزاد کر دیا۔ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ حرم وہ مقام ہے جس میں کوئی غیر مسلم نہیں آ سکتا سوائے اس کے وہ آنے کی اجازت لے لے... ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیان میں دوسرے لوگ داخل ہو کر ایسے مظاہرات نہ کریں جس سے سلسلہ احمد یہ اور بانی سلسلہ احمد یہ کی ہٹک ہوتی ہو (وغیرہ)۔  
(الفضل قادیان ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء ص ۵-۷)

یہ ہے اس شعر کی تشریع کہ قادیان بھی قادیانی جماعت کے لئے حرم ثالث ہے کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب متوفی نے ازالہ اور ہام میں لکھا ہے کہ مجھے کشف میں ایک قرآن دکھایا گیا اس کے ایک صفحہ پر ان تین شہروں کے نام لکھے تھے۔ مکہ، مدینہ، اور قادیان۔ اسی لئے ایک قادیانی شاعر کا کلام ہے:

چ گوئم با تو گر آئی چہا در قادیان بنی  
دوا بنی شغا بنی غرض دار الامان بنی

گو مخالفین نے اس شعر کو تصرف کر کے دوسرا شکل میں دکھایا ہے جسکے الفاظ یہ ہیں:

چہ گوئم با تو گر آئی چہا در قادیاں بنی  
و با بنی خزان بنی غرض دار الزیاں بنی

گلر خلیفہ قادیانی کا نقطہ نظر وہی ہے جو ان کے خطبے سے ہم نے دکھا دیا ہے۔ چونکہ ہم بھی قادیان سے خاص تعلق رکھتے ہیں آج سے نہیں بلکہ بہت عرصے سے ہے، اس لئے ہم خلیفہ صاحب اور ان کے مشوروں سے ایک سوال کرتے ہیں:

سوال: جو کام کسی امت کے رسول کی زندگی میں ہو چکا ہواں رسول کا خلیفہ اس کو ناجائز قرار دے سکتا ہے: جواب غالباً نعمی میں ہو گا یعنی ایسا نہیں ہو سکتا۔ پس اگر یہ اصول مسلم ہے تو پھر بتاؤ کہ آپ کے بڑے میاں جن کی شان کے آپ لوگ گیت گاتے ہیں، یعنی جناب مرزا غلام احمد صاحب مدعا مسیحیت و مہدویت کی زندگی میں مسلمانوں کے جلسے زیر اہتمام قاضی عنایت اللہ اور علیٰ مہر الدین وغیرہ ارکان انجمن اسلامیہ قادیان میں ہوتے رہے اور علماء لا ہو امر تسردیوں نے اپنے علاوہ امور میں کافی تقریریں کرتے رہے۔ اس کے بعد خلیفہ اول کی خلافت بلکہ موجودہ خلیفہ کی خلافت میں مخالفانہ جلسے ہوتے رہے۔

اگر یاد نہ ہو تو ایک واقعہ بطور نظیر پیش کرتا ہوں جب کہ ہم قادیان میں جلسہ کر رہے تھے، میاں محمود احمد خلیفہ قادیان نے میرے پاس اپنے ماموں مولوی میر اسحاق صاحب کو بھیجا۔ وہ پیغام لائے کہ خلیفہ صاحب آپ لوگوں کی دعوت طعام کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے انجمن اسلامیہ قادیان میں دعوت نامہ پیش کر دیا۔ انہوں نے اپنی مقامی مصلحت کے ماتحت انکار کر دیا۔

پھر کیا وجہ ہے کہ اصل بانی نہ بہ بلکہ خلیفہ اول و دوم کے زمانہ کے مخالفانہ جلسے مقام مقدس کی شان کے مخالف نہ ٹھہرے، تو اب اس میں کون سی مزیت آگئی ہے کہ مخالفانہ جلسے یا مظاہرے نہ کئے جائیں۔

### گورنمنٹ سے روئے سخن:

حکومت سے یہ امید نہیں کہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کی ان بھول بھلیوں میں آگئی ہو۔ لیکن اگر انسانی طاقت

نے کمزوری دکھائی ہو، تو ہمارا معروضہ جواب دیکھ کر اپنی غلطی کی اصلاح فرمائے اور قادیان میں قانون کے ماتحت مخالفانہ جلسوں کو اسی طرح ہونے دے جس طرح بڑے مرزا صاحب کے زمانہ میں ہوتے تھے۔  
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۳۵ء دسمبر ۲۰۲۰ء مطابق ۲۳ رمضان ۱۴۳۸ھ جلد ۲۳ نمبر ۸ ص ۶۷)

## احرار کی گرفتاری اور سزا یابی

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

آخر وہی ہوا جس کا اندر یتھہ تھا کہ احرار نماز جمعہ کے لئے قادیان جائیں گے اور گرفتار ہو کر سزا پائیں گے۔ چنانچہ مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری جو گذشتہ جمعہ کو مولوی محمد قاسم شاہ بھہان پوری اور غلام نبی جانباز امرتسری شاعر بنعیم اپنے ہمراہیوں کے قادیان جمعہ پڑھنے گئے۔ قادیان پہنچتے ہی گرفتار ہو گئے اسی جگہ پیش ہو کرتین ماہ قید سے سزا یاب ہوئے۔

قادیان کی بابت دو احکام جاری ہیں:

۱۔ بعض لیڈران احرار کے لئے قادیان کے سارے ضلع میں داخل ہونا منع ہے چاہے وہ قادیان سے دور دراز مقام مثلاً شتر گڑھ وغیرہ کو بھی جائیں۔

۲۔ قادیان کے اردو گرد چار میل تک احراری جماعت کوئی جلسہ جلوس نہیں کر سکتی۔

مولوی محمد قاسم شاہ بھہان پوری چونکہ ان منوع اشخاص سے نہ تھے، جن کو قادیان کے سارے ضلع گور داسپور میں جانا منع ہے، نہ وہ چار میل کے اندر جلسہ کرنے گئے، پھر ان کو کیوں گرفتار کیا؟  
اس سوال کے جواب کے لئے پولیس نے مولوی صاحب کو بیان کے شیش پروار نٹ دکھایا کہ قادیان کے نواح میں چار چار میل آپ نہیں جا سکتے۔

تاہم سوال باقی رہا کہ کیا یہ بندش پہلے حکم پر متفرع ہے یا بعد میں سرکار ہے۔ پہلا حکم تو چار چار میل تک جلسہ جلوس کی بندش کا تھا، نماز جمعہ کا اجتماع جلسہ کی تعریف میں نہیں آ سکتا۔

علاوہ اس کے اگر بزور لایا بھی جائے، تو نماز جمعہ کے وقت جلسہ ہونے سے مجرم ہوتے نہ کہ محض داخلہ سے۔

یہ قانونی سقم ہماری ناچس سمجھ میں صاف نہیں ہو سکتا۔ ہاں گورنمنٹ اگر اعلان کر دے کہ ہم نے حسب منشاء خلیفہ قادیان، قادیان کو حرم ثالث منظور کر کے احرار سے قادیان کو پاک کرنے کا تھیہ کر لیا ہے، تو ہم اپنا اعتراض واپس لیں گے۔ مگر اتنا عرض کر ضرور کریں گے کہ آج سے پہلے سلطنت برطانیہ یا کسی سلطنت میں ایسی نظر نہیں ملتی کہ ایک آباد بستی کو جہاں ہر قسم کے لوگوں کی آبادی ہو دور دراز سے آنا جا ہو، اس کو منزوع الداخلہ قرار دیا جائے حالانکہ احمدیت کے بانی کی زندگی میں مخالفانہ جلسے برابر ہوتے تھے۔ قادیانی اخباروں میں برابر شکایت چھپتی تھی لیکن حکومت اپنے ادعائے مساوات پر قائم تھی۔

نوٹ: احرار کی پالیسی سے گوہیں بہت کچھ اختلاف ہے مگر چونکہ احرار ایک سیاسی جماعت ہے ان کے افعال کو سیاسی نظر سے دیکھ کر ہم حکومت کو مشورہ دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے کہ اس قسم کے امتیازات اصول مساوات کے خلاف ہیں۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ ستمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۲۳ رمضان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۳ نمبر ۸ ص ۱۵)

## مرزا سیت میں تو حیدر؟

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں: اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۲ نومبر ۱۹۳۵ء میں ہم نے قادیانیت کے متعلق ایک جدید انکشاف کیا تھا۔ اس سے امت مرزا یئہ کی دونوں پارٹیوں میں تہلکہ پڑ گیا۔ قادیان اور لاہور دونوں مرکزوں میں اضطراب محسوس ہوا اور سخت بے چینی میں جو کچھ زبان پر آیا کہہ گذرے۔

چی بات یہی ہے کہ اہل حدیث کی گرفت پنج فولادی سے کم نہیں ہوتی۔ قادیانی اخبار نے جو طریقہ اختیار کیا وہ تو کوئی نیا نہیں، اسے تو خلیفہ قادیان نے رکھا ہی اسی لئے ہے کہ آئے گئے کے گلے پڑے۔ اس لئے اس کا توفیق ہی نہیں۔ ہاں افسوس لاہوری جماعت کے اخبار پیغام صلح اور اس کے مضمون بگار پر ہے جس نے باوجود مدعی تہذیب ہونے کے اتباع سنت مرزا کا کافی ثبوت دیا۔ خیر جو کچھ انہوں نے کیا اپنے ہیر و کے اتباع میں کیا ہے ہمارا اعتراض جس شعر پر تھا وہ یہ ہے:

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم  
آنچنان از خود جدا شد کن میاں افتاد نیم

(توضیح مرام تقطیع کاں - ص ۱۱)

اس شعر کا جو مطلب مجیب نے بتایا ہے وہ اسی کے الفاظ میں درج ہے:

آپ (آنحضرت) خدا کی صفت تو حید کے مظہر اتم ہیں کیونکہ آپ نے اپنے آپ کو بالکل فنا کر دیا

کہ تو حید خداوندی سے احمدیت کے رنگ میں یعنی عاشقانہ حمد الہی سے آپ اس قدر رنگیں ہوئے کہ

تمام مخلوقات سے واحد و یگانہ ہو گئے۔ دوسرے لفظوں میں احمد سے احمد ہو گئے۔

احمد کے معنی یہ ہے بہت تعریف کرنے والا اور اس بہت حمد کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس کی تعریف کرتا تھا اس کی

صفت احمدیت کا وہ مظہر اتم ہو گیا۔ اس جیسا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ احمد سے

احمد ہو گیا۔ (پیغام صلی اللہ علیہ وسلم ۳ دسمبر ۱۹۲۵ء ص ۹)

اس ساری تقریر کا لفظ یہ ہوا، جوار دو میں کسی متصوف نے کہا ہے: خودی جب گئی خود خدا ہو گیا

اسی تشریح کے مطابق آنحضرت ﷺ جب احمد سے احمد (اللہ) ہو گئے تو لامی ہے کہ حضور کی بشریت نہ رہی ہو گی

کیونکہ اجتماعِ عمد میں حال ہے ایسا خیال کرنا نص قرآنی انما انابشر مثلکم کے صریح خلاف ہے۔

سنوا! ہم کسی ایرے غیرے کی بات کو عقاید میں جحت نہیں جانتے۔ ہمیں کوئی آیت یا حدیث دکھاؤ

جس سے یہ (بشرکانہ) عقیدہ ثابت ہو سکے کہ آنحضرت ﷺ احمد سے احمد ہو گئے تھے۔

اگر نہیں دکھا سکتے تو ہم مجبور ہیں کہ زیر تصریح شعر و مشرکانہ رنگ سے نگین پر از غلاظت سمجھیں کیونکہ

یہی وہ اصول ہے جس نے عیسائیوں کو مسیح کی تعلیم سے ہٹایا یہی وہ اصول ہے جس نے ہندوؤں کو اوتار کا

عقیدہ ذہن نشین کرایا۔ ہم تو ایسے عقیدہ کو کفر و شرک اور حضرات انبیاء کی تعلیم کے سراسر خلاف جانتے ہیں۔

ناظرین! ان صنم پرستوں کی مکuous ترقی ملاحظہ کریں کہ اہل بدعت کا حسب ذیل عیسائیانہ شعر بھی

اپنی غرض سے صحیح بتاتے ہیں:

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر

اتر پڑا وہ مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

مجیب صاحب اپنی بات بنانے کے لئے اس ناپاک پر از شرک و کفر کلام کی بھی تصحیح فرماتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

مولوی صاحب بحال (ای طرح مرقوم ہے۔ شا) خوبیش بدعتیوں کا ایک شعر بھی نقل کیا ہے تاکہ ان کا شرک وبدعت ظاہر ہو۔ حضرت مرتضیٰ کے کلام کو بھی اسی مفہوم پر محبوں کیا جائے۔ اور وہ شعر یہ ہے:

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر  
اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر  
مجھے تو اس کلام میں بھی وہ چیز نظر نہیں آئی جو مولوی ثناء اللہ صاحب کو نظر آ رہی ہے کیونکہ جس  
مسلمان نے یہ شعر کہا ہے وہ زیادہ سے زیادہ آنحضرت ﷺ کی آمد کو مجاز اخدا کی آمد قرار دیتا ہے اور  
یہ وہ بات کہ جو توریت و انجیل کی پیش گوئیوں میں بھی موجود ہے ورنہ جو مسلمان خدائی کو ازالی  
ابدی اور دخول و حلول، عروج و نزول اور جسم سے حقیقتاً پاپ اور مبراجانتا ہے وہ کیونکر کہہ سکتا ہے کہ  
خود ذات الہی جسم ہو کر آگئی۔ پس اس کلام کا منشارف یہی ہو سکتا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کو مظہر  
ذات حق قرار دیتا ہے اور یہ امر واقعہ ہے مگر مولوی صاحب نیک پہلو بھی اختیار کرنا چاہتے ہی نہیں  
(پیغام صلی اللہ علیہ وسلم)

کیا ہی صحیح ہے:

اس نقش پا کے سجدے نے یاں تک کیا ذلیل  
میں کوچہ رقب میں بھی سر کے بل گیا  
اب ہم بتاتے ہیں کہ ان لوگوں کو اس غلط عقیدے کی تائید کرنے سے کیا فائدہ ہے۔ ہم تو ان کے اندر وہی  
مقاصد سے بھی واقف ہیں پس ہم ناظرین کو آگاہ کرتے ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب کا یہ دعویٰ مشہور ہے کہ میں بروز اور ظلِ محمدی ہوں (تریاق القلوب) چونکہ خود  
مرزا صاحب قادریانی کا منشاء تھا کہ میں اپنی ذات میں اسی درجہ احادیث کا ثبوت دوں اس لئے بطور تمہید  
آنحضرت ﷺ کی شان میں یہ صفت بتا کر اپنے لئے اعلان کر دیا کہ خدا نے مجھے یہ الہام کیا ہے:  
انما امرك اذا اردت شيئاً ان تقول له کن فيكون (حقیقت الوجی ص ۱۰۵) یعنی خدا کہتا ہے  
اے مرزا تجھے اختیار ہے کہ جب تو کوئی چیز چاہے، کن (ہو جا) کہدے، وہ فوراً ہو جائے گی۔

(مرزا یو! ایمان سے کہنا مرزا صاحب حسب فیصلہ آخری میری موت چاہتے تھے یا انہیں بقیا میری۔ پھر ہوا کیا؟ وہی جو خدا نے فرمایا ہے لا یحیق المکر السیء الا باہله۔ شاء اللہ امترسی)

چونکہ اصل شخصیت محمد یہ علیہ الٰہی تھی و السلام ذات احادیث میں مستغرق ہو کر احمد ہو گئی تھی میں بروز اور ظل بھی اس درجے تک پہنچ گیا ہوں کہ یہ دعویٰ کروں کہ:

مجھے فنا کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔ (خطبہ الہامیہ ص ۲۳)

پس اصل راز یہ ہے جو خود غرضی پر مبنی ہے کہ میرے دعوے پر کوئی شخص اعتراض کرے تو میں بے خبروں کو پھانسے کے لئے آنحضرت ﷺ کی صفت و شناکرتا ہوا کہہ دوں گا:

شان احمد را کہ داند جز خداوند کر یم

آنچنان از خود جدا شد کز میاں افتاد یم

او احمدی ممبر و تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم سلسلہ انبیاء پر چلنے والے ہیں۔ ہمارے مرزا کی نبوت منہاج

نبوت محمد یہ پر مبنی ہے۔ آواب فیصلہ آسان ہے۔ نبوت محمد یہ میں کوئی لفظ ان معنی کا دکھادو، ورنہ ہمیں اجازت

دو کہ ہم اس بارے میں آپ کو قرآنی فیصلہ سنائیں جو بالکل صاف ہے۔ غور سے سنو:

لقد كفر الذين قالوا إن الله هو المسيح ابن مريم

(اے ایمان کا فریں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ دراصل اللہ ہی مسیح بن مریم ہے)

اس آیت کے ماتحت ہم کہہ سکتے ہیں

لقد كفر الذين قالوا إن الله هو المسيح ابن مريم

دونوں کلاموں میں کچھ فرق نہیں۔

احمدی دوستو! کیوں ایک بے جان بہت کی پوجا کرتے ہو۔ کیوں اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں کرتے۔ اس

سے بہتر ہو کہ بہائیوں کی طرح اپنی الگ شریعت بنالو، پھر جو جی میں آئے گا تے پھر واوریہ کہتے جاؤ۔

نه پیروی قیمیں نہ فرہاد کریں گے۔ ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کریں گے

(ہفت روزہ اہل حدیث امترسی ۲۷ دسمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۳۰ رمضان ۱۳۵۲ھ جلد ۳۳ نمبر ۹۔ ۶۔ ۷۔ ۱۰)

## حدوث مادہ و ارواح

پنڈت آتمانند مصنف ویدک تہذیب، بٹالہ سے لکھتے ہیں:

میں نے اخبار اہل حدیث امرتسر میں تین قسطوں میں اسی عنوان سے ایک مضمون شائع کرایا تھا جس میں وید منتروں، اپنے شاستروں درشن شاستروں پر سوامی دیانند اور دیگر آریہ سماجیوں کے تربجموں، ستیار تھوڑا کاش، رگوید، آدی بھاشیہ بھومکا کے قریباً میں حوالہ جات سے ثابت کیا تھا کہ ویدوں کے اپنے شاستروں، شاستروں حتیٰ کہ مہرشی سوامی دیانند جی کی تحریروں میں کہیں پر بھی روح و مادہ کو از لی وابدی نہیں لکھا بلکہ حادث اور فانی مانا ہے۔ حتیٰ کہ لفظ پر کرتی مادہ بھی چاروں ویدوں میں ندارد ہے اور نہ مادہ۔ پر کرتی کا کوئی مترادف ایسا لفظ ہے جسے قدیم لکھا ہو۔ نیز یہ کہ اگر پر کرتی اور جیکو ویدوں میں نتیجہ یعنی قدیم لکھا ہوا دھلادیں تو میں آریہ سماجیوں کو فی منظر پانچ روپے کے حساب سے انعام دینے کیلئے تیار ہوں۔ لیکن آج تک کسی آریہ سماجی نے کوئی وید منتر اپنے اس مشرکانہ عقیدہ کی تائید میں پیش نہیں کیا۔ اور نہ تاپر لے پیش کر سکیں گے۔ یہ ہماری پیش گوئی ہے۔ اور کریں گے بھی کہاں سے جب کہ ویدوں میں اس مشرکانہ اور کافرانہ عقیدہ کی بوتکن نہیں پائی جاتی۔

آج میں کتابی حوالہ جات سے قطع نظر کر کے آریہ سماج اور ان کے چیلوں چانٹوں اور مرزا غلام احمد صاحب قادری اور خلیفہ محمود احمد وغیرہ مرزا نیوں کے دلائل کی تردید شائع کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ان دونوں فرقوں کو اپنی غیر معقول اور بودی دلیلوں پر بڑا ناز و فخر ہے۔ آریہ سماجی یہ دو دلیلیں پیش کیا کرتے ہیں:

اول: اگر روح و مادہ از لی نہیں ہے تو خدا نے دنیا کو کس شے سے خلق کیا؟

دوم۔ چونکہ صفات اور موصوف کا دائمی تعلق ہوتا ہے یعنی صفت اپنے موصوف سے کبھی عیحدہ نہیں ہو سکتی، اور موصوف اپنی صفت کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ لہذا اگر مخلوق کو از لی وابدی نہ مانا جاوے تو خدا کی صفت خالقیت بھی حادث مانی پڑے گی اور خالقیت وغیرہ حادث صفات کا موصوف خدا بھی حادث اور فانی مانا پڑے گا جو محال ہے۔ اس لئے جب تک روح و مادہ کو قدیم اور از لی نہ تسلیم کیا جاوے تب تک خدا بھی از لی وابدی نہیں

مانا جاسکتا۔ اسی دلیل کے ماتحت مرزا غلام احمد صاحب قادریانی الٰو صیہ میں لکھتے ہیں:

اس (خدا) کی تمام صفات ازلی وابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ (ص ۱۰)

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادریانی بھی دعوة الامیر میں مرزا ای عقیدہ نمبر ۳ میں لکھتے ہیں:

اس (خدا) کی صفات کسی بھی وقت معطل نہیں ہوتیں وہ ہر وقت اپنی قدرت نمائی کر رہا ہے۔ (ص ۲)

اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت معطل نہیں ہوتی۔ (ص ۱۲۵)

گویا مصنوعی اور خلیفہ صاحب کے نزدیک خدا کی صفت خالویت ازلی وابدی بلا قابل عطالت ہے۔ بڑے مرزا غلام احمد قادریانی اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب پر لیکھر، میں لکھتے ہیں:

ہمیں معلوم نہیں کہ دنیا پر اس طرح کتنے دور گزر چکے ہیں اور کتنے آدم اپنے اپنے وقت میں آچکے ہیں چونکہ خدا قدیم سے خالق ہے اس لئے ہم مانتے اور ایمان لاتے ہیں کہ دنیا اپنی نوع کے اعتبار سے قدیم ہے لیکن اپنے شخص کے اعتبار سے قدیم نہیں ہے۔ افسوس کہ حضرات عیسیٰ یا یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف چھ ہزار برس ہوئے کہ جب خدا نے دنیا کو پیدا کیا اور زمین و آسمان بنائے اور اس سے پہلے خدا ہمیشہ کے لئے معطل اور بیکار تھا اور ازلی طور پر معطل چلا آتا تھا۔ یہ ایسا عقیدہ ہے کہ کوئی صاحب عقل اس کو قبول نہیں کرے گا۔ مگر ہمارا عقیدہ جو قرآن نے ہمیں سکھایا ہے یہ ہے کہ خدا ہمیشہ سے خالق ہے (بلطفہ ص ۳۰)

خلیفہ قادریانی (مرزا محمود احمد) بھی کتاب، حضرت مسیح موعود کے کارنامے، میں لکھتے ہیں:

حضرت مسیح موعود (مرزا) نے فرمایا، یہ دونوں باتیں غلط ہیں یہ مانا بھی کہ کسی وقت خدا کی صفات میں قابل تھا، خدا تعالیٰ کی صفت قیوم کے خلاف ہے۔ اسی طرح یہ کہنا بھی کہ جب سے خدا تعالیٰ ہے تبھی سے دنیا چلی آتی ہے۔ خدا کی صفات کے خلاف ہے۔ شاید بعض لوگ کہیں کہ دونوں باتیں کس طرح غلط ہو سکتی ہیں، دونوں میں سے ایک نہ ایک صحیح ہونی چاہیے لیکن یہ ان کا خیال مادیات پر قیاس کرنے کے سبب سے ہوگا۔ اصل میں بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جو عقل انسانی سے بالا ہوتی ہیں اور عقل ان کی کہنا نہیں بہت سکتی۔ دنیا کا پیدا ہونا چونکہ انسانوں، جمادات بلکہ ذرات

سے بھی پہلے کا واقع ہے۔ اس لئے انسانی عقل اس کو نہیں سمجھ سکتی۔ پس صحیح نہیں ہے کہ اس امر کی پوری حقیقت کو انسان پوری طرح سمجھ ہی نہیں سکتا۔ اور سچائی ان دونوں دعووں کے درمیان درمیان ہے یہ مسئلہ بھی اسی طرح محیر العقول ہے جس طرح کہ زمانہ اور جگہ اور مسئلہ ہے (ایضاً ص ۲۹)

حضرت مسیح موعود (مرزا) نے اس بحث کا یوں فیصلہ فرمایا ہے کہ نہ خدا تعالیٰ کی صفت خالقیت کبھی معطل ہوئی اور نہ دنیا خدا کے ساتھ چلی آ رہی ہے اور صداقت ان دونوں امور کے درمیان ہے اور اس کی تشریح آپ (مرزا قادیانی) نے یہ فرمائی ہے کہ مخلوق کو قدامت نوعی حاصل ہے، وقدامت ذاتی کسی شے کو حاصل نہیں۔ کوئی ذرہ کوئی روح، کوئی چیز ماسوائے اللہ ایسی نہیں کہ جسے قدامت ذاتی حاصل ہو لیکن یہ یقین ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ سے اپنی صفتِ خلق کو ظاہر کرتا چلا آیا ہے۔

(بلطفۃ الایضاً ۲۹)

بلکہ یہ فرمایا ہے کہ مخلوق کو قدامت نوعی حاصل ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب کا یہ عقیدہ گلوہ ہیدہ یعنی آریہ سماج کی تقليد ہے جو مخلوق کو نوع یعنی پرواہ ہے از لی وابدی و قدیم مانتے ہیں۔ اگرچہ بعض جگہ مرزا صاحب اور خلیفہ صاحب دونوں نے روح و مادہ کو از لی وابدی بھی تسلیم کیا ہے لیکن بخوب طوال مزید حوالے نہ دے کر اسی عقیدہ پر بحث کی جاتی ہے۔

آریہ سماج کے اس اعتراض نے صرف مرزا صاحب کو ہی حیران و پریشان نہیں کیا بلکہ کئی دیگر علماء کو بھی چکر میں ڈال رکھا ہے کہ اگر روح و مادہ کو حادث جان کر مخلوق کا آغاز اولین قبول کیا جاوے تو مخلوق کی پیدائش سے قبل ہمیشہ کے لئے خدا از لی طور پر معطل اور بے کار مانا پڑتا اور اسی اعتراض سے ڈر کر مرزا صاحب نے خدا کی صفت خالقیت کو بھی از لی و قدیم بلا تعطل مان لیا ہے اور ازال سے ہمیشہ معطل اور بے کار رہنے کا الزام عیسائیوں کے خدا پر لگایا ہے اور خود نہ سمجھ سکنے سے اسے بعد از عقل اور محیر العقول قرار دیا ہے اور ساتھ ہی زمانہ اور جگہ (کال اور دش) کو بھی قدیم اور محیر العقول تسلیم کیا ہے۔

جب کہ مرزا صاحب اور خلیفہ میاں محمود احمد صاحب کا نزل من السماء اور تمام مرزا نی یہ اقرار کرتے ہیں کہ، کوئی ذرہ، کوئی روح، کوئی چیز ماسوائے اللہ ایسی نہیں جسے قدامت ذاتی حاصل ہو، (

مُسْتَحْمَدُوْدَ کے کارنا مے۔ ص ۳۹)۔ تو لازمی طور پر ماننا پڑے گا کہ ارواح و مادہ اور تمام مخلوق حادث ہے نیز یہ بھی کہ جب مادہ و ارواح حادث یعنی غیر از لی ہوئے تو ان کے ملاپ سے پیدا شدہ مخلوق بھی حادث اور غیر از لی ہوئی۔ اب دنیا کے خواہ کروڑ ضرب کروڑ بلکہ کروڑ کے عد کو کروڑ دفعہ بھی ضرب دے کر جو عدد حاصل ہو اتنے بھی دور کیوں نہ فرض کر لئے جائیں ان سب درودوں بلکہ ان کی علّت مادی ارواح و مادہ کی پیدائش سے بھی پہلے خدا تھا اسے ازل یعنی زمانہ ماضی غیر متناہی سے مادہ و ارواح کی پیدائش سے قبل معطل اور بے کار مرا زائیوں کو بھی مانا ہی پڑے گا اور جو الزام حضرت مرا زانے عیسائیوں پر لگایا ہے یعنی وہی الزام کہ، خدا ازل سے معطل اور بے کار تھا، لفظ بالفاظ مرا صاحب پر بھی عاید ہو جاتا ہے بقول شخصی: ایں گناہیست کہ در شہر شانیز کند خواہ دنیا کا صرف بھی ایک در مانیں خواہ دس کھرب ایسے در مانیں وہ سب حادث ہوں گے اور روح و مادہ کی پیدائش سے پہلے ازل سے خدا پر معطل اور بے کار رہنے کا الزام، (بشرطیکہ اسے الزام کہا جائے) آئے گا اور ضرور آئے گا۔ اس الزام سے نہ مرا زائی بری ہو سکتے ہیں نہ آریہ سماجی۔

امید ہے کہ خلیفہ صاحب اس معمولی سی فلاسفی کی ابجد کو بخوبی سمجھ چکے ہوں گے ورنہ قدم رنجہ فرمائی بالہ تشریف لے آؤں میں اس مسئلہ کی دیگر باریکیاں بھی سمجھا دوں گا۔ اور اگر حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب شیر پنجاب و فتح قادیان کی سفارش حاصل نہ کر سکیں تو خاکسار قادیان میں جا کر بھی سکھا سکتا ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ پھر کبھی: بروئے عاقلاں شرمندہ باشی

(ہفت روزہ اہل حدیث امر تر ۲۷ دسمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۳۰ رمضان ۱۳۵۳ھ جلد ۳۲ نمبر ۹۔ ۱۰ ص ۲۵)

## کھلی چٹھی بخدمت مولوی محمد علی لاہوری

‘معروض ہے کہ آپ کے جلسے میں مسئلہ نبوت مرا صاحب پر مباحثہ کا ذکر دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ میں اپنا پرانا مطالبه ایک دفعہ پھر آپ کی خدمت میں پیش کروں جس کو آپ کئی سالوں سے ٹالتے آ رہے ہیں حالانکہ وہ سب اختلافات کے لئے اصلاً فیصلہ کرنے ہے کیونکہ اس کو آپ کے پیرو

مرشد حضرت مرزا صاحب نے آخری فیصلہ کے نام سے موسوم کیا ہوا ہے۔ جس کا پورا نام یہ ہے  
مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ

جس کا مضمون یہ ہے کہ ہم دونوں (مرزا قادیانی و ثناء اللہ) میں سے جو جھوٹا ہو گا وہ پہلے مرے گا۔ پس  
جبکہ آپ کے جلسے میں کسی مسئلے پر مباحثہ کا ہونا جائز ہے جس کا ثبوت آپ کا گذشتہ ریکارڈ اور  
موجودہ پروگرام ہے تو پھر کیوں نہ آپ موقع دیں کہ آپ سے آخری فیصلہ پر مباحثہ ہو۔  
(نوٹ۔ اوقات جلسہ اگر کچکے ہوں تو جلسہ کے بعد دوسرے روز کی۔ بہر حال توجہ سامی کی ضرورت ہے)۔

امیدوار جواب با صواب ابوالوفا ثناء اللہ امترس ۲۳ دسمبر ۱۹۳۵ء

(ھفت روزہ اہل حدیث امترس ۲۷ دسمبر ۱۹۳۵ء طابق ۳۰ رمضان ۱۳۵۸ھ جلد ۳۳ نمبر ۹۔ ص ۱۱)

یہ خط اشتہار کی صورت میں شائع کیا گیا اور پھر ۲۷ دسمبر ۱۹۳۵ء کے اخبار اہل حدیث امترس کے صفحہ اپر شائع کیا گیا۔  
اس چلتے کے جواب میں لاہوری مرزائی خاموش بیٹھے رہے۔

قادیان سے دفعہ ۱۳۲ کی پابندی ہٹالی گئی ہے اب احرار کے نمائندوں کو وہاں جمعہ پڑھنے کی کوئی ممانعت نہیں۔ چنانچہ ۳ جنوری ۱۹۳۶ء کا  
جمعہ احرار یوں نے قادیان میں پڑھا۔ (ھفت روزہ اہل حدیث امترس ۱۰ جنوری ۱۹۳۶ء۔ ۱۳ شوال ۱۳۵۸ھ ص ۲)  
مولوی محمد علی لاہوری مرزائی کو بذریعہ اشتہار (مندرجہ سابقہ پرچہ) مرزا صاحب کے آخری فیصلہ پر مباحثہ کی دعوت دی گئی تھی ابھی تک  
اس کا جواب نہیں آیا۔ (ھفت روزہ اہل حدیث امترس ۱۰ جنوری ۱۹۳۶ء۔ ۱۳ شوال ۱۳۵۸ھ ص ۲)



و الصلوة و السلام على خير خلقه محمد و على آلہ و صحبه اجمعین۔

و الحمد لله رب العالمين

فقیر بارگاہ صمدی۔ بھاء الدین محمد سلیمان۔ ۲۹ جولائی ۲۰۲۰ء